

ضمیمہ و کلیات نظم

UNIVERSITY
BY HIS SON
M. A. LL. B. (Alig.)
(Retd. Sessions Judge)

3864

نظم و شرفاری و سربانی

جو ابتدائے سن تیر سے ستر سالہ تک مختلف اوقات میں
عالیجناب شمس العلماء مولوی حافظ خواجہ الطاف حسین صاحب جلی
کے فلک جمہور سے اسکا سے تراوش پاتی رہیں
اور اب فادہ عام کے لیے

حرف بایش جناب حافظ محمد یعقوب صاحب مجددی پانی پتی
سید

فاکس حافظ عبد الستار بیگ اپنے

ہندوستان کے ہر علاقہ میں
موجود ہے

M.A. LIBRARY, A.M.U.



PE9800

فهرست مضامین ضمیمه اردو کلیات نظم حالی

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۱	تہنید	۱	۱۵	قطعات پنج وفات قبل از وقت سید محمود علی مرحوم	۲۸
۲	غزلیات	۵	۱۶	خلف سید میر علی نبینہ حسین برادر سید احمد علی	۲۸
۳	تخلص غزل لغتہ جناب فرزا غالب مرحوم	۱۶	۱۷	بہادر کر از طلبہ شیدہ کا تیا محمد علی علی گڑھ	۲۸
۴	کہ در حیات ایشان نوشتم شدہ بود	۱۸	۱۸	قطعات پنج وفات وزیر الدہ از خلیفہ سید محمد حسین شاہ	۲۹
۵	رباعیات	۱۸	۱۹	مرحوم وزیر ریاست پٹنہ	۲۹
۶	در شکر یہ ہمان نوازی قاضی محمد خلیل جٹا	۱۹	۲۰	قطعات در نوحہ وفات جناب میر الدہ خلیفہ	۳۰
۷	بر بلوی کہ در زمانہ محظوظ و بریل گفتہ شد	۱۹	۲۱	سید محمد حسین شاہ مرحوم برادر خود وزیر الدہ انصاف	۳۰
۸	در شکر لطف و عنایت سید کریم علی مرحوم	۲۰	۲۲	قطعات بیشتر بخطاب بجانب حضرت غالب مرحوم	۳۱
۹	صفا تخلص ہنگام دواع از پشیمانہ	۲۰	۲۳	قطعات دیگر	۳۱
۱۰	در تاجہ دل چراحت مولانا شبلی مظہ	۲۰	۲۴	ترجیع بند	۳۲
۱۱	در تاسف بر وفات یکی از فرزندان مہاراجہ	۲۰	۲۵	مرثیہ نواب مختار الملک سرسار جنگ میر	۳۲
۱۲	کشن پر شا بہادر دارالہمام کراچی تخلص شاد	۲۰	۲۶	حزب علیخان مرحوم دارالہمام کراچی نظام کار	۳۲
۱۳	رباعیات در شکر یہ شیرینی مرسلہ بلوی علی علی	۲۰	۲۷	طرفہ کیٹی قطعاتی رستہ انعام علی گڑھ اشاعتی	۳۳
۱۴	فان صلیب آگرہ فیہ نظم کلچ در حیر آباد	۲۰	۲۸	قصیدہ در تہنیت عید الفطر بجانب نواب سر	۳۳
۱۵	در شان نواب ہمایا الدین احمد شاہ مرحوم	۲۱	۲۹	آسمان خیاہ بہادر مرحوم	۳۳
۱۶	دہلوی تخلص سید محمد فارسی در شان درادو	۲۱	۳۰	قطعات در تہنیت عید الفطر بجانب نواب سرسار شاہ	۳۳
۱۷	خطاب بحضور ممتاز مرحوم	۲۱	۳۱	بہادر دارالہمام سرکار عالی نظام	۳۳
۱۸	قصائد و قطعات وغیرہ	۲۲	۳۲	قطعات در سپاس لطف و کرم جناب کرنل لارڈ	۳۳
۱۹	قصیدہ در معراج جناب غفران باب علی الرحمن	۲۲	۳۳	وقتی کہ خان ادارہ تعلیم نچا جب دست ایشان بود	۳۳
۲۰	الشرفین در حبیب کلید علیخان مرحوم رئیس	۲۲	۳۴	ترتیب ماہ لاسکے جلیلی و نظم	۳۳
۲۱	مصطفیٰ آباد رام پور	۲۲	۳۵	فہرہ	۳۳
۲۲	قطعات بروفات آذربیل نواب محمد علیخان مرحوم	۲۲	۳۶	شکر یہ مشروٹن فہرہ حکمہ پرست از طرف عزیز	۳۳
۲۳	مخلص بیشکی رئیس جہانگیر آباد ضلع ملتان	۲۲	۳۷	انشاء اسد قاس مرحوم دہلوی	۳۳
۲۴		۲۲	۳۸	قطعات طبع و دیوان نشتی اقبال حسین صاحب تاشق	۳۳
۲۵		۲۲	۳۹	قصیدہ در شان جناب مستطاب برنجی امیر	۳۳
۲۶		۲۲	۴۰	حبیبہ لد خان الی دولت خداداد خاں تاشق	۳۳

نمبر	مضمن	صفحہ	نمبر	مضمن	صفحہ
۳۰	درشک ریا آوری عالیجناب ہر ناعین اللہ	۳۵	۵۱	قطبہ تاریخ تعمیر چاہ بنا کردہ سید محمد زکی ریس سو فی پت	۵۱
	آزیز بل ذواب سر جہا علیخان بہادر شہید		۵۱	قطبہ برو فات مولوی چرخ علی مرحوم	۵۱
	دلی سیاست رام پور	۳۱	۴۶	قطبہ تاریخ وفات جناب خواجہ کریم علی	
۳۱	ترکیب	۳۳	۴۶	صاحب مرحوم جو حافظ بھارتیہ صاحب	
۳۲	مرثیہ جناب تھانوی اور الدولہ عارف جنگ		۵۲	مجدوی کی فرمائش سے لکھا گیا تھا۔	۵۲
	ڈاکٹر سید احمد رضا خان غفرلہ	۳۳	۵۳	نشر فارسی	۵۳
۳۳	قطبہ در شکر صحت یابی شمس العلماء سلاطین	۳۸		دیباچہ سفر نامہ حکیم ناعین اللہ	
	نہانی۔	۳۶	۴۹	حکیم مرصوف کہ بخلاف تذکرہ نگاران چین	
۳۴	عیدی شب برات	۴۸		حقائق واقیہ از سفر نامہ دیوان شعراء	
۳۵	قطعات تاریخ و مختلف دہانے	۴۸		استنباط کردہ بصحت ہرچہ تاملتہ نوشتہ	
	تاریخ		۵۳	شدہ است۔	۵۳
۳۶	قطبہ تاریخ طبع دیوان میر محمد علی مرحوم	۴۸	۸۰	ترجمہ بعضہ از مقالات حکماء اروپا از انگلیسی در پارسی	۸۰
۳۶	تاریخ بنائے مکان سید عوض علی مرحوم		۵۱	ترجمہ و تہذیب بعضہ از مضامین لغت	
	چارچہ ضلع بلند شہر	۴۹		محاسن الاخلاق مرثیہ جناب بہادر شمس	
۳۸	قطبہ تاریخ مسجد واقع سو فی پت	۴۹		مولوی دکناء اللہ مرحوم از اردو در پارسی	
۳۹	تاریخ وفات محمد ابراہیم جواہر کلاط علم		۴۹	حالیہ ایران۔	۸۲
	بی اسے کلاس دلی کلچ	۴۹	۵۲	کبر و خود پسندی	۸۲
۴۰	تاریخ بہ پایاں بسیدن بلکے سید مرثیہ		۵۳	شجاعت	۸۳
	مرحوم رئیس گلاوٹی در بلند شہر	۵۰	۵۴	مناصب جلیلہ	۸۵
۴۱	تاریخ اورنگ زیبی حضور آصف جاہ نظام		۵۵	وجہ دستاویز	۸۵
	الملک سادس سید محبوب علیخان بہادر		۵۶	مشق دھارت	۸۶
	فرمان روا سے ملک کن خلد احمد ملک	۵۰	۵۶	سیبیت و ناگاہی	۸۸
۴۲	تاریخ رحلت جناب نوازشیہ الدین احمد خان		۵۸	تعلیم	۹۰
	صاحب مرحوم دہلوی رئیس لوہارو	۵۰	۵۹	علم خرم سلاق	۹۰
۴۳	تاریخ بنائے مہاں سرکے در موضع سو فی پت		۶۰	خود کشی	۹۲
	پنجاب کیاب سال عیدوی	۵۱	۶۱	زندگان مردہ	۹۳
۴۴	تاریخ بنائے باغ در موضع تہ ضلع مظفرنگر		۶۲	دوستی	۹۵
	ترتیب دادہ سید فیاض علیخان رئیس تہ	۵۱			

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۶۳	ختم بدتر از دیوانگی است	۹۵	۱۱۹	بقاؤم کی شادی تختہ آبی کے متبع بطور مبارکنا ہماری کجالت میں لاہور دہلی بھی گئی تھی	
۶۴	محبت مادی	۹۶		عربی کی آیات دہلی کے اجاب کو لاہور کے لکھ بھی گئی تھیں۔	
۶۵	استبصار	۹۷	۱۲۱	نظم عربی کا ردی صاحب کی شان میں لکھی گئی تھی جبکہ وہ قائم مقام دار کٹر شریعت تعلیم تھے	
۶۶	عجارت گناہ پر اسے مرقہ مرعوی سید امیر علی رئیس دہلی غفر اللہ لہ	۹۸	۱۲۲	نظم عربی میناک باد شادی کتھانی مرزا ثریا صاحب گورگانی	
۶۷	لوح کتبہ مرقہ مرزا الہی بخش مرحوم کہ جب اقتراح مرزا سلیمان جاہ صاحب نوشتہ شد	۹۹	۱۲۳	قصیدہ بانیہ در شان حضرت شاہ عبدالغنی رح مبارک یاد خطاب شمس العلماء بجا بیہ لانا شبلی	
۶۸	نشرتہ دیم	۱۰۰	۱۲۴	نظمانی کہ دہلی گورگانی نوشتہ شد	
۶۹	تقریظ دیوان فارسی حضرت حسرتی رح نقائی کہ در سال ہزار و ہشتصد و مئید و دو سیسی ہزار مان حیات مصنف منقولہ و نوشتہ شد	۱۰۱	۱۲۵	نشرتہ عربی	
۷۰	تقریظ دیوان سالک	۱۰۲	۱۲۶	خرامت نامہ مہدیہ سیدہ اعلیٰ حضرت مولانا مقتدا شاہ عبدالغنی قدس سرہ کہ قصیدہ بانیہ در	
۷۱	تقریظ دیوان قلع	۱۰۳	۱۲۷	مدیر منورہ ارسال داشتہ بود	
۷۲	عرضداشت بحضور نواب کلب علیخان بہادر رئیس نام پور و شکر علیطی پور افغانی سرسوم پر دستنبوئے خاقانی و مجموعہ نشر فارسی سرسوم	۱۰۴	۱۲۸	دوسرا خط جناب محمد علی کے نام الخ	
۷۳	پہ درۃ التاج	۱۰۵	۱۲۹	مکتوب بنام مرزا اشرف بیگ مرحوم دہلوی	
۷۴	ایضاً	۱۰۶	۱۳۰	کتا بہ آخر اسے	
۷۵	عرفیۃ بنام نامی جناب مرزا اسد اللہ رح غالب بر بیان معنی شعر نظیری کہ جناب صاحب اثر ناقص العیار و نظری قرار دادہ بودند	۱۰۷	۱۳۱	کتا بہ آخر اسے اسلمت بعد المعاد وہ الخ	
۷۶	حب ایامے آئینہ نام	۱۰۸	۱۳۲	کتا بہ آخر اسے الی مدیر البحر و الخ	
۷۷	بنام جناب حافظ قاضی عبدالرحمن مرحوم بانی مخلص بختین	۱۰۹	۱۳۳	صورۃ مآثر طر علی المنظومات الضیائیہ الخ	
۷۸	ایضاً	۱۱۰	۱۳۴	خطبہ الجمعہ	
۷۹	بنام جناب فشی امیر احمد صاحب مینائی نظم عربی جو محمد دہلی فشی محمد کرم اسد خان ام	۱۱۱	۱۳۵	گلستان سعدی کی حکایت کا ترجمہ	
		۱۱۲	۱۳۶	دوسری حکایت	
		۱۱۳	۱۳۷	بنام بعض اراذل علم کو دیوت مہتمم بودند و نام ایشان فراموش شد	
		۱۱۴	۱۳۸	جملہ صاحبہ	
		۱۱۵	۱۳۹	نشرتہ	

صحنہ ضمیمہ اردو کلیات نظم حالی

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۱	سیقہ	سیقہ	۸۳	۱۸	سدائے	۱۲۶	۱۲	بالزایا	۱۲	بالزایا	۱۲
۱۲	یامائے	بارائے	۸۴	۶	صیڈ بریں	۱۲۷	۲	صدوق	۲	صدوق	۲
۱۶	نوت	سجری	۸۵	۱۵	کمائے کہ	۱۲۸	۵	مصیب	۵	مصیب	۵
۱۹	شبیہ	شبیہ	۸۶	۱۹	مواقع	۱۲۹	۵	فہمیری	۵	فہمیری	۵
۲۰	دولع	دولع	۸۷	۸	اور از ارازی	۱۳۰	۸	مہایبہ	۸	مہایبہ	۸
۲۵	انتی	انتی	۸۸	۱۱	آن را کازیک	۱۳۱	۱۴	تائره	۱۴	تائره	۱۴
۲۶	نوت	رؤف علیخان	۸۹	۵	کہ اقرادیک	۱۳۲	۲	سینقل	۲	سینقل	۲
۳۰	متم	متم	۹۰	۵	کہ اقرادیک	۱۳۳	۵	مکشی	۵	مکشی	۵
۳۰	ازیں	ازیں	۹۱	۷	جزد کوچہ	۱۳۴	۱۰	قن کشف	۱۰	قن کشف	۱۰
۳۱	کوفت نین	کوفت نین	۹۲	۲	دوشوہ بیانی	۱۳۵	۱۰	اغلقوہ	۱۰	اغلقوہ	۱۰
۳۲	خلق در	خلق در	۹۳	۱۱	آمدہ کبک	۱۳۶	۱۱	آمدہ کبک	۱۱	آمدہ کبک	۱۱
۳۶	آں سراج	آں سراج	۹۴	۱۲	لطافت بکرا	۱۳۷	۱۲	لطافت بکرا	۱۲	لطافت بکرا	۱۲
۳۷	سینچاں	سینچاں	۹۵	۱۸	ولودیش	۱۳۸	۱۸	ولودیش	۱۸	ولودیش	۱۸
۳۸	لیست ایں	لیست ایں	۹۶	۹	عالیہ	۱۳۹	۹	عالیہ	۹	عالیہ	۹
۳۹	ہوہوہ	ہوہوہ	۹۷	۹	من ہم	۱۴۰	۹	من ہم	۹	من ہم	۹
۴۰	سیر شستہ	سیر شستہ	۹۸	۶	دیدار وصال	۱۴۱	۶	دیدار وصال	۶	دیدار وصال	۶
۴۲	نوت	راقم خود	۹۹	۱۱	علہ	۱۴۲	۱۱	علہ	۱۱	علہ	۱۱
۴۶	آہ اناں	آہ اناں	۱۰۰	۱۱	التیم	۱۴۳	۱۱	التیم	۱۱	التیم	۱۱
۵۲	کشتہ وہ مانجھ	کشتہ وہ مانجھ	۱۰۱	۹	ابقی	۱۴۴	۹	ابقی	۹	ابقی	۹
۵۳	کرس سچیدہ	کرس سچیدہ	۱۰۲	۱۰	فیما بری	۱۴۵	۱۰	فیما بری	۱۰	فیما بری	۱۰
۵۴	استنباط	استنباط	۱۰۳	۱	ارجہ	۱۴۶	۱	ارجہ	۱	ارجہ	۱
۵۵	نوت	نوت	۱۰۴	۱	نوت	۱۴۷	۱	نوت	۱	نوت	۱
۵۹	مایہ صولت	مایہ صولت	۱۰۵	۱۱	پس پس	۱۴۸	۱۱	پس پس	۱۱	پس پس	۱۱
۶۰	اندازند	اندازند	۱۰۶	۱۲	من بقیات	۱۴۹	۱۲	من بقیات	۱۲	من بقیات	۱۲
۶۲	ستفہ باس	ستفہ باس	۱۰۷	۱۲	برائیاں	۱۵۰	۱۲	برائیاں	۱۲	برائیاں	۱۲
۶۸	خلفائے شاہ	خلفائے شاہ	۱۰۸	۱۲	حوالات	۱۵۱	۱۲	حوالات	۱۲	حوالات	۱۲
۶۹	کتابت	کتابت	۱۰۹	۱۳	للعز	۱۵۲	۱۳	للعز	۱۳	للعز	۱۳
۸۱	ادپس از	ادپس از	۱۱۰	۲۰	الجلاب	۱۵۳	۲۰	الجلاب	۲۰	الجلاب	۲۰

ضمیمہ اردو کلیات نظم حالی

مشتلبر

نظم و شعر فارسی و عربی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَبُصِّلَ عَلَىٰ رَسُوْلِهِ الْكَلَامُ

تیرہویں صدی ہجری کے وسط تک ہندوستان کے مسلمان بالطبع فارسی زبان میں نظم و شعر لکھنے اور خط کتابت کر نیکے عادی تھے جس شخص کو ادب سے مناسبت ہوتی تھی۔ وہ اکثر فارسی زبان کی شاعری اور انشا پر دہلی میں طبع آزمائی کرتا تھا اسکا سبب کچھ تو سہلانہ طریقے کی پیروی کا خیال تھا جو عموماً اسی زبان میں تصنیف تالیف کرتے تھے۔ اور کچھ یہ وجہ تھی کہ اردو جو انکی مادری زبان تھی زیادہ تر بول چال میں اور سیدھے شعر و سخن میں محدود تھی۔ اور ہر شخص کا یہ کام نہ تھا کہ پہلے ہی پہلے شائع عام کے خلاف ہر قسم کی تحریروں میں اردو زبان کو ہتھیار کر کے بڑے بڑے ذی علم اور لائق اصحاب اردو زبان میں خط کتابت کرتے ہوئے چمکاتے تھے۔ چنانچہ اردو زبان کے قواعد تک فارسی ہی میں لکھے گئے۔ اور اردو کے شاعروں کا تذکرہ بھی فارسی ہی میں قلمبند کیا گیا۔

ایک اور وجہ اردو زبان کا رواج نہ ہونے کی یہ تھی کہ اہل علم اور لائق اشخاص اردو میں تصنیف

تالیف یا خط کتابت کرنے کو اپنی کسر شان سمجھتے تھے۔ چنانچہ مذہبی اور علمی کتابیں اکثر عربی زبان میں اور کبھی کبھی فارسی میں لکھی جاتی تھیں۔ مگر رفتہ رفتہ زمانہ کے انقلاب سے وہ میلان کم ہونا شروع ہوا۔ اور آخر کار یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ دونوں زبانوں میں تصنیف و تالیف کرنا یا نظم و نثر لکھنا موقوف ہی نہیں ہوا بلکہ بمقابلہ اردو زبان کے محض فضول سمجھا جانے لگا۔ عربی علم ادب تو بہت دن پہلے ٹکاسے رخصت ہو چکا تھا۔ مگر غالب مرحوم اور ان کے معاصرین کے ہندوستانی شاعری اور انشا پر داری کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

مذکورہ بالا انقلاب سے تقریباً نو سو برس پہلے راقم کو فارسی نظم و نثر لکھنے کا خیال پیدا ہوا تھا۔ لیکن ایک عرصہ تک وہ خیال میلان طبع کی حد سے آگے نہیں بڑھا۔ حسن اتفاق سے ۱۸۷۸ء میں میرا تعلق جناب غفران مآب نواب محمد مصطفیٰ خاں مرحوم و مفضول رئیس ملی و تعلقہ دار جاگیر آباد ضلع بلند شہر کی سرکاری جو کہ فارسی میں حسرتی اور اردو میں شیعہ تخلص کرتے تھے۔ ہو گیا۔ اور اس تعلق کی وجہ سے تقریباً آٹھ سو برس انکی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ جناب ممدوح کا قیام ۱۸۷۸ء کے بعد سے زیادہ ترجما گجرات آباد میں رہنے لگا تھا جہاں مخاطب صحیح کیا تھا۔ اسلئے وہ فکر شعر کی طرف بہت کم متوجہ ہوتے تھے۔ لیکن جب راقم وہاں رہنے لگا تو رفتہ رفتہ جناب ممدوح کا شوق از سر نو تازہ ہو گیا۔ اگرچہ اس وقت تک مجھ کو فارسی یا اردو میں فکر شعر کرنے کا بہت ہی کم اتفاق ہوا تھا۔ مگر جناب ممدوح کو اور ہر متوجہ دیکھ کر میرے دل میں بھی تحریک پیدا ہوئی۔

فارسی یا اردو کی جس زمین میں وہ غزل لکھتے مجھے بھی اپنے ساتھ شریک فرماتے۔ انہیں میں تنہائی اور قلت مشاغل کے سبب فی ادب کی ہوس بھی ملیں چٹکیاں لینے لگی۔ اگرچہ علم ادب کسی استاد سے باقاعدہ پڑھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ اور وہ کسی ادیب سے اصلاح لینے کا موقع ملا تھا۔ مگر چونکہ ٹیچر سے فی الجملہ نسبت تھی کبھی کبھی دو کشتریوں کی مدد سے ادب کی آسان آسان کتابیں

دیکھتے لگا۔ شدہ شدہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ عربی نظم و نثر پر خود رو بیتوں کی طرح ماتہ ڈالنے کی جرات ہوئی۔ غرض کہ فارسی اور اردو کے ساتھ عربی نظم و نثر میں بھی جینا فحینا خامہ فرسائی کرتا رہا۔ آخر وہ زمانہ آ پہنچا کہ فارسی اور عربی کے مخاطب صحیح تمام ملک میں نایاب ہو گئے۔ اور دونوں زبانیں ہندوستان کی مژدہ زبانوں میں شامل ہونے کے قابل ہو گئیں۔

یہ تو ظاہر ہو کہ مادی زبان کے سوا دوسری زبان میں جو نظم یا نثر لکھی جاتی ہو گو کہ وہ کیسی ہی بے عیب ہو اہل زبان کی نظر میں اسکی کچھ وقعت نہیں ہوتی۔ الا ماشاء اللہ۔ ناں یہ ممکن ہو کہ اہل وطن کے نزدیک قبولیت کا درجہ حاصل کر لے۔ لیکن جب اہل وطن کسی ملکی انقلاب کے سبب اس غیر زبان سے بیگانہ محض ہو جائیں۔ اور اسکی جگہ ملک میں دوسری زبان قائم ہو جائے تو رفتہ رفتہ اسکی شاعری اور انشا پر دہری کا چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو جاتا ہو۔

یہی حال آج کل ہندوستان میں فارسی اور عربی لٹریچر کا ہے۔ دونوں زبانوں کی نظم و نثر کے مسودے جو کبھی کبھی کے لکھے ہوئے پڑے تھے۔ انکی نسبت متر و مترا کہ انکو کیا کیا جائے تو ہم میں کوئی ایسی محفوظ لائبریری نظر نہ آتی تھی جہاں افراد قوم کے ورکنس اچھے یا بُرے حتیاً ط کے ساتھ رکھے جائیں۔ پھر اہل وطن کا ان دونوں زبانوں سے عموماً نا آشنا ہونا اپنے اس قدیم شعر کا مضبوط یاد دلاتا تھا۔

سخن پر ہمیں اپنے رونا پڑے گا یہ دفتر کسیدن ڈوبنا پڑے گا
لیکن مذکورہ بالا سو و ات کچھ تو اس جہ سے کہ بڑی کاوش سے لکھے گئے تھے اور زیادہ تر اس خیال سے کہ قومی خصوصیات کی یادگار تھے۔ انکو رائیگاں کھونا گوارا نہوا۔ چنانچہ تمام پیچھے جس قدر ہم پہنچ سکے اور دوسرے فراموش کیے گئے۔ اور ذیل کی ترتیب کے ساتھ اس مجموعے میں جو کمیات نظر آئے کے آخر میں بطور ضمیمے کے ملحق کیا جائے گا۔ داخل کر دیے گئے۔ یعنی اول نظم فارسی۔ اسکے بعد غزلیں

پھر نظم عربی۔ اُسکے بعد شعر عربی +

یہ ضخیمہ اگرچہ کم و بیش فارسی اور عربی دونوں زبانوں کی نظم و نثر پر مشتمل ہے۔ مگر عربی کلام ہندو
قلیل ہے کہ اُسکا عدم اور وجود پر ابہرہ و حق یہ ہے کہ اگر اُس میں ایک قصیدہ حضرت مولانا دمق زینا شاہ
عبدغنی النقشبندی المجتہد قدس سرہ کی شان میں نہوتا۔ جو تقریباً ۲۸۳ھ ہجری میں مدینہ منورہ
بہجا گیا تھا۔ اور جسکی نسبت جناب ممدوح نے بعض اُویائے مدینہ کی پسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔ تو
راقم کو ہرگز یہ جرأت نہوتی کہ اپنا عربی کلام اس ضخیمہ میں داخل کرنے کی مبادرت کرتا۔

از مقام

پانی پت

حالی

نظم فارسی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

غزلیات



یہ غزلیں اُسی زمانے کی ہیں جبکہ خیالات میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں ہوا تھا۔ جس قسم کے مضامین غزلوں میں اوپر سے بندھتے چلے آتے تھے۔ اُسی روش پر چند غزلیں لکھی گئی تھیں۔ جنکو معدومہ چند کے سوا میں اپنے موجودہ خیالات کے موافق پیک میں پیش کرنے کے لائق نہیں سمجھتا تھا لیکن بعض اہل کلمہ کے اصرار سے انکو اس مجموعہ میں شامل کرنے پر مجبور ہوا۔

اتے تکیہ بغض تو خطا را	دے ناز بخوف تو رجا را
حاجت کند از طرب فراموش	خوانی چو بسوئے خود گدا را
جادو دل خویش ہم نیابد	رافی زورت چو پادشا را
علت تو برمی و باز بندی	برصنعت دیگران شفا را
تا شیرزت مصلحت را	بد نام نموده دوا را
بازار صبا نموده گرم	برہم زده طسره دوتا را
با مشعل ہزار آئید	پوشیدہ سراغ مدعا را
در روشنی ہزار خورشید	گم ساختہ چشمہ بقا را

برتے ز اُفق بروں چماندہ برپا زوہ در رہش گیا را
 زہرے بگولے جاں فشانہ لب تشنہ خویش کردہ مارا
 در بردن سپردا وہ دستے انداز بُستان و لربارا
 از غیر گسستہ اندک اندک دلہائے بالفت آشنا را
 ہر یک ز قیاس و علم و اورک ق از نور تو شد حجاب مارا
 ایں پردہ کہ مٹہم بکشف است بردار ز روئے عالم آرا
 از آئینہ نام بجز مثال ہم رنگ زو او ہم جہلارا
 زخمی ز تو یے نمک تنخواہم ہم دروغ ست و ہم دوارا
 راز تو بلب نمی پسندم ہم ساز بسوز و ہم نوارا
 از سختی و مسرورتا ہم و انہم گرم ستم نمارا
 از شعلہ دل بجاں خبر کن مصل سنگدار کیمیارا
 ز شتیم ز نسرق تا قدم بشت مارا و چشم ما میارا
 کردیم گناہ و فاش گفتیم بہذیر گناہ بے ریارا
 حرف طلبت بلب نہ زید انداختم از سیاں و عارار
 تا بر کویم تو کیسہ دارم در راہ نکلندہ ام عصارا
 حالی! چہ زنی تو دم ز تو حید چوں نابلدی بر خندارا
 جائے کہ بجز اعتراف است خیل عسہ فاؤنہ بیارا
 اسجا چہ مجال نطق باشد ہر یافہ سرے ترا ز خارا
 اینجا بسن ز خامشی نہ زید نامحرم ستر کبر یارا

از ہام بلند بہ کہ داری معذور کنس دینار سا را

چوں نہ گدگوش بہ ترانہ ما رو و از یاد ما فسانہ ما
 درو میسہ پارو از ترانہ ما حذر از گرمی ز بانہ ما
 درو و لہا شنیدہ بسیار اندکے گوش کن ترانہ ما
 بایست قدر خویش تن و نیست پاسے بیروں منہ ز خانہ ما
 در سرب آب خضر شرجوی اے وفا جستہ در زمانہ ما
 گوہرے کرد و کون بیرون است میتوان یافت در خانہ ما
 زیر لب ناکشودہ طوالت کاش پرسی ز ما فسانہ ما
 برق کہ طورہ اشتہ و یلغ سر بر آوردہ آشیانہ ما
 قدر حالی ز قوم کس نشانت عاقبت رفت از میانہ ما

خاکساری از جانے دیگر بہت این زمیں را آسمانے دیگر بہت
 شیخ محبوب نہ معبود من بہت سجدہ ام بہ آستانے دیگر بہت
 بانہراں رنگ باید ساختن یار را بہ نظر شانے دیگر بہت
 اہل دین مسدود اند کہ من انچہ گویم از زبانے دیگر بہت
 ہم تغافل ہم تطاول نہ ہم دل کہ بود از چشم مورے تنگ عشق مردو استخانے دیگر بہت
 چوں نظر کردم جانے دیگر بہت

۱۷ یہ مصرعہ نادانستہ نشاط کے مترادف سے لکھا ہوا

بڑا بدول مدارائے کسے در سرشیں سپہا نے دیگر ہست
 بروہ طیب سبیل زلفم زیاد ایں نسیم از بوستانے دیگر ہست
 منہائے راہ عشق افتادگی ہست منزل مارا نشانے دیگر ہست
 قیس و اتمق مرور راہ من سیند اندرین رہ کاروانے دیگر ہست
 من زرویش حسین حسنی دیدہ ام انچہ دل بروہست آنے دیگر ہست
 کارحالی نیست کار احمد ہست درین عشقت را بیانیے دیگر ہست

یار با تست گرت جذبہ گیرائے ہست یوسف آنرود آتجا کہ ز لچائے ہست
 مے پسندی کہ ز بزم تو خجل خبر نسیم بہ سخن گرتواں آدن ایمائے ہست
 گو ملاست گر مادل پنجو شش محراش یوسف ہست گرت تاب کشائے ہست
 گردش چرخ بکام و جہاں میجو ایم در دل است ہنر کہ تنائے ہست
 چوں من غمزدہ ناکام ہے بایزیت ہر کرد شب راحت غم فدائے ہست
 جائے ہر دور خود دور تو برانی اندیش نتواں یافت کہ رکون مکان بجائے ہست
 رنجش با خوشی و لطف مدارات بیکیت خستہ را کہ چوں کار غبرائے ہست
 بر خند باش گر اورا بہ سخن مے آری حالی تفتہ دروں را دم گیرائے ہست

غش تا جاں بود با جاں ضرور ہست و گر خود جاں نباشد آں ضرور ہست

۱۵ این مصرع از حضرت احمد جام ہست قدس سرہ کہ در مطلع غزل خود میفرمایند:

درین عشقت را بیانیے دیگر ہست مرواں رہ را نشانے دیگر ہست

ز تکلیف تو دستم کہ در عشق	نباشد آنچسہ در امکان ضرورت
چو بسیمم خواجہ نافرمان تو است	سرم چسپیدن از فرمان ضرورت
بطبعم سازگار افتاد در دشمنی	مرا چسپیدن از در مان ضرورت
ز عاشق دوست دارد بسینوائی	گدازش از سر و سامان ضرورت
کش چون تیغ بر سر جان ایشان	سپاس سے در خواہ احسان ضرورت
کنند جذبہ دل و کین است	خلاص یوسف از زندان ضرورت
بغرائش دہم سست را بداند	کہ پاس خاطر یاران ضرورت
چو میرفت از جہان میگفت حالی	قبول عشق را حرام ضرورت

من دازے دوستہ پیمانہ و یار و لپکشت	نہ زندہ تیغ بدلم بسیمم و نہ پرولے بہشت
ترسم این حسین قبولت بر داند از صفا	خواجہ دشت کہ از کعبہ روی سوئے کفشت
پروہ گر برنت از نفس حسرت بینی	ہمہ پاکیسرہ نہاد ہمہ پاکیزہ سرشت
اگر بگردد ہمہ عیب است چہ عیب و چہ ہنر	وہ پذیرد ہمہ زیباست چہ زیبا و چہ زشت
عمر ما از تو بنا کام نمی باید زیست	دستے آکس کہ ز کف این امید نہ بہشت
ترسم از کعبہ ہری حسرت ویدایجویش	اسے فرودانہ نہ نظارہ سنگ گل دشت
ہر قسم ما نہ بود حسن تسبیح از انی	ورنہ حانطہ نوشت ست کہ حالی نوشت

صید عشقا است پریدیم عبت	راہ دورست دویدیم عبت
بود زہر ہر ہشکر آلودہ	لذت وصل چشیدیم عبت

جذبہ آمد و برفت نزل بُرد	راہ یکچند بُریدیم عجب
گوش و لب محرمی رازنداشت	ہرچہ گنتند و شنیدیم عجب
بود در طوفانِ آبِ بقا	منتِ خنک کشیدیم عجب
دل ہماں بستکہ پندارست	جائے و کعبہ گزیدیم عجب
جذبِ دل داشت زماش و رفت	از پے ناقہ دویدیم عجب
عشق از خویش بُریدن میخواست	حالی از خلق بُریدیم عجب

روزِ مشترک ز ہر شیخ و بہمن پرسند	سرو ہم قصہ شوق تو چو از من پرسند
دل بُبایند و با صبر و خشکیب موزند	جاں ستانند و ز ماباغت شمعون پرسند
بگذرانہ سوسہ عقل کہ اربابِ طلب	راہ از غول رہ و چارہ ز رہزن پرسند
پادہ بے خبری نطق مراد و کار است	بے بیارند و ز من کجہ ہر فن پرسند
روئے از فرع بہ صبا آ کہ اربابِ طلب	گل بینند و سسراخ رو گلشن پرسند
بنده رانیست مجال سخن آنجا حالی	ورنہ افسانہ درازست گرا ز من پرسند

بیا کہ جانِ دل از غم گرانہ میخواستند	ز رشک خارِ بچشم زمانہ میخواستند
ز جورِ مائے تو دینہ نیست گردِ ملا	بصلح با تو سخن در میانہ میخواستند
خوش است آشتی اما پس از شکایتہا	کہ دوستانِ گلہ دوستانہ میخواستند
ادبِ حرفِ طلب بہتہ است کام و دبا	و گرنہ از تو حرفِ لیاں چہانہ میخواستند
بہ گلشنی کہ منم طائرانِ آزادانہ	برون ز کونِ مکاں آشیانہ میخواستند

شدیم شہرہ عالم بے شق و بیدار
تن قتادہ در آن رنگدار سے طلبند
ہنوز از غم نہاں نشانہ میخوابند
سر بریدہ بر آن آستانہ میخوابند
رسید بزم بہ پایان گو شہا بازست
نشید حالی جادو ترانہ میخوابند

بے سبب رنجی و گونی گلہ زیابنہ
سعی اگر نیست بجا ذوق طلب و چه کم است
طاقتِ جود تو در حوصلہ مانہ بود
مرد صبر و نرم و رضا لیک بہنگام دواع
سہرواں بہ کہ زرقار شکیب مانہ بود
لطفِ طاعتِ چہ بود نیست اگر ذوقِ انظر
بازوئے ہمت مانیز توانا نہ بود
مے دردِ رشاکِ عدد پرودہ طاقت نہ
نہ پرستم صنمے لاکہ خود آرا نہ بود
مجلسِ عطا مست کہ و ماغ و دگاں
غمِ عشق تو چنین حوصلہ فرسا نہ بود
کم نشینیم بہ زبے کہ مدارا نہ بود
ہمرو غیر میا گر بخیالِ مگذری
نہ پرستم صنمے لاکہ خود آرا نہ بود
باز گردم در فردوس اگر دا نہ بود
قدراستانِ مین بروز خود بخ کہ مین
کایں ہم از شعیبہ آں قدر غنا نہ بود
فتنہ حشر پاکشہ حالی بگماں

برقعِ برجِ افگندہ و ہر سو نگرانند
از لطفِ رخِ آشوبِ دل بوالہوسا نہ
فریاد کہ ایں پردگیاں پرہہ در نہند
جاں دارو سے عشاقِ بکام ال غیا نہ
وز ناز وادافتنہ صاحبِ نظر انند
صد حرفِ غلطِ گفتہ بخاطر نہانند
عمر ابد ماو نصیبِ دگرانند
سازند و بسوزند و گرانند و ربانند
صد تیرِ خطا کردہ ز دل در گذرانند
ز نہاد ایں قوم کہ فرستہ گرانند

از چشم جہاں میں چڑیاں لہلہ نظر آ
ہر سو کے کہہ نہیند بسوئے نگر آئند
آشفگیِ نغمہ مستانِ زہر خوش است
معد ورتوانِ اشت کہ آشفستہ سر آئند
حدِ نظر آنست کہ رویشِ نتوانِ یہ
پیدا است کہ ایں باریاں بے بصر آئند
امید کہ از سازِ خبرِ آشفستہ باشند
دیوانہ و لاسٹہ کہ زخرو بے خبر آئند
حالی تیر ہر حرف و صد کہ نہفت
سجنت دیدیں ہم اگر کجہ و نہند

عالم ہمہ در بندِ تمنا کے تو باشد
گر سوئی و گز زند کہ شیدائے تو باشد
آتشِ دلِ صہرِ خرم و دلِ کنِ حشت
بر تے ست کہ وز گریں شہدائے تو باشد
آں سادہ کہ در عہدِ تو خرسند بہر سچ است
دلِ باخشد لطفِ دارائے تو باشد
خرسند نے سانجی غمگینِ پند ہی
نا کام کے کشِ منہ سو دائے تو باشد
نمید مکن و نہ محال است کہ کس را
یارائے غم جو صلہ فرمائے تو باشد
یارائے صوابت کہ غم کے جہاں را
لے لے لے جہاں درو لے تو باشد
تابِ تپِ صد شعلہ و بیتابیِ صد برق
بیزند و دلِ دل کہ تمنا کے تو باشد
برگِ نمِ دل کہ علیجِ دلِ بیدار
شہر است کہ لعلِ دلِ آسائے تو باشد
آنکس کہ بلز و نش از فردہ ویدار
دائے کہ گریہ و تماشائے تو باشد
باحالی پہ چارہ تو اس ساختہ کہ کیں
ہم نیدہ و ہم عاشقِ شیدائے تو باشد

ہر دم از عشقِ خدنگے بہ نشانِ سہ آید
انک انکِ دلم از غصہ بجاں مے آید
جاں گدازند بلطفِ بغضبِ شاو کنند
ہر چہ خواہید ازینِ عشوہ گراں مے آید

بعد ازیں راز بصد پرده نہاں نتوان شست
 در بہاراں بہ تماشا کے گل ازجا نرو ی
 سوئے سن آمدہ مشتاق و نظر نگش
 دوش چہیرے ز سخن مائے محبت نگشت
 عجب از خود کنم و سوئے فلک بے بنیم
 چوں نہ محرم اسرار بہاں در دل است
 یار چوں نیست موافق چچہ دای و چچہ صال
 حالی زار گنستم کہ وفادار کے است

شوق بہ دوست را ہما د اشتہم چہ شد
 عمر نیست دل بہ بند پیام وصال نیست
 در دست جام بادہ و در دل ہوئے دوست
 افتادہ زیر سایہ دیوار حسرت
 سود و زیان خویش نہ بردے مرا زجا
 یادم کنوں نما نہ کہ پیاں چہ بودہ است
 کارم ز سعی خسر بجائے نہ مے رسد
 آوارگی بہ برد ہو اے وطن زیاد

دروے بہ از ہر رو واد اشتہم چہ شد
 چشمے بہ رنگدار صبا د اشتہم چہ شد
 وقتے چاہل دل بھفا د اشتہم چہ شد
 برقرق خویش ظل ہما د اشتہم چہ شد
 پتہاں بہ او معاملہا د اشتہم چہ شد
 در سینہ خار خار و فاد اشتہم چہ شد
 در ظرف خویش آب بقاد اشتہم چہ شد
 زیں پیش روئے خود بقفا د اشتہم چہ شد

حالی غمش آنکہ بود مژکیمہ پروفا
 دوتے بدل ز جو رجفا د اشتہم چہ شد

لب بہرہ ز رازِ ما ندارد	خود فرستہ سازِ ما ندارد
ہر جہانست بہ بعدِ بہت	یک قبلہ من سازِ ما ندارد
بہر نالہ ما دلش نہ سوزد	آنکس کہ گدازِ ما ندارد
آں گوش کہ پُر حرفِ صَوّت	گنجائیِ رازِ ما ندارد
کارم بہ کسے ققادہ کز نماز	پروائے نیازِ ما ندارد
گر ہر دو جہاں نہ را ہم آرد	اندازہ آرزِ ما ندارد
حالی گلہ جُفتے دوران	صوتے ست کہ سازِ ما ندارد

دلے خواہم کہ چوں پُرانہ سوزد	فتہ در آتش و مردانہ سوزد
زید آوارہ و میسر و بنا کام	دل از شکم برآں دیوانہ سوزد
تنبہ کردست جورِ آشنایم	بحالِ من دلِ بیگانہ سوزد
بچنج خانہ شمعے من فرم	کہ چوں در گیرِ اوّل خانہ سوزد
دلے راکش بد فرخِ سوختِ تنوں	فروغے از رخِ جانانہ سوزد
فروغ از من کسے جسز من نگیرد	من آن شمع کہ در ویرانہ سوزد
گراز من بپشنوی و دوا حالی	چہ چشتِ خوابِ زین افسانہ سوزد

غزل ناتمام

در گستاخِ بلبلِ دودِ رنجمن پروانہ ام	من بہر جامِ خونِ ننگِ رنجِ جانانہ ام
محبتِ نیست دلِ را با ہزاراںِ قربست	یا گرمِ آشنائیِ ما و منِ بیگانہ ام
خضرِ راہِ منزلِ مقصودِ جہنمِ تو فتنِ نیست	ناینِ و آنِ پسمِ نشانِ او مگرِ دیوانہ ام

عشق اگر کشیت ملت تا کہن خواہد شدن
گر عنان باد صحراندر کف جذبیل است
عمر باشد تشنه آب و دم مشیر تست
سید مدگل ہر کجا پائے نگاہیں مے نی
شکوہ گر لب نیاید عاقبت کیس مے شود
صید تا افکندہ محدودست بازوئے خود است
زینکہ شد بخوابہ خسرو نیز زو نیم جو
در غریبی طرح الفت انس گم باہر کے
یار در کوچت من خاموش جاں بیتاب گے
دوست پر یکین حالی از ادب بسیا دو

منبر ہر گوشہ از دار و رس خواہد شدن
رنگ یوسف جملہ ہوئے پیر ہر خواہد شدن
تنج برکش ز نہ جاں بیرون زین خواہد شدن
جادہ چوں از سپر باز آئی چمن خواہد شدن
زخم را در ماں نباشد چوں کہن خواہد شدن
ایں جوان روزے شکار خوشین خواہد شدن
گرمی باز را شیریں کو کہن خواہد شدن
درد دل گہر و مسلمانم وطن خواہد شدن
جذب درد دل نیست کار دست من خواہد شدن
دیر با او ہم نشین و ہم سخن خواہد شدن

غزل ناتمام

بے نور صفائے دل پہنای شدہ ہر پیدا
گر با نئے ہمت ہست دستے بگریبان زن
تنہائی و بنجوری و انگہ غم مجوری
شوخیست کہ نگار و برکت خود کس را
ساقی بہ تسخیر بخشی گو تو بہ ما بشکن
ہم بادہ و ما دم خور ہم بوسہ پیایہ وہ
اے بر تو نقاب از تست خود جلوہ حجاب از

اے شب تو بہ پایاں اسے ہر نشان شو
وہ پایے ارادت ہست لختے بہ بیاباں شو
اے شکل من بجائے مردنم آساں شو
اے شیخ زویں برگرد اے گہر مسلمان شو
مطرب بنواسنجی گور بہرین ایساں شو
بے پردہ تر از گل آئے چوں بھئے گل انشاں شو
از خود بخلا پیوند و ز خویش بر آں شو

حالی بہ سخن خواہی رفتن نہ پے غالب دولت بفسطاط نبود از سعی پشیمان شو

نزد دواز تو ہرگز سیری چشم تماشائی	اگر برویدہ بنشینے دگر دول فرود آئی
مکھنجا ہا تو اس ہنگامہ مادر شاہ کجائی	تو چندیں عالمے باخوشتین اسی تمنائی
تراشایاں بود خوبی کہ بھیر می محبوبی	ترا زید دل رائے کہ بد خوبی ز زیبائی
تو چشم و گوش کشائی و شد بہر توانائی	بگلشن چہرہ آرائی بہ بلبل نمہ پیرائی
نہ در بزم مغان بہت نہ کو کو گر گاہ	تو اندر بندہ مستوری چہ دانی فوق پروائی
سیر راہ خدا داری دل سے تھاداری	تو ز انسان ہیڑی از نہ کہ پند اندوئی
گو اہ میگنای ہائے خود دارو جمانے را	تو دست خود بخون حالی مسکین نیلائی

تخمین غزل تہیہ جناب نے غالب رحم کہ در حیات ایشان نقشہ شدہ بود

اعجاز از خواص لسان محمد است	عین الحیوۃ گم بہ زبان محمد است
گر نور و گر بدستے کہ از آن محمد است	حق جلوہ گر طرز بیان محمد است
اے کلام حق بزبان محمد است	
او خامہ صفت قلمت معشوق کم نگار	اے دل سخن ز رست قداں میان کیا
قری ز ذکر سر نفس را نگاہ دار	و اعظ حدیث سایہ طوب نے فرو گزار
کایا سخن ز سرور و ان محمد است	
شاہد تقبل عاشق و عاشق بجال خد	مجنوں پہائے لیلیٰ لیلیٰ بفرق خد

مومن بآل احمد و آتش برنج جسد ہر کس قسم بدانچہ عزیزست میخورد
سو گندہ کردگار بجان مستعد است

آنجا کہ از مناقب عمرت سخن رود و ز آل و از صحابہ و است سخن رود
و ان کا نیمہ ز ختم رسالت سخن رود و ز خود ز نقیش مہر نبوت سخن رود

آں نیز نامور ز نشان محمد است

حکمش بہر ماہ روان است چون قضا دیدی کہ باز گشتن خورشید بر قضا
بودہ است بر اشارہ ابروئے مصطفیٰ بنگر و نیمہ گشتن ماہ تمام را

کاں نیمہ جنبے ز بہان محمد است

دانی ز پیش چشم تو بر نیز و ار حجاب کز نور شمع پر وہ فانوس راست تاب
باشد ظہور روشنی عارض از نقاب آئینہ دار پر تو مہرست ماہ تاب

شان حق آشکار ز شان محمد است

بینی اگر بدیدہ و زاک و ارسى گوئی اگر بجا لم اوراک و ارسى
سبجی اگر بمرتبہ خاک و ارسى دانی اگر بمجسنى لولاک و ارسى

خود ہر چہ از حق است اذ ان محمد است

لطف خداست کہ بر کس نہاد دست قہر خداست چون بر کین بکشد دست
و اندکے کہ شذوئے ماد مہیت مست تیر قضا بہ آئینہ و در کش حق است

اما کشاد آں ز کمان محمد است

ہمت بہن شمرنہ حالی گماشتیم گفتیم و از گماشتینی ما گماشتیم
چوں کام و لب فراغ و صفش نہا شتم غالب بنائے خواجہ بہ نیر و ان گماشتیم

کاس ذات پاک مرتبہ دارن محمد بہت

رباعیات

توجد

دل دادہ شوق چہ ولی دُچہ نبیؐ
دل از تو تسلی نتوان کرد ہر ہنس
سودازہ ات ہم غمی ہم سبزی
اسے خوشتر از آب سرد و تشنہ لبی
ایضا

یارب کرے کہ شہسار آمدہ ایم
شایستہ دوزخیم جو یاسے بہشت
سربایہ ناکسی بہ بار آمدہ ایم
در یاب کہ پُر امینہ و ارآمدہ ایم
اخلاق

سہرہ نہ سہرا خاک پاسے ہمہ باش
با خلق نیا سخن از غامی تست
دہا غرضش رضائے ہمہ باش
ترک ہمہ گنہوا شنائے ہمہ باش
دیگر

سہرہ بدوے و خاک پاسے ہمہ باش
غواہی شوی آشنائے بیکانہ نما
دل وہ بہ سیکے و دلربائے ہمہ باش
بیگانہ آشنائے ہمہ باش
دیگر

اسے آنکہ زحاکہ صداقت عوری
کس از دل دشمنان خود و درباد
ہنشین بر یا ہنشین - جوری
خند آنکہ تو از خاطر یاراں دوری
دیگر

لسہ پہنچ بس پہنچ خود نمائی تا چند خود بینی و خوشین ستائی تا چند
چوں میدانی کہ جز کف خاک نہ پس ایں ہمہ دعویٰ خدائی تا چند

دیگر

از شعر و سخن گو شش جہاں کُ باوا دیں شند سیدہ کستر باوا
برہر کہ دعاے بد گم مے گویم یارب کہ گراں مایہ سخنور باوا

دیگر

چندے ہولے گلخاراں بگشت لختے در بند روز گاراں بگشت
بر نادرہ کام دل شباب آخر شد نشگفتہ گلے و نو بہاراں بگشت

عزا

عباس علی کو کسراں غیرت ماہ بودند شبیہ احمد و شیر آلہ
دروغہ ایں ہر دو جوان برب شا گہ و آفتاہ بود گہ و اجستہ

و شکریہ مہمان نوازی قاضی محمد خلیل صاحب یلوی کہ در زمانہ قحط
در بریلی گفتہ شد

ہر چند ز تیغ قحطے ست قلیل ارب کہ فلک بہ خاکیاں گشتہ بیل
اما چہ غم از قحط کے را کہ مدام انوارن نعم مے رسد از خوان خلیل

و شکر لطف عنایت سید کرامت علی مرحوم صفا تخلص
ہنگام وداع از پیٹیا لہ

حالی نشود و مجروح دل ما لطیف که دم و دل مع فرو و صفا
گر قدر سازن بر غربت این است صدره بسفر سپید و صدف آ

در تاویل جراحت مولانا شبلی مد ظله

شبلی که گزند پاش پرل شکن است بهشت گیش خجسته کی متعین است
چند آنکه بجا هفت روز این دنیا کار استن چمن زیر استن است

در تاسف بوفات یکم از فرزندان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
دارالمہام سکر عالی متخلص پرشاد

چرخ از پس دایر بر دلش داغ نهاد او جز بہ سپاس یزدی لب نکشاد
الحق کہ بخشہ شاد و خندان بودن زین گونه نہ دیدیم جز از حضرت شاد

رباعیات و شکر شیرینی مرسلہ مولوی عبدالعلی خاں والہ
پرو فیض نظام کلج و حیدر آباد

و نیم اخلاص و دستاری آئین سن بندہ دوستان خلاص گزین
شیرینیکہ کہ یار شیریں بخشد برو بہ توان فشان جان شیریں

دیگر

والہ کہ بمردنی مسرید آمد بنسہ از فہر وطن کرد دل حالی سر
ہر سیرت نیک را توان یافت تل بر سیرت والہ کہ مرا والہ کرد

دیگر

بروز دل من صبر دل از پہلوئے من افسون و فدا کریم اہل دکن
زینساں دل و صبر اگر بفارست بیرند مشکل کہ رسم ماغریباں بوطن

در شان فیض الدین احمد خاں مہم و جلوی مخلص تیر و فارسی خشاں و آرزو

عمرست کہ دلی جسد بیجان است و ز قحط رجال سربس ویران است
ماہد شکر کو کب متخفش روشن ز فرغ تیر و نشان است

خطاب حضرت ممتاز مہم

لے وج تو غمکہ جہاں کرد مرا لطف تو خیل از این آں کرد مرا
خسین ظن تو کہ کردی اند حق من زابنا سے زمانہ بدگماں کرد مرا

ایضاً

ممتاز آں اشنائے بیگانہ نما کہ ہر سخفش ہی چکد صدق صفا
نادیدہ بجاں شوق بقائش دام گردست بہ جاں برش روئے نما

ایضاً

اے پارسی رنجہ ات فوق الگیز مے نظم تو چوں شرمہ الفت خیز
دہرودہ سخن گفستی و رخ نمودی بازار خود آستش با کردی تیز

۱۔ قاضی ممتاز صمد صاحب مہم خاں صاحب ہمت تھے اور پیل گندھارا میں نظم و شعر کے نامور استاد تھے
انہوں نے قدروانی کی راہ سے چند باغیاں میری نسبت خریدواں بھی تھیں انکے جواب میں تین باغیاں میری بھی لکھی تھیں ۱۱

قصائد و قطعات و غیرہ

قصیدہ - در مدح جناب غفران باب حاجی الحرمین الشریفین
نواب محمد کلب علیخان مرحوم رئیس مصطفی آباد - رام پور

اس قصیدے کی تمہید اُس وقت لکھی گئی تھی جب کہ شاہراہ خیالات میں پہلے ہی پہل
انقلاب پیدا ہوا تھا اور مبالغہ سے نفرت ہونے لگی تھی۔ انہیں دنوں میں پہلا دربار
قیصری منعقد ہونے والا تھا جو شہر کے عوام میں بے مقام دہلی وقوع میں آیا۔ جس میں تیاگہ اس
تمہید کے بعد کسی ایسے قصیدے کی بنیاد ڈالی جائے جس میں بقدر امکان مبالغہ سے احتراز
کیا جاسکے۔ چونکہ حضور نواب صاحب مدد سے فی الجملہ تعارف تھا۔ اور انہوں نے سرسید
کی امداد میں سب سے پہلے سبقت کی تھی۔ اور دہلی میں لنگے شریک ہونے کی قومی تمہید تھی
اسلئے انہیں کہ اس قصیدے کا مدوح قرار دیا گیا۔ اگرچہ وہ علالت کی وجہ سے شریک
دربار نہ ہو سکے۔ اور قصیدہ ان کی خدمت میں بوجہ درخواست پیش نہ ہو سکا۔

سحر گرہ پر وہ گرفت مند چوں از زشت ازینیا	بدل گفتم کہ ایں نعمت آمد بر تر از نعمتا
بجھتا نمئے در قدر از ہم ہمیش و کم نبود	ز ساقی عین رحمت دان اگر جرعه و کر مینیا
وے فرماندو بیدار دل زین صلی شے است	کہ چوں اونے نتوان نشاند او از پے دنیا
صلح عالمے ہارے او را بستگی دارو	جہاں را چوں چمن میدانی او را چوں چمن بہارو
رحمت را چنیاں دارو کہ دارو گل را چوپاں	غم و لہا خود زانکہ باز گاہ غم کمالا
یہ رفتار و منط لوہاں زمانے بر نیاساید	بہ شب چوں پاساں بیدار باشد بر و دہا

یتیمیاں را پدر و ارشاد شک تا از رخ فرو شوید
 اگر ہیوہ زنی نالہ زد دست ناخدا تر سے
 گدایاں را دہد پختہ کہ دہا را غنی سازد
 گنج بہ ہم زندیک شہر بر فراہ مظلومے
 منظم را بر اندازد جہاں از فتنہ پردازد
 ضعیفان را توان بخشہ مظلوماں امان بخشہ
 گمارد چوں با صلاح مناسبت بہت خود را
 فروزد شمع دین را نساں کہ ظلمت از جہاں خیزد
 بصحت برگزیند خیر ان مصلحت جورا
 شریعت را در امر و نہی وارد نکند کہ خود
 نہ سازد عجبہ در بیچارگی جز بر نوامے
 نہ باشد خرقہ در سر پہنکی بر زور بازوے
 اگر امر فریش ہمہ سامان عیش و خرمی بخشد
 جہاں را پر کند از عدل از طغیاں تنی سازد
 اگر از جائے خود جبہ زندہ صد فتنہ را بہم
 اگر لطف آورد آید بکام خلق شیریں تر
 و اگر شرم آورد با مصلحت نزدیک تر باشد
 صلاح ہر یکے جوید چہ در پیرا چہ در پنهان
 بصیرت و نفقت امان نہ بند و جز بمعنی دل

غریباں را چو غنچہ اران بر آرد خارا از پیا
 بہ داد و اورسند راں پیش کاہد بر لبش آوا
 ضعیفان را دہد زرے کہ پیراں را گنہ برنا
 گمے یک جاں ستاند تا امان بخشہ جانے را
 عدالت را برافرازد ستم را افگندہ از پیا
 بہ محتاجاں چنان بخشہ کہ حاجت را نماند جا
 کند اصلاح آن چیزا کہ سازد رشتہ از پیا
 ہنر را پرورد چندانکہ گرد و عیب ناپیدا
 کہ پستیمان ملک و دولت آمد بصحبت و انا
 کہ چوں باشد عصارہ دست ہر را نہ لغو دیا
 کہ ایکم را بہ بخشہ لطف و اعنہ را کند بینا
 کہ کہ گمہ تن بہم بندد و ہزار پستہ تنہا
 نہ سازد با دلش از تلخی اندیشہ فردا
 ہمہ مقصود او این باشد از دنیا و ما فیہا
 و گر خاموش بنشیند کند صد عقدہ از ہمہ دا
 از آن انفاس جاں پرور کہ گمے مرہ و لایجا
 از آن لطف کہ شوید گرد گیس از خاطر اعدا
 بود در بند احسانش اگر ناداں و گر دانا
 بہ دنیا مشغول امانا باشد فارغ از عجبہ

دگر افتد بکام غیر در چشمان ہندش جا
بیاد خمیمہ گاہ دیں پناہ خسرو والا
زمانے چشم دل بجشا و بنگر عین اعیان را
گدا از شاہ و مغلس از تو نگوار دستنما
چہ دولت مند مستغنی چہ عزلت گیر بے پڑا
کہ شد آوازہ جودش بن از شرب و بطحا
دما ز پرده بر وارد نظر مارا کند شیدا
کفے ریزندہ چوں ابرو و سہ جوشند چوں دیا
بروں زیبا دروں کشون زبے صورت زہر جی

بود تا در دیار خویش سر بر پائشاہ کش
اگر خواہی ہما ندرے چنین بیدار دل بینی
دریں جشن شہنشاہی کہ کوئی شتر عیانست
حجاب کرت کلک علیجان آکھ در عمدش
نیابی بیچکس کش با گردن نیست احش
نہ نہا صیت احش ہند افتادہ قطاش
گرا ز لب بند بکشاید دید بگوش ما افسوں
رُسنے روشن تر از صہر و سرے بالاتر از گرد و پا
جہیں انوار اسکن ضمیر اسرار مخزن

ق

نہنگدار و عنان خامہ را از جادہ طہرا
اگر صد بیت رنگیں دستمالش کند نشا
فَاِنْ اَلْحَقَّ يَحْكُمُ كُلُّ بَشَرٍ لَّوْ كَيْفَ
کہ فضل کمالش ہر چہ گویم باشدش زیبا
بہر مزے دلش دانا بہر صیدے کنش گہرا
بہر جایش علم بر پا بہر اش قدم پویا
ہنر مالکہ صَنَعَ لِيْ نَجْوً وَفِي الدُّنْيَا
کرم گوید کہ مکاری دُوْكَهُ مَنِيْجِيْ وَكَأَكَا
سخن بز خوشی تن بالکہ ما از شاہ و شاہ از ما

خوشا وقت سخن سننے کہ چوں باہج پردازد
کہ نمود بچو بیتے سادہ ہرگز کار کرد دل
دو صد اخراق با یک قول صادق برنماید
بجھاد کہ من ملاح آن سر شپہ فہم
بہر فن پایہ اش والا بہر علمش بیطلوی
بہر مہر نگش را ہے بہر کوش گزر گاہے
بجائے کہ ہنرمندان کے را در شمار آند
بوستے کہ چوں مرداں عزیزے و حساب آید
بر بزمے کہ سخن سنجاں حدیثہ و سیاں افتد

سخن را برتری دادہ عبارت را ترمی اؤ
معانی با نزاکت چوں ادا با حسن ہم پیا
رباعی شیوہ دارو کہ نتوان دید در جادو
رباعی شبنوی از برقی خاطر فز رنگان نئی
جزالت با قصائد تو اماں چوں امج پاکیز
عروج پایگاہ مصطفی آبا و رانازم

او اراد لبری دادہ زہے نشی زہے انشا
سہانی با عذوبت چوں صنایا دوستی ہمیا
غزل کیفیت دارو کہ نتوان یافت در صہبا
غزل بینی زنی بر سنگ جام بادہ حمہ
شکر فی باقوانی ہمعناں چوں موج باوریا
کہ دارو این چنین فرمانرواے مملکت پیرا

ق

تو اے کروصف شیراز و صفایان قصہ راندی
نہ پندارم کہ نیناس دیدہ باشی در جہاں شہر
بہر و کاں تبلیغ علم و حکمت چیدہ تو بر تو
ہم از اہل صناعت کا ملائش چار سو پنی
فیتہاں اجتہاد آثار و دانایاں فلاحوں
گروہے از سخن سنجاں کہ باشند از ہمہ ہیک
بوسیقی بے از بحر گلزاران کیسادم
خوشا شہرے و فرخ شہر یار نام بردارش

یکے در مصطفی آبا و رفتہ چشم دل بکشا
بہر را مسقط الراسے دین را لہجہ و ماوے
بہر زم اندرون روشن چراغ ملت بیضا
ہم انار ہا ب علم و فضل یابی فوج انجا
حکماں شہرہ در علم و طبیبان عمل یحی
سخن رازندگان فی بخش معنی راحیات افزا
کہ نہو دشاں چو ہونصرے دین ہمسو ہوتا
نگہدار و خدا این ہر دور از ناخوش دنیا

ق

تو اے کہ سیر بنگاہ سہراں ہندے آئی
گر قسم دیدہ از ملک و دولت بہر و رجبے

چہ آمد دی بگو از مجلس معنی ارمناں مارا
وے کم دیدہ باشی علم و دولت را ہم یکجا

۱۱ خطاب ہواں فوضی شہر کیطیف جو گو کہ دباری رئیسوں اور کٹری ہمانوں کی ویروں کو دیکھو واپس آ رہا ہوں

کشادستند بر روی ہوا صد طبلہ عطاران
مشاہد کو کہ دریا بند شمس غمگیران
بگلشن جلوه ہر نونہاے دیدنی دار
وسلہ و غاطر بلبل گنج بد جز گل رعنا
کے کو باشد دلیہ پیرایہ علم و ہنر عاری
بچشم اہل دل ہیچ است اگر حبشہ را گر دارا

ق

الا اے آنکہ از حد شمس مر اطلب اللسان یی
نہ پنداری کہ فرمال و جاہم برودہ است از جا
سزاوار ستایش گر بہ تنہا سیم و زبر بود
نہیکر دہ صد تیقاں رم از صفرا و از بیضا
وسلہ با فقر صورت حسن حسنی جمع چون ہم
نیارستم زبان بستن ز شکر و وہب یکتا
کہ در سلا میاں از جنس ایشان متحرک آورد
جمال از علم لذت کش لعل مال بے پروا
نویداہل جہان آباد را کایں روز آں روست
کہ ناز و ہر قدر ایں بقعہ بنفوذ باشد شریبا
ورود حضرت نواب در وہلی بدایں ماند
کہ آب رفتہ سوکے آبدایں باز آید از دریا
مر ایں نغمہ بربلب بود کا و انسے بگوش آمد
کہ پرتشد ساغر امر و زاناکا می نہ سردا
توقع داشتیم از مقدم نواب دیں پر
وسلہ ناساز گاری ماے بخت و از گوں بخت
برو حالی تحمل پیشہ کن دہر خوش و ناخوش
ہال عید را گر بیسنی و گر منتظر باشی
خداوند با حق آنکہ از اعجاز انفاکش
کہ سرے بہت پنهان عشقی آن فکر ہو

۱۵ یر اشارہ ہی حضرت عمرؓ کے قول کی طرف کیا صغراء کیا یا بھضاء غرضی غفر لی یعنی لے سکتا اور اسے چاندی

سیرے سا کسی آند کو ہو کا دینا ۱۲ ۱۵ ایں اشارہ ہے اُس زمانہ کی طرف جبکہ نواب ممدوح کے والد ماجد نواب

روف علیخان مرحوم اہل میں بہ حالت طالب علمی بہم تھے۔ اور نواب ممدوح صغرس میں آنکے ساتھ یہیں رہتے تھے ۱۳

ببخش ایس ہنر کمتر نواز فیض گستر را
لصیہ کامل از دنیا و از دین ہر آوے
مہ اندوہ و غم را در درون خاطرش بپایے
کہ با جمعیتش دہستہ شد جمعیت دہما
وگر یاری دہد کہ بہت وقت آن آرزو دم
کہ یکہ برورش خود را زخم چون تشنہ بر دیا
تو دانی حال مایا عالم با الجحیم والافتان

قطعہ برفات نریل نواب محمد علی خان مرحوم متخلص بہ شکی خاکیہ
حضرت ابی محمد مصطفیٰ خاں محمد علی رئیس جہانگیر آباد ضلع بلند شہر

دین از حلت نواب رشی
کہ بود امید گاہ حالی زار
بصورت گرہ بود از دیدگان و
نبود اذ دل نہاں یک خطہ زہنا
بیاد صحبت دیرینہ او
بدے روشن تر از روزم شب تا
زمرگ خواہم گم کریم صد حیف
متاع کا سد خود را خسرید
دینے آن شاد باش و شادمانی
دینے آن عید وصل گاہ گاہی
دینے آن یاد صحبت ہائے پیشین
کہے شد تازہ از انشا و اشعار
دینے آن یاد کار محمد اسلاف
کہ یاد از وضع شاں واکے بکود
قدیمای رانہ راندے از در خوش
بہر خوشی شبنم گرفت گاہے
بجرے خشم برخیل پرستار
مقرر داشت چوں زرق مقدر
بہر کس ہرچہ بخشد اودار
چنان کاہیز در فردی نہ بند
بجرے یا خطائے بر گنہگار

ز حال گرچہ گنہگار بود در عمر
و لے بر بست زینجا پیش از نو بار
مگر از ماصبور می چشم میداشت
کہ نختے پیش از انار اندر ہوار
بلے چوں جنگ نتوان باقتضا کرد
بمگرش صبر باید کرد ناچار
و لے از دل نہ گردو یاد او محو
بود تا جان منہوں در تن زار

قطعه تاریخ وفات قبل از وقت سید محمود علی مرحوم خلف سید
ببر علی نبیہ مہین بر اور جناب سید احمد خاں بہادر رحمۃ اللہ
کہ از طلبہ رشید کامیاب محمد بن کلج علی گڈھ بود

نبہ از آب شمع جمع مسعود علی
آہ کہ انوارِ نجابت و خوشید از رخس
آہ کہ در کب علوم آخریہ پایاں بُزدا
در نہر رود سیصد و نہاد و نہاد و نہاد
پیش از ان کہ نخل سعی خویش افتاد
پیش از ان کہ ز قمر تعلیم گشتہ بہر و
پیش از ان کہ ز عمر و دولت نصیب یافت
آہ کہ بوف چشم پایاں را فروغ از دید
حیف کہ یاد ان فرق جاودانی برگزید
یادب اور کہ جہاں شد بادل پُرآندو
جائے صد قیاس بوز لطف و نہال نظر

آہ کہ در باغ شبابش بود آغازِ بہار
آہ کہ آثارِ شادش از ہمیں بود آشکار
گرچہ آہ سنگ در شہن ازیں نہا
پیش از ان کہ ز بلخ و نیابہج چنید برگ با
پیش از ان کہ ز پائے و پیماہ آرد نو کاف
گل و ماند سر پستان را برہ از انتظار
ہم نیار ایا گردو ہم پیر غمگار
آہ کہ گشتے از فرقت خاطر یارن فگار
ناگرفتہ در جہاں چوں قطرہ شبنم قرار
جائے صد قیاس بوز لطف و نہال نظر

قطعہ برفات وزیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسن خان محرم وزیر ریاست پٹیالہ

آہ از مرگِ منافجات وزیر الدولہ
 کہ فروفت بجیرت خبرش ہر کہ شنیدہ
 بزتبا بد جگر اس دہیہ دہیارا
 کاہ از پرودہ تقید یہ بنگاہ پدید
 فلغ از ماتم فرزند جہان ناگشتہ
 رخت ز می منزل فرزند جہاں پاکشید
 خلق را بہ شدہ زخم و تیر سکر
 کہ خاک بر آفرین تا کوئی نہ رسید
 شہر پٹیالہ نہ تنہا بہ غش نوہ سرت
 کہ بہ ہر ناحیہ زین مالکین دست نشید
 اے بسا چشم کزین اقصا خوب نشانہ
 اے بسا دست کزین غمہ گریبان بڈ
 صبر بر مرگ عزیزے نتوان کرد آس
 کہ بود فرو و اقران و دشمال و حید
 آنکہ تر دوستی او در کم و بذل و سخا
 رسم اجداد سر کردہ بعالم خمید
 آنکہ ہر گاہ لب از لطف کشاے سخن
 گفتی از خلد نسیم سہری بار و نید
 منتش شامل فرقتہ چہ بیکانہ پزوش
 لطف او عام ہر کس چہ قریب و پشید
 زخم شکل کہ بہ تیر شود پارہ پذیر
 کہ این اقصا ہر دولت پٹیالہ رسید
 ہمہ عمرش بکو خواہی دولت بگذشت
 تا تو نیست در صلاح مفاسد کشید
 گر بکاوند ہمہ مملکت خالصہ را
 ایں چنین صاحب تیر عزیز و نتوان
 مگر از دودہ او کس بہ تلافی خیزد
 کش بود رکب قفل در بستہ کلید
 در علیگڈ کہ بنیافتہ دارالعلی
 از مدگار می یاریش بے انت امید
 یا وے گم شدہ از دست عزیزان تہا
 کہش بکو خواستہ تا بود و بکو اندیشیدہ
 ذکر او ماند جاوید و دیں و اعلاوم

مُروش گر چه ہنگام نبود ست آما ماقبت روزی از این جرمہ بیاکتی
مُرد و باغِ شین از خلق بجز خیر نہ بُرد این چنین مرگ نکوتر ز حیات جاوید

قطعہ روضہ وفات جناب شیرالدولہ خلیفہ سید محمد حسین خان مرحوم برادر خسرو وزیر الدولہ معتمد

آہ از مرگ شیرالدولہ آہ آن عباد و قوم و مکر جنان
در سگاہ قوم را پشت و پناہ دو دمان پھول را حسرتِ زان
آن بصورت انش در سرتِ ملک آن بدش پیر و دھمت جواں
آن بہ تدبیر و حسد و بوزِ چہر آن بہ خرم و رائے سولوںِ مال
آن بشورے یک شیرِ سختِ کار آن بہ دیوانِ یک ویرِ کاروان
در شایست از مفاہدِ بکنار در دیانت از تعصبِ بکران
آنچہ ملت گوید است از حلتش باغِ خرم سے نہ بیند از خزان
آنچہ دولت را رسید از منتش کم رسد گلزار از مہرگان
عمر ما باید کہ خیر و شل او بخروے از سرِ مہرِ پکیان
و گر اچی چوں فراتش دست دہ بود گوئی آن سراقِ جاوداں
ناگرفت نہ از سیرِ سندا آہ کوہِ رحمت کوئت زیں باغِ جانا
منتظر بودیم ازو پیغام را کاہد پیغامِ سرکشِ ناگداں
جز نکوئی و خصالِ او ندید نیچہ کس ہم در میانِ ہم نہاں
در صفا آئینہ سترش چوں فلک از بیا پاکش نہاں ہمچوں جہاں

آہ ازاں مخدوم خادم پرورے مہرباں تر از پدر بر خدا و ماں
 آہ آہ آلِ خواجہ مہماں نواز از کرمِ منت پذیر از میہماں
 آہ ازاں در شادی غم پائدار آہ ازاں ز ناخوش خوش شاد ماں
 قصہ کو تہ بود یک فردِ نرید کا مدہ از وصفِ اوقاصِ زباں
 از خرد پر سیدش سالِ حیل گفت سالِ حلتش مغفورِ داں

قطعہ

تو اے کہ رونقِ پیشینیاں بہم شکست ز نظم و شہر تو کا نذر زمانِ گہستی
 چہ نتمے کہ بہ قانونِ فوقِ سنجیدی چہ بذلہ تاکہ باندازد دلِ با گہستی
 رسیدنش عرفاں چو ذکرِ مے راندی شکستِ خاطرِ یاراں گرا ز صبِ گہستی
 دویدر ریشہ بد لہا چو حرفِ مہر زوی دید نخلِ تنہا چو از وفا گہستی
 گہر بہ بزمِ فشانندی اگر شنِ خواندی اثر ز لفظ و ماندی اگر دعا گہستی
 ہزار عقدہ سر بستہ باز بکشودی ہزار کتہ پوشیدہ بر ملا گہستی
 زیرِ تفرقہ و جمع قصہ را راندی ز سیرِ انفس و آفاق رازِ ما گہستی
 برآمد از دلِ بیگانگان ترانہ ذوق بہ محفلِ کہ سخنِ ماے آشنا گہستی
 لطیفہ تاکہ بہ لفظ و بیاں نے گنجید تو چوں فرشتہ ز غیب آمدی و گہستی
 بحقِ لطفِ کلاست کہ بہت بڑلِ ما کہ پایہ سخنِ افراشتند تا گہستی

اس جس موقع پر یہ قطعہ لکھا گیا تھا اس کے متعلق مفصل بحث یا دو گارِ غالب میں درج کر دی گئی ہے۔ اس قطعہ میں مرزا غالب مرحوم کی طرف خطاب کیا گیا ہے۔ اور جو مضامین اس قطعہ میں درج کیے گئے ہیں ان کا اصل فیہر یا دو گارِ غالب کے دیکھے بھی طبعِ ذہن نشین نہیں ہو سکتا ۱۱

تو اسے کہ ہر سخن نفس تو بدل جا کر دو
ہر پنجہ گفتہ اندر جواب عرض نیاز
وے بفریدہ از حرف چند با خود ششم
عجب کہ قاعدہ دین نیاز مندی را
عجب کہ چاشنی اندوز خاکساری را
عجب کہ شعله راز نقد ناسرودش
نہ راو حریف بسوہیت نہ دہانے میں پلٹ
اگر نہ روئے سخن با تو ہو وے گنتم
ویکے شریلوہ بیت بر تو خورہ گرفت

قطعه دیگر

تو اسے کہ عند فرستادہ بستہ ہی
شکایت کہ تو ان گفت عین افلاش
نماذ قاعدہ شکریہ ریا بجاں
چو شکوہ جز بہ قاضائے دوستی نبود
سیرت پاک دل صاف اوہ اندرا
خوش آنکہ ساز کنم از تو شکوہ بجا
خوش آنکہ خد تو چوں در کدہ رازیں
بریں سرم کہ اگر گمان پذیریں
ز کردہ تو بہ نایم ز گفتہ استغفار

سزو کہ جان گرامی بریں شاکرم
گرم تو دوست شماری نہر بار کم
اساس دوستی از شکوہ ستوار کم
ز غیر شکوہ نہ کایت دوستدار کم
بہر فیلخ وے خالی از غبار کم
تو اعتماد کنی و من افتخار کم
و کہ بہ پیش تو تمہید اعتماد کم
نکار تے ہماں غافل سے کار کم
دگر سپاس تو بہ نہان آشکار کم

ترجیع بند

مرثیہ نواب مختار الملک سر سالار جنگ میر تراب علی خاں
 مرحوم مدار المہام سرکار عالی نظام کہ از طرف کمیٹی تعلیمی رتہ العلوم
 علی گڑھ اشاعت یافتہ

داشت ہر کس زبانِ حق مختار الملک کا مدارِ خبرِ حلتِ مختار الملک
 ساچہ افتاد پس از تہذیبِ مختار الملک بر سرِ حشمت و جمعیتِ مختار الملک

اے اہلِ گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نہ کو نامیش از یادِ بری

لشکرِ از ماتم او چاک گریباں شدہ است کشورِ از مردن او یکسرہ پشماں شدہ است
 اے بسا چشمِ زین حادثہ گریباں شدہ است حیدر آباد تو گوئی ہمہ بے جاں شدہ است

اے اہلِ گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نہ کو نامیش از یادِ بری

منتمے ہست ازو بر سرِ سرکارِ نظام کہ بشکرش نتوان کرد مئے سال قیام
 ہم ازویافتہ عدلیت و مالیت قوم ہم بدوشکرو ضابطہ پذیرفت نظام

اے اہلِ گرتن بیجاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نہ کو نامیش از یادِ بری

آہ کایں ورنہ دردِ لیست کہ دریاں از ملک ازین صیقلِ لہزہ دریاں دارد
 قوم ازین وقسہ انگشت بدنداں دارد تا فلک در پس این پردہ چہ پنہاں دارد

اے اجل گرتن بجایاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

چشم اسلام ازین غصہ بخوں تر گردید
علم دین کہ نگوں بود نگوں تر گردید

اے اجل گرتن بجایاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

دولت تاوشمن آوزو طبع یاری دشت
دولت محمد از چشم و فاداری دشت

اے اجل گرتن بجایاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

آہ اناں بدل ساحت کہ نیایش بهال
سپس از ہند جنین مردہ فیض صد سال

اے اجل گرتن بجایاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

در علیہ گدگد کہ نہاوند عزیزان نبیاد
تا چستی بود این قصہ ہمایوں آباد

اے اجل گرتن بجایاں تہ خاکش سپری

نتوانی کہ نکونامیش از یاد بری

کیست دہند کنیز غم لب حسرت نگریند
کیست از قوم گزین غصہ گریبان دید

تا به جائیکه چو این ناله جانها شنید
حالی گوشه نشین هم ز جگر آه کشید
اے اجل گرتن بیجاں تہ خاکش پیری
نتوانی که نکو نایش از یاد بری

قصیدہ در تہنیت عید الفطر پنجاب اب سر سماں جاہ بہادر مرحوم

صبح نوروز و عید شام تو باد	صاحبان روز و شب بکام تو باد
بر تو فرخندہ و بکام تو باد	عید سال ہزار و سید و شش
آسمان مفتخر ز تاج تو باد	شاہ نامیدہ آسمان جاہست
نظم اوستا تم از قیام تو باد	شاہ کرت ملک را سپردہ عنان
خلق خرسند از نظام تو باد	شاہ از رائے شست فراغ بال
فیتنہ مأمورہ از حصار تو باد	آرزو یاست زندہ از کرمست
از بقائے شہ و دوام تو باد	گنج سمور و ملک آبادان
محکم از پشتی نظام تو باد	قصر والا اساس ملک نظام
خیرہ و سرکش است رام تو باد	ہر کہ در چار سوئے ملک نظام
عفو از خصم استقام تو باد	شر مساری عقوبتے است عظیم
خوشنما بہچو لطف عام تو باد	در سیاست گرہ برابر ویت
یارب آن برق در نیام تو باد	برقی تیغ تو خشک و ترسوزست
ہمہ در ضبط اہتمام تو باد	عدل زانسانکہ وجہ ہمت شست
شرع خیر الوہیے امام تو باد	در قضایاے صعب ملت دیں

در امور عظام دولت و ملک	بخداوند عظام تو باد
مقصد خلق طوبی در گه تست	چرخش حال شان مرا تو باد
ساز و برگ دماغه مظلومان	مایه عیش مستدام تو باد
برزبان خلق راستمایشت	در دل حلق احترام تو باد
اے مدار المہام ملک و کن	فتح دہا خود از مہام تو باد
تا بنوشند باده اندر جام	باده خوش ملی بجام تو باد
تا فشانند دانه در تہ دام	دل عالم اسیر دارم تو باد
ہر شیشے کہ ناگوار آید	دور پیوستہ از مشام تو باد
ہر شیشے کہ از جان خمینو	طرب انگیز در خیام تو باد
در جہاں ہر کہ بہت چوں حالی	طالب کام و ناز و نام تو باد

قصیدہ در تہنیت عید ضحیٰ بخیاب اسیر آسمان جاہدار المہام کل عالمی نظم

عید اضحیٰ کہ قسریں باور و دوش ظہیر	باد بزم عجب نہ عید رمضان شریخ تر
نائب الشانفہ نواب بشیر الہولہ	عمدۃ الملک فلک جاہ امیر کبر
آفکہ بر پانفہ از نظم و سیاست حسنہ	کز پئے ملک سپر بودہ زہر فتنہ و شر
آفکہ از لطف و کرم کردہ رواں شہر وے	کہ خزن خازن المہر و برون از کشور
آن سپہر شرف و مجد کہ در جاہ و جلال	پایہ اش بر ترازان است کہ گنجہ بفلک
آن میراث کرامت کہ در والا گہری	بے نیاز آردہ از مہج چو ماہ از زیور

صابجا عادت قوم است که در مریح و شنای
 اُن یکے جز نبه بدیعت نہ کشاید لب بآ
 و اں در پیشتر از مریح ستاید خود را
 جمیع از شکوہ گردوں سخن آغاز کنند
 قومی از مریح گرایند تبشیب غزل
 بعد از این طائفہ باشند کہ در وقت مریح
 اگر قصید است و اگر تنبیت ایں است شمای
 منکہ جز خواجہ کم آلودہ ام اندر ہم
 لاجرم خامہ دریں مرحلہ پرنایلد است
 تنبیت خود سخن پیش نباشد کہ در
 و ربخ محمدت خواجہ نہ راند حرفی
 و رب مرض ہنسیر خویش دکان بکشد
 و رب تبشیب و غزل روئے سخن آراید
 و رہند بر طلب جائزہ بنیاد کلام
 آنکہ از مادہ فیض تو ادرار خورد
 دل رضا چوں دہش کر تو عوض از چشم
 خامہ زینچاست کہ از غایت حیرت وگی
 پس ہماں بہ کہ کند ختم سخن را بدعا
 تا کنند اہل سخن مریح ملوک و وزرا

ہر یکے ساز کند نمبر بہ آہنگ وگر
 تا بدانند کہ جز مریح نہ دارد و سر
 تا فریب بد دل مریح بہ اہلکار ہنسیر
 کہ شکایت بود از شر کہ بدل گیسر اتر
 کہ نمک چارہ نباشد چو بخوردند فشر
 و مبدحم حسن طلب جلوہ دہند از ہر
 مکہ ستجائ را در مریح عنبریاں بکیر
 دہن خویش بدراجی مریح وگر
 مے نہ داند کہ چساں طے کند ایں اہلگرد
 چوں بگویند مکر نہ نمود هیچ اثر
 بتلق کنندش دہر ہر شہر ستر
 ایں خرافت نبود طبع زباں را در خور
 یست ایں زمرہ عاجز بہ جوانی جبدا
 کردہ باشد مگر از شرم و حیا قطع نظر
 و آنکہ از نعمت تو بہرہ برو شام و سحر
 بر سپاس کہ از اں ہیچکشی نیست نفرا
 اندرین مرحلہ شناختہ پارا از سر
 کہ دم عنبر نیاہ بہ وہامت گر
 تا ملوک و وزرا مریح فضل اند و ہنسیر

باو اوصاف تو از مدح و ثنا مستغنی
گرچه باشند به مدح تو عزیزان مضطر
باد و رسایه محبوب علیخان امین
دولت آصفی از هر حدت فیتند و شر

قطعه سپاس لطف و کرم جناب کرنل الراءد قتیکیه عثمان اداره

تعلیم پنجاب در دست ایشان بود

اولا شکر آنکه سر دوی	حاجت بنده بے دریغ روا
ثانیاً عذراً آنکه چندین بار	آدم از پے صدر ع شما
آن شنیدی که گفت افلاطون	سرخ برود آنکه در نگو یهها
سرخ او عاقبت به پایاں رفت	لیک نیکی همیشه ماند بجا
راست گویم گزاردن نتوان	حق لطفی که کرده بر ما
مے کنم ختم برود عاقتار	که نیاید زبنده غیر دعا

ترتیب ماه های جلالتی در نظم

آفرین و ست بختی سهندار فرودین بهشت	باز خرداوست و شیرست امر وادایحواں
باز شهر یورسپس مهرست و آبان بوز	هر یک از ماه جلالتی پیش تو کرم بیان

مرد

چندند خوان نمیتے چوں سیر شدل از جہاں
دو نڈ آید زندگی اما پس از نزع روباں

شکر میسروطن افش حکیم پیر طرغی غیری انشا الله تعالی

فرزانه امیر دادگروشن	کز داد و کرم زمانه بنواخت
دستش بگرفت زود بروشت	آنرا که فلک زیبار انداخت
بنواخت بقدر پای او	آنرا که زمانه قدرش نداشت
اصلاح اداره نمک کرد	ز انسان که زهر خلل به پروخت
آوازه فکند دارد گیرش	ز آن گونه که دزد زهره در باخت
ناخواسته کام مارو کرد	نا ساخت کار مانع ساخت
از نسیم نیازمندی دوست	انشا که ز ناز سیر بر افراخت

قطعه برین دیوان منششی اقبال حسین صاحب خاص عاشق

بروای مرد آواره عاشق که نیست	در تهر آن خود کس مهر و اقرین
نه صیاد و همواره از حسن شوق	بچه صید ازادگان در کمین
نه تیار و پیوسته زافسون نطق	کشند آشیای بازو شیر از عرب
چه باره از جبهه اش انبساط	اگر مهربان هست و گر خشمگین
نه بینش که سر که برابر و ایل	ند یا بیش افتاده چپین بر چین
دو سال است کافسون مهر و فاش	ربودست صبرم ز جان خریں
و سیه چو ندنا آشنا	که بودست فارغ ز مهر و زکیں
ندانم که عاشق چه افسون بید	که در باخت خود را بهم کش چپین

سیرشته سیهات دادم ز دست سخن را سماں بود و رفت از زمین
کنوں را نم از طبع دیوان سخن که شد جلوه نثرین و عکس
دریں روز ماکز صروف زماں سخن شد فہمان و سخنور نہیں
عروس سخن سے نیرزد بہ جو بہ حسن اگر بود غیرت حور نہیں
صد آباد بر عاشق و ستم او کہ در دور ناسازگار سے نہیں
ز معنی بہ بیگانہ و آشنا نشان دست گنجینہ از آستین

قصیدہ در شان جناب قطاب مجرب امیر حبیب اللہ خاں والی
دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ و قتیقہ برائے ملاحظہ
مدرستہ اعلوم و علیگڑھ نزول جلال فرمودہ بودند ایں قصیدہ فرمودہ
ایشان خواندہ شد بود

سے رسد کہ فرق عزت بگذرد از قدر ایں مینرانی را کہ شاہ ہے چون تو باشد میہماں
اگر بہ قصہ آید و رود یار کالج دور نیست زیں طرف کا مد بہ دیدارش امیر کامراں
دولت بیدار نیست ماکہ شد مہمان ما چون تو مہمان عزیز قصیدہ در شان
زندہ کاش امر فرمودے بانی ایں رنگاہ تا بدیدے پایہ اش بالا ترا زو ہم گماں
تا ہمہ امید کا اندول خود بستہ بود از قدم شہ بہ شہم خوشین دے عیاں
اے سراج ملت دیں اے امیر این امیر اے جو باب نامدار خویش شاہ کاروان
سنگ کا اندر تو تسلیم قوم آمد بہ پیش داستان عبرت انخیزش نگہ در بیاں
قصہ کو تہ جہل و دانش لہا و جنگ بود جہل میکوشید تا نگہ از دانش نشان

دولت ہندار نہ بودے حامی این سکا
کوشش یانی ہمہ بر باد رفتے بیگنا
شکر بشکر میاں برخاستاں جنگِ خدا
جملہ بر بستند برآمد این کلان میاں
عاقبت مقبولی کلان بدین غایت رسید
تربیت گاہ غریباں شد گز گاہ نشاں
شکر این کہ سر نوازی از قدم خوشین
اہل کلان را فرود می آبرو و عسرت و شاں
گر نویسید پارہ زان نیست یا راسے قلم
در بگوید اندکے زان نیست شیر و زباں
پس ہماں بہتر کہ گرد برد ہماں ختم سخن
زامکہ ناید جزو عاے خواجہ از مابندگاں
تا از تعلیم است و تفتیش میں و دنیا فرغ
تا بود و ابستہ با علم و عمل نظم جہاں
بلت افغان ز تدبیر تواند علم و فن
گوے سبقت بروہ - با د از جملہ انشا زماں
آں جہاں از نوع خود و زور و طاقت بروز
ہمچنان در علم و حکمت با و ممتاز - از جہاں
تا بود و خیر و صلاح خلق و صلح و وفات
آں جہاں از نوع خود و زور و طاقت بروز
اتحاد و دولت ہند و خدا داد - امیر
تا بود و خیر و صلاح خلق و صلح و وفات

و شکر یاد آوری عالیجناب میرزا نیش امیر الامرا از تریل نواب عسکر علیا
بہادر متحد جنگ عالی ریاست ام پورم اقبالہم

کیست یارب کردل آزادگاں
روح او جوشد چو از فوارہ آب
کیست کردل کہ جمیشت جہاں
ہر کے ناویدہ میخو اند کتاب
کیست از فوق شنایش دروہا
خامہ مے قصہ چو برق اندر سحاب
کیست کہ عصیت نوالش چاروہ
قانعان را در دہن گردیدہ آب
کیست کہ رویش یافتہ گردنقاب
گوئی از مشرق برآمد آفتاب

کیست کز خوشیش اگر حرفے رود	دفعہ اخلاق شونی باب باب
کیست کز وصفش اگر جویش نام	در زمان بر دل فروز آید جواب
شہ نشان جا علیجان آنکہ نیست	جز نمودارے ز رویش ماہتاب
روئے او نور ضمیرش را گواہ	رائے او روئے منیرش را جواب
خوئے او آمد دلیل خوئے او	گردیلے بایدت زور و متاب
کیست کز اکسیر اگر پرسی نشان	بشنوی خاک و ریش از دل جواب
چوں ز خلوت پانہ در جلوہ گاہ	یا کند در بزم جمعے را خطاب
چشمہا از گوشہا سبقت برد	گو شہا بر چشمہا آرد شتاب
برہ رہ گوئی بہ آب زندگی	بر کہ از لطف ککاش کامیاب
جاوداں ماندہ ز راحت نصیب	ہر کہ از اعراض او در پیچ و تاب
بر دلم نادیدہ بند مہر دوست	اے خوشا ز رزے کہ بر خیزد حجاب
مہرباں بر خود گمانش کردہ ام	تا چہ تبسیر کرد ایں فرخندہ خواب
اے سلف را مینوہ نخل مہیہ	وے نیاگان را دعائے ستجاب
در جہاں باشی سلف اچا نشیں	تا خلف زیشان بود نامنیاب
نام آبا ز ندہ باو از نسبت	تا پس جویہ آبا با انتساب
تا حساب از عمر و از دولت کنند	دولت و عمر تو باو ابے حساب

سلسلہ منشیانی کے چند سال بعد از انبیا علی علیہ السلام کا کوثر امیر میں یاد فرمایا تھا۔ اُنس قاتل یقطیہ بھیجا گیا تھا اُنکے بعد اتم خود

تذکرہ

۱۵۱۳ھ

مرثیہ جناب طاب جواد الدلولہ عارف جنگ ڈاکٹر سر سید احمد خاں غفرلہ
بند اول

آہ ازین تیر گذار از کزماں انداختند	آہ از یک زخم قومے نیم جاں انداختند
اے عجب کز جلالت فروے زافراو بشیر	عالی را از قیامت در گماں انداختند
اے عجب کز مردن یک پیر مرد سالخورد	تاب تپ کو کوک پیر و جواں انداختند
اے عجب کز سوز رانده وفات مسلمے	مردم کمرش را آتش بر جاں انداختند
سپیل اند قوم نقد بے بود اندر کیسه	کیسه عالی مانده و نقد از میان انداختند
قوم را سر پایہ محب و علما از دست رفت	بعد از ان کاین گنج را در خاک دامن انداختند
نوبهار آید و گرد باغ قوم بید نیست	بعد از او طرح خسروان جاوداں انداختند
تا قیامت گوئی از تاراج ما فارغ شدند	کاین مصیبت بر سر مسلمانیاں انداختند
اہل دیں بے یار و دوں سکیں بے یار ماند	ہر گہ ایں آوازہ در ہندوستان انداختند

رفت و با خود رونق بزم سلمانی بیرو

لمت از مرگش بیتر مرد سلمانی بیرو

بند دوم

آہ از مرگ دہر آشوب سپیل آہ آہ	آنکہ در ہنر ملامت قوم را بودے پناہ
محمد یار ہی کا ویکٹ میں دولت بستہ بود	تا زتن جاں بر نیامد داشتے دائم نگاہ
شکل یاراں اگر بودے ہمہ طوفان نوح	بر مثال کشتی نوح اندر و کرے شناہ

عمر با کوششید تا شود بخار سوزِ نطن
 چاره با انجمنیت تا طرح صد اوقت افکند
 کاروانِ قوم دور افتاده بود از راهِ رست
 در مصافِ دهر بودن دینِ ملت را سپر
 سید القوم است هر کس قوم را خدمت کند
 گرچه از مائے تواند صد چوسید آورد
 گر نشیند از رعیت بر دل ارکانِ شاه
 در میانِ حاکم و محکوم و سالار و سپاه
 رفت و اذیبه را چه برگرداند و آورش بر آ
 حج او این بود و انیش صوم این پوشِ صلاه
 خدمت او بر سیادت پس بود او را گواه
 آنکه لعل آرزو رنگ لاله از خاک سیاه

لیک قومے کز فرزند شیب افتاده اند

باز هرگز در دنیا بندانچ از کف داده اند

بند سوم

میتوان در فضل و دانش شهر و دل شدن
 میتوان در جاه و ثروت گوی از قارون
 میتوان در ملک و دولت خسرو پرور گشت
 میتوان قطب مانش میتوان شد غوثِ وقت
 چیست انسانی تمییز از تپِ بسایگان
 خوار ویدن خویش را از خواری ایستادن
 آتشِ قحط که در کفalcon بسوزد باغِ گوشت
 ز بسین و شر قوم و مردن اند بند قوم
 میتوان مقبول عالم گشت آنا همچو شیخ
 در فصاحت و همچو سبحان در حسن و تقاض شدن
 میتوان در زهد و طاعت غیرت و صفا شدن
 میتوان در زور و طاقت رستم و ستار شدن
 هر چه خواهی میتوانی شد بر بجز انساں شدن
 از سموم نجد در باغِ عدن پیر ماں شدن
 در شبستان تنگ دل از محنت زندان شدن
 بر فراز تخت مصر از تاب آں بریاں شدن
 گر توانی میتوانی سید احمد خاں شدن
 بهر سو و خلق هر دو و جهان نتوان شدن

چو را خوال دیدن و در عشق اخوال زیستن

زخم پیکان خوردن و مشتاق پیکان زبیتن

بند چہارم

در شش حصے بقلیدہ ہر پست تاختند
 زود و نشتند کایں سودا نہ ہر سر را نشتند
 کار کا ریشیر مردان ست کر سوز و دل
 سیتل از رہ تا دم آخر عمارا بریتافت
 بود یاراں رسپرتا بود - و رہ شور و شہر
 خواجہ و فکر صلاح دین ملت و گذشت
 جز ملاست ہیچ نوشتند فروختش
 آئے از عالم ندیدستند جز جور و جفا
 آدمی و انکھ ز قلم مرده نیز و اس شگفت

ایک چوں فتنہ گامے چند دل دریاختند
 اہل و عیوے کا ندیس میدان علم افرآختند
 بزم را افرآختند و شمع ساں بگذاختند
 گرچہ در آتش بسے خاؤ خشکا نداشتند
 ایک یاراں بر شش تیغ جفاے آختند
 ایک اہل دین ملت قدر آوشتناختند
 چوں بنامش قرعہ در روز نخت انداختند
 آن جواں مرداں کہ کار اہل عالم ساختند
 کایں جہان مودی زیر آب گل چیں ساختند

حیف کا ندہر جمع ستاں ہوشیاسے بود رفت

دزمین شور نخلے باردارے بود - رفت

بند پنجم

گوئے از گردش فرو مانده است چو گاہ راچہ
 وہ بہ ویرانی کشد و قست - و ہتافش سچا
 چہرہ شد سہراں ہر اہل - ستریم و ستاں سچا
 تارک ہر کس ندارد تاب گرز روزگار
 قوم را بہیم عتاب و چشم جسم از کس نمائد
 کشتی از جامے نہ چنبد - موج عمارا چہ
 گلہ سرگرداں شود ز دوست چوپاں راچہ
 یافت فرصت اہرمن - مہر سیلیاں راچہ
 بر مینیا بد سہرے ایں تپک - سندان راچہ
 اہل لب نفیس سرا - آن چشم گریاں راچہ

پندای شیریں بیانانِ فریگیر دہرِ دل اُن زبانِ تلخ گو۔ اُن تیغِ عریاں راچہ شد
شد خزانِ دہر ہماراں نیست یاراں راخیز اُن بہارِ بے خزانِ بزمِ یاراں راچہ شد
دل گرفت از خندہ گل تابست از خندہ لب اُن کلیدِ قفلِ دل اُن لعلِ خنداں راچہ شد
اُن کہ سے بخشید جاں اُن باو نو زنی سچا آنکہ سے بارید وراں ابرِ نیساں راچہ شد
اے علیگڑھ آنکہ گروت شہرہ در اصرار کو
آنکہ از خاکست بگریوں برد اُن معسار کو

بند ششم

آہ ازاں در بیشہ صدقِ صفا شیرِ ثریاں آنکہ در سر و عینِ بوشِ یکِ دل با بیاں
آنکہ چوں دریا بنودے تیرہ از بارانِ سنگ آنکہ از عرش نہ گشتے صورتِ کوہِ گراں
بو و در تہمتِ حاجتِ مُتَمَنَّم از راستی اُسے ایں باشند درین عالم نہرے سہتاں
یا بجز علمش نہ بود و علمِ دانی نا درست ایں چنین بے کس سنو کہ جہل پُر از دجہاں
بعدِ بیدار کر جنائے قومِ گمہ شت از دفا ^{تبدیل الوجود} کیست تا با شہرِ بایں نامہرِ باناں مہراں
خانہ اشش دانی یکے مہاں سرے قومِ بوڈ کیست مرا ایں سپہانانِ ازیں پس میناں
بعد از نو کاہِ نشتِ را گلزارِ کوہِ دشتِ کیست ایں بنا ماراضماں۔ ایں باغمارا باغباں
سچی با مشکل کہ بعد از غذا جسمِ مانا برقرار ^{تبدیل الوجود} جنبش از لبستِ مجھ۔ تعابِ چوں فتِ از میناں
جیشِ رافقہ این سحرِ خطر وار و خطرہ ^{باز بگور} گلہ را گبستن از چوپاں زیاں اروزیاں

مہرواں را بعد از ایں یاربِ لیلِ اہ کیست

دیگر ایں بے دو تہاں ریا رو تو اہ کیست

بند ہفتم

دوستان از مرگ نبود چار و ز فرقت منفرد
جائے استقلال وقت است و مردانگی است
در غم بسید اگر از فرض خود غافل شایید
خواجہ دارالعلیٰ از بہر شما گزاشته است
کوہ ماکند است تا این جوئے شیر آرد است
ترسم این سرچشمہ گرد و تیرہ از سنگ خلاف
عزم جزم آرید و بر خیزید و ہماستان شوید
شخصت بلین است در ہندستان تلخ چنگ
یادگار خواجہ بعد از خواجہ برپادان

چون زناں تا چند بودں بہر سید نوہر
کاین بلائے ناگہاں نہایت جز بہت ہر
این مصیبت بہت صد چندان مصیبت برتر
تا بوئیل شما از علم و دولت بہرہ ور
بو کہ آب فرستہ در جوئے شما آید سر
نان ہاں وقت است وقت اتفاق ہمدگر
دست بکشاید و بر بندید و امن ہر کمر
وہ کہ چندین خلق در ماند ز کار یک نفر
شکر اورا خوب تر زین نیست اسلوب ہر

مزد او این بس کہ در صلاح خود کوشید زود

کز شما غیر از شما مطلوب او چیز نہ بود

قطرہ شکر صحت یابی شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

بند احمد پس از ناخوشی و رنج دراز
آنکہ نامش بحالات سحر گیتی است
آنکہ گر سر کند افسانہ فضل و ہوش
آنکہ خوانندش اگر فخر زمان خود ہوں
بود و در طلب او علمت قوی مضمر
بسکہ اوروح و مہمدہ است بہرین سلف

شبلی ماہراد از سر بالین بر فراست
آنکہ مشہور در آفاق شمس العلماست
خامہ شکل کہ بہ پایاں پرورش بہ کم و کاست
کرہ باشند عدول اہل سخن از رہ راست
لاجرم صحت او بہر ہمہ قوم شفاست
ہر قدر فخر بذاتش بخند قوم ہواست

زنده تا دیر بماناد کہ برتر کے بعد از خلعت تحقیق نمی آید است

عیدی شب برات

تعالی اللہ شبے کا یزدوریں شب کساں مُقبِل و مدبر نماید
اگر اقبال خواہی بندگی کن کہ حلاو خورونی راروسے باید

قطعاتِ تیلاخ و مختلف ماوہ لائے تالیخ

قطعه تیلاخ طبع دیوان میر مہدی مجروح دہلوی

مجرّوح آنکہ نامِ سلفِ زندہ است از
مہلی کہ بود کانِ مُنہِ سرِ معدنِ کمال
جمنے کہ داشت سرِ فلک از وجودِ شان
و انا کہ ماندہ اند ازاں جمعِ یادگار
غالبِ برفتِ نیرو آزدوہ رفتِ ذوق
رفتند و جائے خود ہمہ خالی گزاشتند
مجرّوح ماندہ است ازاں جمعِ یادگار
کایں عنذِ لبِ قصہ ہمی خواند از بہار
دیوانِ او کہ رنجِ تہ را دوزِ آخر است
کایں مئے کہ و گذشتہ حیر و میز است
ذاتِش بود فہمیتِ کبرے دریں زمان
امروز از کمالِ نیابی در اوشان
را ندند سوئے جنتِ ماوے یگانگیان
بلیکے زندہ اسلِ رازِ ماںِ ماں
مومنِ برفتِ و حسرتی و عاف از میاں
کس برنجاست تا بنشیند بجائے شان
یارب ہدار از بد و دورِ شش و اماں
وین گلِ خبرِ ہی و ہزارِ عمدِ گلستان
خوش سیس زندہ بھرِ نیانِ تحتِ دل
مے بخشش بہرِ جگرِ تشنہ را گال

القصد چاپ گشتہ از دانش آن متاع
کا نرا پختہ عمر سرمدیں ہمتوں
پرسد اگر کے ز تو تاریخ حالیا
گو۔ نظم و لغزیب بود سال طبع آن

تاریخ بنائے مکان سید عوض علی مرحوم رئیس خارجہ ضلع بلند شہر
کہ حسب بانیں برد غر ز الوجودیت قیاض حسین مرحوم نوشید

کرد سید عوض علی تمسیر
چوں بہ پایاں رسیدہ گفت
پس بچن لفظ بے مثال فزون
سال ہجرتش ان ظفر منہل

۵۸۲ + ۱۳۰۶ = ۱۸۹۰

قطعه تاریخ تعمیر مسجد واقع سوئی پت کہ باہتمام خواجہ محمد علی مرحوم
خطیب پانی پت اصل باقی نویں تحصیل سوئی پت تعمیر یافتہ

محمد علی آن مدوکار حق
کمر بستہ بریلدی اہل دیں
چہ آئندہ زین عہدہ آید برون
وگر جمعہ از حق پرستان شہر
چو سال بنایش مجسم نزل
بگشتا۔ چہ خوشش کرد مسجد بنا

تاریخ وفات محمد ابراہیم جواں مرگ طالب علم فی اے کلاں

محمد ابراہیم چوں کہ جان گفت
ز خنسل جوانی شریر سخورہ

بجائ آفریں جان شیریں سپر
بجھتم ز رو کے الم سالِ فوتش
تاریخ برپایاں سیدن بنائے سید مہربان علی مرحوم نیک گل و پتی درین

علی آن سید والا کہ باشد
بو با ذات او تو ام سیات
چو ایں کا شانہ را بنیاد نہا
گروں آں فیض گستر کرد و جوش
چنین گفتش حالی سالِ تیسر

بنامش مہرباں جہر وے زاجرا
چناں کز نام او مہر است پیدا
بعدِ حاکم بپار و دانا
شد ایں معمورہ چون گلشن سراپا
مکان بے نظیر آباد آباد

تاریخ اورنگ نشینی حضور صفیہ نظام الملک ساوین میر محبوب علی خاں
بہادر فرماں وائے ملک و کن خلد اللہ ملکہ

بہ سالِ فرخ و ماہِ سعید روزِ فرخندہ
بہ تختِ سلطنت نشست حالی گفت تاریخش

تاریخ حلت جناب ضیاء الدین احمد خاں صاحبِ محرم و جلوی دین

درداکہ ضیاء الدین احمد بر لبست
از طاق وزیرِ یوان و وزیرِ بزم و جل

لے تاریخ اس طرح ملتی ہو کہ ۹۲۹ میں سے جو کہ ضیاء الدین احمد کے اعداد میں ۳۲۱ جو کہ طاق - ایوان - بزم اور جل
۹۲۹ ۹۲۸ ۹۲۷ ۹۲۶ ۹۲۵ ۹۲۴ ۹۲۳ ۹۲۲ ۹۲۱ ۹۲۰ ۹۱۹ ۹۱۸ ۹۱۷ ۹۱۶ ۹۱۵ ۹۱۴ ۹۱۳ ۹۱۲ ۹۱۱ ۹۱۰ ۹۰۹ ۹۰۸ ۹۰۷ ۹۰۶ ۹۰۵ ۹۰۴ ۹۰۳ ۹۰۲ ۹۰۱ ۹۰۰ ۸۹۹ ۸۹۸ ۸۹۷ ۸۹۶ ۸۹۵ ۸۹۴ ۸۹۳ ۸۹۲ ۸۹۱ ۸۹۰ ۸۸۹ ۸۸۸ ۸۸۷ ۸۸۶ ۸۸۵ ۸۸۴ ۸۸۳ ۸۸۲ ۸۸۱ ۸۸۰ ۸۷۹ ۸۷۸ ۸۷۷ ۸۷۶ ۸۷۵ ۸۷۴ ۸۷۳ ۸۷۲ ۸۷۱ ۸۷۰ ۸۶۹ ۸۶۸ ۸۶۷ ۸۶۶ ۸۶۵ ۸۶۴ ۸۶۳ ۸۶۲ ۸۶۱ ۸۶۰ ۸۵۹ ۸۵۸ ۸۵۷ ۸۵۶ ۸۵۵ ۸۵۴ ۸۵۳ ۸۵۲ ۸۵۱ ۸۵۰ ۸۴۹ ۸۴۸ ۸۴۷ ۸۴۶ ۸۴۵ ۸۴۴ ۸۴۳ ۸۴۲ ۸۴۱ ۸۴۰ ۸۳۹ ۸۳۸ ۸۳۷ ۸۳۶ ۸۳۵ ۸۳۴ ۸۳۳ ۸۳۲ ۸۳۱ ۸۳۰ ۸۲۹ ۸۲۸ ۸۲۷ ۸۲۶ ۸۲۵ ۸۲۴ ۸۲۳ ۸۲۲ ۸۲۱ ۸۲۰ ۸۱۹ ۸۱۸ ۸۱۷ ۸۱۶ ۸۱۵ ۸۱۴ ۸۱۳ ۸۱۲ ۸۱۱ ۸۱۰ ۸۰۹ ۸۰۸ ۸۰۷ ۸۰۶ ۸۰۵ ۸۰۴ ۸۰۳ ۸۰۲ ۸۰۱ ۸۰۰ ۷۹۹ ۷۹۸ ۷۹۷ ۷۹۶ ۷۹۵ ۷۹۴ ۷۹۳ ۷۹۲ ۷۹۱ ۷۹۰ ۷۸۹ ۷۸۸ ۷۸۷ ۷۸۶ ۷۸۵ ۷۸۴ ۷۸۳ ۷۸۲ ۷۸۱ ۷۸۰ ۷۷۹ ۷۷۸ ۷۷۷ ۷۷۶ ۷۷۵ ۷۷۴ ۷۷۳ ۷۷۲ ۷۷۱ ۷۷۰ ۷۶۹ ۷۶۸ ۷۶۷ ۷۶۶ ۷۶۵ ۷۶۴ ۷۶۳ ۷۶۲ ۷۶۱ ۷۶۰ ۷۵۹ ۷۵۸ ۷۵۷ ۷۵۶ ۷۵۵ ۷۵۴ ۷۵۳ ۷۵۲ ۷۵۱ ۷۵۰ ۷۴۹ ۷۴۸ ۷۴۷ ۷۴۶ ۷۴۵ ۷۴۴ ۷۴۳ ۷۴۲ ۷۴۱ ۷۴۰ ۷۳۹ ۷۳۸ ۷۳۷ ۷۳۶ ۷۳۵ ۷۳۴ ۷۳۳ ۷۳۲ ۷۳۱ ۷۳۰ ۷۲۹ ۷۲۸ ۷۲۷ ۷۲۶ ۷۲۵ ۷۲۴ ۷۲۳ ۷۲۲ ۷۲۱ ۷۲۰ ۷۱۹ ۷۱۸ ۷۱۷ ۷۱۶ ۷۱۵ ۷۱۴ ۷۱۳ ۷۱۲ ۷۱۱ ۷۱۰ ۷۰۹ ۷۰۸ ۷۰۷ ۷۰۶ ۷۰۵ ۷۰۴ ۷۰۳ ۷۰۲ ۷۰۱ ۷۰۰ ۶۹۹ ۶۹۸ ۶۹۷ ۶۹۶ ۶۹۵ ۶۹۴ ۶۹۳ ۶۹۲ ۶۹۱ ۶۹۰ ۶۸۹ ۶۸۸ ۶۸۷ ۶۸۶ ۶۸۵ ۶۸۴ ۶۸۳ ۶۸۲ ۶۸۱ ۶۸۰ ۶۷۹ ۶۷۸ ۶۷۷ ۶۷۶ ۶۷۵ ۶۷۴ ۶۷۳ ۶۷۲ ۶۷۱ ۶۷۰ ۶۶۹ ۶۶۸ ۶۶۷ ۶۶۶ ۶۶۵ ۶۶۴ ۶۶۳ ۶۶۲ ۶۶۱ ۶۶۰ ۶۵۹ ۶۵۸ ۶۵۷ ۶۵۶ ۶۵۵ ۶۵۴ ۶۵۳ ۶۵۲ ۶۵۱ ۶۵۰ ۶۴۹ ۶۴۸ ۶۴۷ ۶۴۶ ۶۴۵ ۶۴۴ ۶۴۳ ۶۴۲ ۶۴۱ ۶۴۰ ۶۳۹ ۶۳۸ ۶۳۷ ۶۳۶ ۶۳۵ ۶۳۴ ۶۳۳ ۶۳۲ ۶۳۱ ۶۳۰ ۶۲۹ ۶۲۸ ۶۲۷ ۶۲۶ ۶۲۵ ۶۲۴ ۶۲۳ ۶۲۲ ۶۲۱ ۶۲۰ ۶۱۹ ۶۱۸ ۶۱۷ ۶۱۶ ۶۱۵ ۶۱۴ ۶۱۳ ۶۱۲ ۶۱۱ ۶۱۰ ۶۰۹ ۶۰۸ ۶۰۷ ۶۰۶ ۶۰۵ ۶۰۴ ۶۰۳ ۶۰۲ ۶۰۱ ۶۰۰ ۵۹۹ ۵۹۸ ۵۹۷ ۵۹۶ ۵۹۵ ۵۹۴ ۵۹۳ ۵۹۲ ۵۹۱ ۵۹۰ ۵۸۹ ۵۸۸ ۵۸۷ ۵۸۶ ۵۸۵ ۵۸۴ ۵۸۳ ۵۸۲ ۵۸۱ ۵۸۰ ۵۷۹ ۵۷۸ ۵۷۷ ۵۷۶ ۵۷۵ ۵۷۴ ۵۷۳ ۵۷۲ ۵۷۱ ۵۷۰ ۵۶۹ ۵۶۸ ۵۶۷ ۵۶۶ ۵۶۵ ۵۶۴ ۵۶۳ ۵۶۲ ۵۶۱ ۵۶۰ ۵۵۹ ۵۵۸ ۵۵۷ ۵۵۶ ۵۵۵ ۵۵۴ ۵۵۳ ۵۵۲ ۵۵۱ ۵۵۰ ۵۴۹ ۵۴۸ ۵۴۷ ۵۴۶ ۵۴۵ ۵۴۴ ۵۴۳ ۵۴۲ ۵۴۱ ۵۴۰ ۵۳۹ ۵۳۸ ۵۳۷ ۵۳۶ ۵۳۵ ۵۳۴ ۵۳۳ ۵۳۲ ۵۳۱ ۵۳۰ ۵۲۹ ۵۲۸ ۵۲۷ ۵۲۶ ۵۲۵ ۵۲۴ ۵۲۳ ۵۲۲ ۵۲۱ ۵۲۰ ۵۱۹ ۵۱۸ ۵۱۷ ۵۱۶ ۵۱۵ ۵۱۴ ۵۱۳ ۵۱۲ ۵۱۱ ۵۱۰ ۵۰۹ ۵۰۸ ۵۰۷ ۵۰۶ ۵۰۵ ۵۰۴ ۵۰۳ ۵۰۲ ۵۰۱ ۵۰۰ ۴۹۹ ۴۹۸ ۴۹۷ ۴۹۶ ۴۹۵ ۴۹۴ ۴۹۳ ۴۹۲ ۴۹۱ ۴۹۰ ۴۸۹ ۴۸۸ ۴۸۷ ۴۸۶ ۴۸۵ ۴۸۴ ۴۸۳ ۴۸۲ ۴۸۱ ۴۸۰ ۴۷۹ ۴۷۸ ۴۷۷ ۴۷۶ ۴۷۵ ۴۷۴ ۴۷۳ ۴۷۲ ۴۷۱ ۴۷۰ ۴۶۹ ۴۶۸ ۴۶۷ ۴۶۶ ۴۶۵ ۴۶۴ ۴۶۳ ۴۶۲ ۴۶۱ ۴۶۰ ۴۵۹ ۴۵۸ ۴۵۷ ۴۵۶ ۴۵۵ ۴۵۴ ۴۵۳ ۴۵۲ ۴۵۱ ۴۵۰ ۴۴۹ ۴۴۸ ۴۴۷ ۴۴۶ ۴۴۵ ۴۴۴ ۴۴۳ ۴۴۲ ۴۴۱ ۴۴۰ ۴۳۹ ۴۳۸ ۴۳۷ ۴۳۶ ۴۳۵ ۴۳۴ ۴۳۳ ۴۳۲ ۴۳۱ ۴۳۰ ۴۲۹ ۴۲۸ ۴۲۷ ۴۲۶ ۴۲۵ ۴۲۴ ۴۲۳ ۴۲۲ ۴۲۱ ۴۲۰ ۴۱۹ ۴۱۸ ۴۱۷ ۴۱۶ ۴۱۵ ۴۱۴ ۴۱۳ ۴۱۲ ۴۱۱ ۴۱۰ ۴۰۹ ۴۰۸ ۴۰۷ ۴۰۶ ۴۰۵ ۴۰۴ ۴۰۳ ۴۰۲ ۴۰۱ ۴۰۰ ۳۹۹ ۳۹۸ ۳۹۷ ۳۹۶ ۳۹۵ ۳۹۴ ۳۹۳ ۳۹۲ ۳۹۱ ۳۹۰ ۳۸۹ ۳۸۸ ۳۸۷ ۳۸۶ ۳۸۵ ۳۸۴ ۳۸۳ ۳۸۲ ۳۸۱ ۳۸۰ ۳۷۹ ۳۷۸ ۳۷۷ ۳۷۶ ۳۷۵ ۳۷۴ ۳۷۳ ۳۷۲ ۳۷۱ ۳۷۰ ۳۶۹ ۳۶۸ ۳۶۷ ۳۶۶ ۳۶۵ ۳۶۴ ۳۶۳ ۳۶۲ ۳۶۱ ۳۶۰ ۳۵۹ ۳۵۸ ۳۵۷ ۳۵۶ ۳۵۵ ۳۵۴ ۳۵۳ ۳۵۲ ۳۵۱ ۳۵۰ ۳۴۹ ۳۴۸ ۳۴۷ ۳۴۶ ۳۴۵ ۳۴۴ ۳۴۳ ۳۴۲ ۳۴۱ ۳۴۰ ۳۳۹ ۳۳۸ ۳۳۷ ۳۳۶ ۳۳۵ ۳۳۴ ۳۳۳ ۳۳۲ ۳۳۱ ۳۳۰ ۳۲۹ ۳۲۸ ۳۲۷ ۳۲۶ ۳۲۵ ۳۲۴ ۳۲۳ ۳۲۲ ۳۲۱ ۳۲۰ ۳۱۹ ۳۱۸ ۳۱۷ ۳۱۶ ۳۱۵ ۳۱۴ ۳۱۳ ۳۱۲ ۳۱۱ ۳۱۰ ۳۰۹ ۳۰۸ ۳۰۷ ۳۰۶ ۳۰۵ ۳۰۴ ۳۰۳ ۳۰۲ ۳۰۱ ۳۰۰ ۲۹۹ ۲۹۸ ۲۹۷ ۲۹۶ ۲۹۵ ۲۹۴ ۲۹۳ ۲۹۲ ۲۹۱ ۲۹۰ ۲۸۹ ۲۸۸ ۲۸۷ ۲۸۶ ۲۸۵ ۲۸۴ ۲۸۳ ۲۸۲ ۲۸۱ ۲۸۰ ۲۷۹ ۲۷۸ ۲۷۷ ۲۷۶ ۲۷۵ ۲۷۴ ۲۷۳ ۲۷۲ ۲۷۱ ۲۷۰ ۲۶۹ ۲۶۸ ۲۶۷ ۲۶۶ ۲۶۵ ۲۶۴ ۲۶۳ ۲۶۲ ۲۶۱ ۲۶۰ ۲۵۹ ۲۵۸ ۲۵۷ ۲۵۶ ۲۵۵ ۲۵۴ ۲۵۳ ۲۵۲ ۲۵۱ ۲۵۰ ۲۴۹ ۲۴۸ ۲۴۷ ۲۴۶ ۲۴۵ ۲۴۴ ۲۴۳ ۲۴۲ ۲۴۱ ۲۴۰ ۲۳۹ ۲۳۸ ۲۳۷ ۲۳۶ ۲۳۵ ۲۳۴ ۲۳۳ ۲۳۲ ۲۳۱ ۲۳۰ ۲۲۹ ۲۲۸ ۲۲۷ ۲۲۶ ۲۲۵ ۲۲۴ ۲۲۳ ۲۲۲ ۲۲۱ ۲۲۰ ۲۱۹ ۲۱۸ ۲۱۷ ۲۱۶ ۲۱۵ ۲۱۴ ۲۱۳ ۲۱۲ ۲۱۱ ۲۱۰ ۲۰۹ ۲۰۸ ۲۰۷ ۲۰۶ ۲۰۵ ۲۰۴ ۲۰۳ ۲۰۲ ۲۰۱ ۲۰۰ ۱۹۹ ۱۹۸ ۱۹۷ ۱۹۶ ۱۹۵ ۱۹۴ ۱۹۳ ۱۹۲ ۱۹۱ ۱۹۰ ۱۸۹ ۱۸۸ ۱۸۷ ۱۸۶ ۱۸۵ ۱۸۴ ۱۸۳ ۱۸۲ ۱۸۱ ۱۸۰ ۱۷۹ ۱۷۸ ۱۷۷ ۱۷۶ ۱۷۵ ۱۷۴ ۱۷۳ ۱۷۲ ۱۷۱ ۱۷۰ ۱۶۹ ۱۶۸ ۱۶۷ ۱۶۶ ۱۶۵ ۱۶۴ ۱۶۳ ۱۶۲ ۱۶۱ ۱۶۰ ۱۵۹ ۱۵۸ ۱۵۷ ۱۵۶ ۱۵۵ ۱۵۴ ۱۵۳ ۱۵۲ ۱۵۱ ۱۵۰ ۱۴۹ ۱۴۸ ۱۴۷ ۱۴۶ ۱۴۵ ۱۴۴ ۱۴۳ ۱۴۲ ۱۴۱ ۱۴۰ ۱۳۹ ۱۳۸ ۱۳۷ ۱۳۶ ۱۳۵ ۱۳۴ ۱۳۳ ۱۳۲ ۱۳۱ ۱۳۰ ۱۲۹ ۱۲۸ ۱۲۷ ۱۲۶ ۱۲۵ ۱۲۴ ۱۲۳ ۱۲۲ ۱۲۱ ۱۲۰ ۱۱۹ ۱۱۸ ۱۱۷ ۱۱۶ ۱۱۵ ۱۱۴ ۱۱۳ ۱۱۲ ۱۱۱ ۱۱۰ ۱۰۹ ۱۰۸ ۱۰۷ ۱۰۶ ۱۰۵ ۱۰۴ ۱۰۳ ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱ ۰

نواب احمد خاں صاحبِ محرم و جلوی دین کی تاریخ حضرت صاحبِ محرم و جلوی دین کی تاریخ

تیاغ بنائے مہماں سرے در موضع مون واقع پنجابا سیال

بھر کرم آں وزیر چند کہ باقی ست نام بزرگاں مون بندان نوازش
 ساخته ننگ لگے چو بہر غریباں محبہ کہ بہر غریب آمدہ سالش

تیاغ بنائے باغ در موضع تیسہ ضلع مظفر نگر تریب ادہ فیاض علی خاں تیسہ

رئیس نامور فیاض علی خاں کہ نتواں کرو و صفی از صدیک
 بہر تہ طرف باغے طرح انداخت کہ در غیبی زندہ پر خلد چشماک
 چہ حالی سال تریبیش بہجت خروںہ بود باغ نو مبارک

قطعه تیاغ تمیمیہ چاہ بنا کردہ سید محمد کی رئیس سونی پت

بجند چاہ چو سید ذکی بہ سونی پت ز خاک پوش بند آب صافی و شیریں
 نہار سید زاتف بجوشن حالی زرا کہست سال بنا چشمہ بہشت بریں

قطعه بروفاٹ مولوی چراغ علی مرحوم

آہ آہ از حلت بے گاہ عظم یار جنگ کز میان رہ زہم راں عشاں پیچید رفت
 حیف دنیا را بہر چہ سالگی کردہ دواع بزم مارا بزم ماتم باز گردنید رفت
 مستفیدان پُر نہ کردہ دہن حسن منہو شتے از گنجینہ لعل و گہرا پیشہ رفت
 از سحاب فیض گلکش تا شہ سیر خلق ساعتہ برق میانی از افق تابید رفت

عقدا کا کٹنودہ ماند کتہ ماند کتہ ماند
 کرو بے آزار خلق اعمال سلطانی ادا
 یاوران قوم را تا دلیست یا در بود و یار
 از دل پر درواو گاہے صدائے برنجا
 طبع آزادش بہرے کہ بینی صلاح و آ
 گر ز یک صد سال کس انجام او مرگشت
 بہر چہ شیر کو بے ستوں کندید رفت
 نے ز کس زنجیدہ و نئے کس ابرنجانید رفت
 ہر چہ بتوانست تا نید شاہ کشید رفت
 دستے چوں بھر کابل در نہاں جوشید رفت
 در دل خویش دل بیگانہ درنجید رفت
 چوں شہر بر وضع دوراں متیواں خندید رفت

قطعہ تاریخ وفات جناب خواجہ کریمت علی صاحبے حوم چو حافظ
 محمد یعقوب صاحبے محبتے دی کی فرمایش سے لکھا گیا تھا

شد کہ است علی زدار فنا ماند خلتے بہ گریہ و زاری
 مغفرت وقف روح خواجہ کہ او یافت رحلت بہ سال غفاری ۱۱۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرفا سی

دیباچہ سفرنامہ حکیم ناصر خسرو متضمن بیان عمری حکیم موصوف کہ بخلاف تذکرہ
نگاران پیشین حقائق و قضیہ از سفرنامہ دیوان شعر و استنباط کردہ
بصحت ہرچہ تا مترنوش شدہ

صاحب اس سفرنامہ حکیم ابوالعین ناصر بن خسرو علوی از شعرائے قدیم خطہ خراسان است
کہ بعلاوہ شاعری در علم و حکمت و فضل و دانش شہرہ روزگار بردہ - مؤرخان و تذکرہ نگاران در
شرح احوال شراحت تحقیق ناسپردہ و سر از ناسرہ باز نہ استہ پردہ ہائے تو بہر تو بہرہ مقصود
فرو ہستہ اند - با اگر این سفرنامہ و پانہ از دیوان اشعارش بدست نیفتادے چارہ نبود از احمہ
مانیر بن بال نشان دیم و راہ از سیر اسہ باز نشاسیم -

چندانکہ دین قضیہ غور کردہ میشود چنان بخاطر میرسد کہ بچکس از معاصرین حکیم مزبور تجربہ
حال و سہ نہ و واقعہ و سالہائے فراوان و قلع زندگانی او نا نوشتہ ماند - باعث بر این بے
اعتدائیہا آں تواند بود کہ فقہائے آل زماں از شیعہ و سنیہ چنانکہ عنقریب ذکر کردہ شود
ناصر از فرقہ اسماعیلیہ گمان بسیر کرد و در اسماعیلیاں را بہ لقب ملاحظہ و باطنیہ لقب سید شہد
اسماعیلیہ طائفہ بیت از امامیہ کہ اسمعیل بن امام جعفر صادق را بعد از جناب امام برحق دانند و گویند امام جعفر صادق

پس غالب آنست که تا زمان دراز اصدای از فریقین بسبب تناقضی که از تعصب خیز و بنگارش
ترجمه حکیم موصوف میل نموده باشند اما چون در قرون لاحقه دیوان اشعار و دیگر تصانیف در نظر
مالک انتشار یافت و معتقدان اوزد حوالی که بهستان بدخشاں که مرقه حکیم و رانجا است فوج
فوج ظاهر شدند آنوقت بود که از باب سیرت بعضی اخبار و آثارش پر و خستند لکن هر
دیباچه که یافتند یا از افواه عامه نامش شنیدند بے تأمل حواله قلم نمودند و افسانه های که
معتقدان و آن قبیل خود تراشیده بر حکیم بسته بودند آنرا از افادات حکیم دانستند بگویند که
و بے عرض کنند و صواب از خطا باز شناسند نقل و رویش مبارت کردند و ازین جهت
اغتشاش عظیم در ترجمه حکیم سابق الوصف راه یافته و پے به پے کار بدون بغایت مشکل افتاد
اگرچه درین روزها چارلس شیدر نام یکی از فاضل اروپا احوال ناصر خسرو را در لغت فرانسه
بسطه هر چه تا سر نوشته است اما بسبب جنیت زبان فرانسه کلیه نمیتوان گفت که چه قدر
از عمد تحقیق بیرون آمده و تا کجا داد تنقید داده است - بنابر علی ذلک و ذکر احوالش از عقاید
قوم برهان قدر که مقبول قابل جرم است گفتا خواهد رفت و باقی آنچه از کلام خودش میتوان
استنباط کرد نوشته خواهد شد.

اول احتمالی که کرده اند در تعیین سال ولادت اوست - حمد الله مستوفی قزوینی در
تاریخ گزیده سال سیصد و هشتاد و پنج از هجرت خاتم النبیین صلعم ضبط کرده است و صفت

(بقیه صفحه ۵۳) اماست را بدو تفویض داشت و با او اسمعیل بیچ زنج جاریه را ازبازنده ساخت چنانچه بی صلعم باقی
و علی با قاطعه - نیز اسمعیل را خاتم الامه دانند و پیش امام لاحق کار ندارند و گویند مدارا است بر پشت مانند هفت رؤف
هفت آسان و هفت سیاره - ۱۲ حالی

صفحه ۵۱ - ۵۲ در رب را عرب کرده اروپا میگویند ۱۳ - تنقید یعنی نقادی ۱۴ - یقین ۱۵

درستان المذاهب سیصد و پنجاه و نه - و صاحب جلیب السیر سیصد و پنجاه و هشت معلوم میکنند
اما این هر سه قول مردود است. بلی قول صاحب آنست که رضا قلیخان در تذکره مجمع الفصحاء
آورده و آن سیصد و نود و چهار است و چهارلس شیفر در ترجمه فرسافیه خویش همین قول را نیز اختیار
کرده و بقول خود حکیم تسک جست که در بعضی قصائد خویش میفرماید

بگذشت ز بهجت پس سیصد و نود و چهار بنهاد مرا دور بر مرکز اغیار

نیز قاطبه تذکره توپیاں اصل حکیم را از اصفهان معلوم داشته اند اما هیچ دلیل که مفید
جزم باشد ذکر نکرده بل بملاحظات چند میتوان گفت که او را اباعن جد با اصفهان و دیگر بلاد از
عراق عجم و پارس هیچ تعلقی نبوده و سلاطین و بزرگان او از عهد مامون ابن رشید یا عبارات
دیگر از زمان امام علی ابن موسی الرضا که جد هشتم ناصر خسرو بوده همین وصفیات خراسان میکنند
داشته اند و معموره بلخ که تا زمان دراز دارالملک ولایت خراسان بوده است باید سقط الراس
حکیم موصوف باشد چنانکه خود گفته است

اے بادِ عصر گر گندی بزیار بلخ بگذر بخانه من و آنجا بجوئے حال

و همچنین در بسیاری از اشعار خود چنانکه هر کس را در عالم غربت و دوری وطن اتفاق افتد بر فغان
خراسان و اهل خراسان دین خورده است و نیز در سفرنامه عبارات بسیار است که بر نیمنی دلالت
واضح دارد. بالجملة سلسله نسبش بهفت واسطه تا به امام همام علی ابن موسی الرضا علیه التجهیه و الثناء
که در شهر مقدس مدفون و به شاه خراسان معروف است منتهی میشود. بعد از حفظ قرآن مجید که

این تذکره از تالیفات امیر الشعراء قناتلیخان متخلص به بهایت است که در سال ۹۵۰ هجری در دار السلطنه
طهران چاپ شده و درین ایام هندوستان رسیده است ۱۲ طبع عراق عجم و پارس نام دو ولایت از ممالک

ایران است و تمامی مملکت ایران را که پارس میگویند مجاز است ۱۲ عالی

گویند و رس نه سالگی بدای مشرف شده سالهاست و از تحصیل علوم متعارفه از معقول و منقول و علوم غریبه فنیون متنوعه از نجوم و فل و سائر دانشها که در آن روزگار از جمله کمالات شمرده میشد و هیچکس را بدون آنها فرزانہ و حکیم نمیخواندند مشغول بود. گویند در ایام علوم دینی و فنون حکمیه که میان اهل اسلام و ائمه و سائر بود پر کتب مقدسه از تورات و انجیل و مجموع صحف انبیاء نیز اطلاعه تمام داشت حتی اینکه فضلاء یهود و مسیحیه آن کتاب بار از خواندن میکردند و آنچه از کلام خودش در سفرنامه مکتوب میشود اینقدر است که غالباً از لغت و خط عبرانی بیخبر نبود چه در ذکر فلسطین مضمون بعضی کتابها که به خط عبری نوشته بودند شرح داده و بیان کرده است مع لقمه بعد از سوخ و کمالات علمی سالها بر تحصیلین درس میگرفت و بحشت مضافات و فتح مضافات از دقائق عقلیه و مسائل تعلیمیه مشغوف بود تا آنکه تقریباً از پنج به مر و شایان که امر فرستاد نظر دولت روسیه است شتافت. مر و اگر چه الحال از تاتار مطلق العنان محسوب میشود و اما در زمان پیشین از بلاد معتبره ممالک خراسان و پانخت سلاجقه بوده است در عهد سلاطین عجم و هم در دولت اسلامی اکثر از علما و حکما از اینجا برافراشته اند. بالجملة کارنامه خسرو و مر و بالا گرفت. انوقت طغرل یک سلجوقی و نیشاپوری که بین برادرش چغریک و مر و بر سرند حکومت جا داشتند اینصورت را در خدمت چغریک قرب انتقام بر سر سیده در سلطت ایران دولت منک شد و چنانکه خود در سفرنامه میگوید از جمله متصرفان در اموال و اعمال سلطانی و متصدی عیالت و یوانی گشت از تاریخ تمدن اهل اسلام لایح میشود که در قریه های پیشین کسانی که بلقیه خلافت اسلام ملقب بوده اند قاطبه روزگار به ترک و تجرید میگذرانیدند و هرگز تن تجریت ملوک و سلاطین و نمیدادند. و اول کسیکه از میان ایشان خدمت ملوک را اختیار کرد شیخ الریس ابوعلی ابن سینا بود که غالب ابام حیاتش در وزارت آل بویه بسر آمده. صاحب وضه الصفا سینوی که

بعد از شیخ الرئیس اکثرے از حکمائے اسلام کہ ملازمت حکام و اسباب فرمان اختیار کردند ہم
 اقتدا به شیخ کردند۔ از آنجا کہ ^۱عل شیخ ابوعلی و ناصر خسرو از بلخ بوده است و عروج شیخ بہ بلخ
 حشمت و جاه کہ در دولت آل بویه اورادست اود ناصر را و عین شکیبای سمیع ^۲اقتاده باشد
 و نیز ناصر خسرو بجزیم یقین دانستہ کہ اینہم شہرت و اعتبار شیخ بجزیرہ قریب سلاطین ہرگز صورت
 نہ بست لاجرم حکم میتوان کرد کہ اینہم اسباب ناصر خسرو را بخدمت آل سلجوق مائل کردہ و از گوشہ
 عزلت ہار الملک ہر و کشیدہ باشد۔ اگرچہ ناصر خسرو چنانکہ بعد ازین گفتہ شود ویرے نہ کشیدہ
 کہ از خدمت چغریک آزاد شدہ دیگر پیرامون آل نغردیدہ آتا برادرش خواجہ ابو الفتح عبد الجلیل
 و بعد طفل بک پسرش خواجہ معین الدین در زمان ملک شاہ سلجوقی تازمان مدت ملازم دیوان
 معتد و نگاہ بودہ اند۔

علی الحکمہ تا سال چارصد و سی و ہفتم ہجری کہ چهل و دو سال از عمر ناصر و گذشتہ
 بود روزگارش در خدمت امیر چغریک ہمہ ریں منوال بود تا آنکہ داعیہ سفر حجاز چنانکہ در سفرنامہ
 و نامودہ است اور از جابر انجنت و از مشاغل دیوانی بکلی دست شستہ تمامت اسباب
 جاہ و حشمت را پروردو گفت و کمین برادر خود ابو سعید و یک غلام را ہمراہ گرفتہ کہ رخصت کرد و او
 آل دین سفرنامہ رقم کردہ اختیار نمود و از بلاد فرسان و عراق عبس و آذربایجان بہ آرمینہ
 رسیدہ و از آنجا بہ شام و فلسطین و عراق عرب عبور دادہ در موصل جمع و اردو کہ مختصر شدہ بعد
 ازین بمصر رفت۔ و قریب شہ سال در آنجا اقامت داشت۔ و در زمان اقامت مصر و در بار برج
 بیت اللہ زیارت روضہ منورہ جناب رسالت آب شرف ما اللہ تشریف آورد و حجاز آمدہ باز بمصر

۱۰۰ پیر ابوعلی از اطفال تیغ بود و در ایام سلطنت نوح سامانی بجانب بخارا رفتہ و ابوعلی ہم در آنجا در سلسلہ ہجری

شدہ۔ ۱۱۰ علادت ناصر خسرو بعد از ولادت ابوعلی بہ بیش یک سال بودہ و در الیکہ شیخ دفات یافتہ ناصر خسرو سی و سہ سال بودہ

مراجعت کرو۔ در روضۃ الصفا و حبیب السیر و دبستان المذہب چہیں نوشتہ اند کہ سبقت سال
در مصر بقیم بود و ہر سال پنج میفت ابا انجہ در سفر نامہ تصریح رفتہ است تکذیب آن میکند ^{القصہ} بیع
در اہل ایام مستنصر باشد فاطمی عیسیٰ کہ مشہور ترین خلفائے فاطمیہ است و شصت سال براریکہ
خلافت ممکن بود حکومت مصر را داشت۔ انجہ از سفر نامہ ستفا ویشو و اینقدر است کہ حکیم را کہ با
یکے از دبیران سلطنت مصر دوستی پیدا آمدہ بود و یک بار توسطے در قصر خلافت رسیدہ ہما رہا
وصفہ او ایوان ہار شاہدہ نمودہ است۔ اما ہیچ ذکر آن نکردہ کہ در مجلس امیر المؤمنین المستنصر باللہ
باریاب شدہ یا نہ و لاکن بشہادت قرآن صادقہ کہ غنقریب بحشف آن پروازیم بحزم یقین
میتوان گفت کہ مستنصر او را مراعات بسیار کردہ و تحم محبت یا عقیدت خویش در دوش
نشانہ بود *

بالجملہ در سال چار صد و چہل و یک از مصر بازگشتہ بعد کہ اردن حج سیمیں در اطراف
حجاز دین بگردید۔ و بازار راہ لحا و بصرہ و خلیج عجم بہ پارس و از آنجا بجد و خراسان رسیدہ در
سال چار صد و چہل و چار و اردن بلخ شد *

از دیدن سفر نامہ علوم میشود کہ حکیم موصوف را در ایاب ذباب دو بار از عراق عرب
مرور اتفاق افتادہ اما ہیچ تصریح آن نکردہ کہ در عتبات عالیہ از کہ بلا و نجف و کاظمین بزیارت
رفتہ یا نہ و اینمغنی از ہیچ کسی کہ خود را شیفتہ و دلدادہ خاندان نبوت و انامید استبعاوے تمام اند
غالب آنست کہ در آن ایام زیارت این مشاہد تبرکہ از علامات شیع یا از امارات تفضیل شمر
میشد۔ پس اگر کے از مخلصان عہدت رسول مقبول قصد آن صفحات مینمود ہرگز اعلان آن نمیکرد
تا از شیر نواصب مقتدر کہ مانع آثار و لائے اہل بیت بودند محفوظ تواند بود۔ و از اینجا است
کہ برادران انازل سنت و جماعت تا امروز با آنکہ بر ضرارت اولیائے اُمت منازل بعیدہ

قطع کرده میروند باز اصلاً به سفر عراق عادت ندارند بلکه آنرا از خصائص تشییع پندارند
 مع الحدیث از قراریکه مذکور شد مدت سیر و سیاحتش به هفت سال میکشد و چنانکه از سفر ناما
 معلوم گردد مسافت راه در آمد و شد غیر از آنکه با طرف و جانب بزیارتها رفته موازی هفت
 هزار میل انگلیسی قطع کرده و از انواع مشقت و از حمت و آنچه مقدور هر بشر نباشد تحمل نموده
 و چون مصوبت و دشواری راههای آن صفحات خاصه در روزگار پیشین ملاحظه شود آن همه
 زحمت و مشقت یک برده میشود. از اینجا اندازہ توان کرد که در قرنهای اولین چه قسم مهران
 اولو الغرم و باهمت از ملت اسلامیة برینجا استند و چه قدر بر سیر و سیاحت حریص بودند
 گویند اما ای مغرب زمین در ممالک بعید سفر کردن و سفرنامه یا نوشته از مسلمانان آموخته
 اند. اما این سخن امروز باور نمیتوان کرد. چه با اینکه سهولت با که در سفر بجز و بر از اختراعات و اویا
 هر کس را میسرست قومی و عالم نیست که چون مسلمانان و لایستما مسلمانان هند ملازم خانه و دولت
 و وطن و بنحیر از احوال بلاد پلوده باشد.

صاحب روضۃ الصفا و حبیب السیر چنان دانوده اند که امیر ناصر آوازه حسن سیرت
 اسمعیلیه را شنیده از خراسان مبصر رفته بود. او در سفرنامه هیچ اظهار این قسم خاطر نکرده. لیکن
 که از خوف ابنائے زمان سکوت و زبده باشد. زیرا چه کافه اهل سنت و تشییع فرق اسمعیلیه
 از فرق ضالہ می شمردند و خلفائے مصر را که ائمه ایشان بودند دوست نمیداشتند بلکه تفسيق و
 تکفیر ایشان میکردند. از اینجاست که ناصر خسرو با آنکه شصت سال در مصر اقامت و زبده واراده
 آن داشت که دست عمر هم در آنجا بر آرد باز در تمامی سفرنامه اظهار این معنی نکرده که باعث ابر
 و بستیگها چه چیز بوده است. باید دانست که خلفائے فاطمیین همواره اعیان آن داشتند که
 بایه صولت و اقتدار خویش بر ممالک آسیا اندازند و عظمت و بزرگی خلفائے بغداد را از قلوب

انامی مشرق محو کردہ ایشانرا بسوئے خویش مائل سازند خاصہ مستنصر باشند کہ شصت سال تصدیق
 امر خلافت بود و فرصت این کار بیشتر از خلفائے ماضیہ اورا دست ادا بود و ہمواره از طرف
 او کج آسین دعا و دین صفات می رسیدند تا مردم را به روش اسمعیلیہ دعوت کنند و حکومت
 مصر را در لباس مذہب رونق دهند و عاقبت الامر ظهور ساعی مستنصر قبوسط بسایری در بغداد
 و حسن صباح در خراسان آتیناں شدہ کہ ہر کس بہ راس العین شاہدہ کردہ پس اتمان میرو
 کہ ناصر خسرو را بخت این مقصد فہم برگزیدہ در مصر طلب داشتہ باشند کہ ہم ازوئے نسب با خلفائے
 مصر فریشتہ داشت و ہم ازوئے عقیدت شیفتہ و ولادہ خاندان نبوت بود و بجاوہ علم و فضل
 ہر مہر سلطنت نیز قوی بہم رسانیدہ و مدتے در دولت آل سلجوق بہ تکفل مہارت یوانی آفریدہ
 چنانچہ در بعضی از قصائد خویش کہ روداد سفر بیان کردہ است مے فہانکہ باعث سفر مغرب
 جز شوق لغات مستنصر باللہ چیرے دیگر نبود و ماضیون قصیدہ مذکور را باید بروجہ تلخیص در اینجا
 ذکر کنیم کہ غالی از ذوق فخر ابد بود میگوییہ سال سیصد و نو و چار از ہجرت گذشتہ بود کہ مادر شفق
 مرا بر خاک نہادہ آنوقت بالندہ بے شعور مانند رستی بودم کہ از خاک سیاہ و آب مقطر پدید
 باز از وجہ نہائی بہتر بہ حیوانی رسیدم و روزے چند چوں مرغی کہ پر اینچنین بودم تا آنکہ بکار
 چارین رسیدم و ما طبقہ و جسم کمد راہ یافتہ و اثر مردی ظاہر شدہ چوں عمر من بچیل دور رسید

سایری فلامی بود از غلامان بہادورہ دلی شجاع باہمت کہ با عانت مستنصر ایک سال قائم باہر اسمعیلیہ عباسی امجدی
 داشتہ و فرمود تا و بعد از خطبہ بنام مستنصر خواندہ ۱۲۰۵ھ من متبل معلقہ اسمعیلیہ مشرق است کہ در او آفریدہ خلافت مستنصر
 در شکستہ ہجر بہ مصر رسیدہ مردو عنایات مستنصر و بعد از وفات شدہ در سائر بلاد مجید و مردم را باہمت نزار این
 مستنصر دعوت کرد و خلق کثیر را بہ مذہب اسمعیلی متماذہب ساخت و جمیع ائمہ آلوت و لواحق قستان بہجت اشاعت
 مذہب فرستہ و آفر نامی بلاد رودبار و قستان غیر ذلک در حیطہ تصرف آورد کہ موافق تصدیق اسمعیلیان را
 صفات در ترقی بود تا آنکہ در شکستہ ہر سیت ہولا کوخان بیکر چنگیزخان منقل ستا مصل گشت ۱۲۰۵ھ عالی

و خود را از هر کس بهتر یافتیم. با خود گفتم ایستاده کشته میباید که از همه خلق بهتر باشد چون باز از مرغها و شتران بهانم و خرابان از درختاں و یاقوت از جوهر یا مانند قرآن از کتاب و کعبه زینا و دل از اعضا بدن و خورشید از ستارگان پس انجا که بر خاستم و سفر پیش گرفتم و من بعد از آن گلشن و منظر بسیج یاد نه کردم. پس حاجت خویش از پارسی و تازی و ترکی و سندی و هندی و رومی و عبری و فلسفی و مانوی و عجمانی و وهری و دخواستم و مکر سوال کردم. بسیار از سنگاں و بالین ساختم و بسیار از ابرخیمه و چادر کردم. گاه بزرگین رسیدیم که آب آنجا همچو مرغ نهد بود و گاه بر سر کوچه برآمدیم که از دو پیکر بلند تر بود. گاه مانند شتران ریمان در گون و گاه مانند ستر بار بر پشت همچنین از شهر به آن شهر و از نجا به آنجا پرسنده و جویند و همی رفتیم بعضی گفتند که شریعت به عقل راست نماند زیرا که اسلام به شمشیر قوت گرفته است. اما این سخن بتقلید ایشان قبول نکردم و از حجت و برهان قطع نظر ننمودم زیرا که حق بتقلید میسر نمیشود. بارے چون خدا خواهد که درے از رحمت بکشاید همه دشواریها آسان گردد و آخر بر در شهر رسیدیم که آنجا اجرام فلکی بنده و چاکر و تمامی آفاق مستقر بود. صحرائے آنجا مانند بیابان نقش و نگار بود آب آنجا مانند کوزه عمل صافی بود. منازل آن شهر غیر از علم و فضل و صنوبر آن باغ غیر از عقل و خرد نبود. شهر بے بود که حکمائے آنجا همه حریر و دیباچه پوشیدند نه مانند فقها خراسان بافته پشم مادی و زرد بر سر کردند. چون در آن شهر رسیدیم خود با من گفت که بیا و حاجت خود طلب کن و از اینجا بگذر. پس من نزدیک پاسبان آن شهر رفتم و راز خویش بگفتم. گفت

۱۲ مراد از آن حیثه امام زمان است ۱۳ این سخن تقریض است به سلطنت غزنویه و سلاطین که ملک بقره و استیلا گرفته بودند. بخلافات علویه مصر که در عقیده خویش بر حرم و انصاف از سلاطین و شاهان اسلام امتیاز داشتند ۱۴ مراد از آن شهر ملک مصر است که مستنصر بالله حاکم آنجا بود ۱۵ مراد از پاسبان آن شهر مستنصر بالله است ۱۶

اندوہ مخور ایس شہر چرخ برین است پُرازا خزان بلند بلکہ بشت است پُرازا پیکر مائے دل و با
گفتم کہ مرا نفس ضعیف و زرد شدہ است پس بروستی تن و سُرخِ ننگ من منگر من و درو
بے حجت و برہان منخورم و از درونے اندیشم و قول منکر نمیشنوم۔ گفت اندوہ مبرکہ من درینجا
طبیعیہ پس علت خود پیش من مشروح کن۔ من از اول و آخر علت و معلول و جنس و صنعت
صورت و قادر و تقدیر و مقتدر سوال کردم۔ چوں آں مدو و انا ایس سوا الہا از من گوش کرد دست
قبول بر سینہ خویش نہاد کہ رحمت خدا بود بر آں دست و بر آں سینہ / و گفت آریے دار و با
و برہان دہم۔ اما مہرے نکم بر لب تہ بنیدم۔ باز بر شربتے کہ مراد او دو گواہ انا نفس و آفاق
حاضر کرد۔ پس من آں داد و را قبول کردم۔ و او مہرے سخت برد نام زد۔ و ہر روز بستید
چارہ کار من ہمیکرد۔ تا آنکہ بشت خاک مرا مانند یاقوت منور ساخت۔ اینک یاقوت منم
و آفتاب من کے است کہ از فروغ وے ایس عالم طلانی روشن است۔ غدا شہرے کہ
پاسبانش چاہا باشد و غدا کشتی کہ سنگرش چنین بود۔ اے آنکہ علم را صورت و
فضل را جسم و حکمت را دل و مدوحی را ثمرہ و دانش را افتخار بودہ۔ من کہ با جامہ لیشیں و کالبد
و گوشت اصفیہ پیش و پیش تو ایستادہ ام۔ الحق کہ بعد از حج الاسود و خاک ہمہ جز بردست تو
لب نہادہ و من بعد تا دقتیکہ زندہ ام و ہر کجا کہ باشم جز بر شکر تو قلم و کاغذ و دوات
نہ رانم۔

از سیاق بیان ایس قصیدہ چند نتیجہ استنباط میتوان کرد یکے آنکہ فی الواقع
ناصر خسرو آوازہ حیرت سیرت مستنصر باللہ راشنیدہ سفر مغرب اُمتیdar کردہ بود۔ و نیز از
طرز حکومت خراسان طرہ بق علمائے آنجا کرہتے میداشت۔ و احترام خویش بہ فضل و کمال
و بزرگی و سیادت خود از اہل وطن توقع نداشت۔ و سخنانے کہ مستنصر باللہ منکام ملاقات

بر او اتفاق کردہ آنچنان راز مائے سر بستہ بود کہ نا حاضر سر و کشف آن نمیتوانست کرد و نیز
 ازین قصیدہ مستفاد میشود کہ مقصود دوسے از زیارت مستنصر جز اکتساب سعادت و
 تحقیقِ راه حق و کشفِ مضلّات مذہب و رفع وساوس قلب چیزے دیگر نبود۔ و چون
 در سفر نامہ دیدہ میشود کہ حکیم موصوف ہنگام معاودت از مصر بفایت تنگدست بود و در
 عرضِ راہ چند جا بمعونت و یگراں محتاج شدہ بضورت میبایست تسلیم کرد کہ مطلب ازین
 سفر دور و دراز طلب جاہ و دولت نبود و قصائد بسیار کہ در حق مستنصر باشد انشا کردہ
 آنچنان نیست کہ شعرائے متعلق و چاپلوس در ستایش اہل دنیا وضع کنند بلکہ از تمامی
 مدائح دوسے کہ تافہیں پسین در حق مستنصر نوشتمہ ثابت میشود کہ اورا با کمالِ صدق و
 یقین و غایتِ خلوص ارادت امام مفترض الطاقہ میدانست۔

بالجملہ سرگزشت حکیم از آنوقت کہ سفر سے پایاں رسید تا آن زمان کہ فرمِ خراسان
 اورا بہ زندقہ و الحاد متہم کردہ بقصد دوسے برخاستند و از آنجا گرختہ بکوہستان بدخشاں افتاد
 در پردہ احتفا است۔ اگرچہ بعضے از وقائع نسبت بحکیم خاں نوشتہ اند کہ میتواں گفت بعد از
 سفر مغرب و جلالتِ وطن مرا در اردو دادہ باشند چوں رسیدن بہ بغداد و گیلان و رستمدر
 و دستہ با علمائے آل دیار بحث کردن و ہنگام مراجعت بصحبت شیخ المشائخ ابو الحسن خانی
 فائز شدن و بدست شیخ بیعت نمودن و چند مدت در خدمت ایشان روزگار گزارانیدن
 و اشال ذلک ایام ازینہا در نظر تحقیق و ثوق را نشاید۔ بہر حال منشائے خلاف اہل خراسان
 را بعضے نہیں نوشتہ اند کہ اورا کتابے است مسمی بہ روشنائی نامہ کہ از آفرینشِ عالم و
 حقیقتِ روح و اسرارِ تکوین در آل کتاب سخن را ندہ است و عرفا سرودہ کہ ہر زندقہ و الحاد و قائل
 ولالت دارو ازین سبب خلقے برخلاف او کمر بستند۔ و چون دیوان اورا ملا خطے کسبیم

ہم چیز ہائے بیارائیں قسم میاں ہم۔ یکجا از حشر جسمانی استبعاد میکند و جائے دیگر برو ضعیف
کائنات خروہ میگردد۔ و همچنین ہر گونہ وساوس خطرات کہ بر خاطرش میگذرد بالکمال بے باکی
و آزادی حوالہ قلم میسازد۔ اما اینہم چیز ہائے بایست سبب انکار مردم شود۔ چہ سنت مستمر
مشرکت ایران زمین است کہ غالب اوقات برخلاف قانون شرع نغمہ ہائے خالچ آہنگ
سریند و باخدا و اہل خدا شوخیہا کنند و لچوں اکثر احوال ایشان نہ از عالم حال باشد اہل شرع
حل بر بہرل کنند و حکم یَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ۔ ایشان را معذور و رانند۔ بعضی دیگر گفتہ اند
کہ او از علم غریبہ و تناسخ سخن میگفت و مقالات او از فہم علمائے زمان بلند تر واقع شد لاہر
در طبائع خاص عام از دو حشمتہ پدید آمد و قصد او کردند پس از خراسان سفر کردہ بجانب بلخ رفت
و آنجا نیز متواری بود تا آخر کہ ہستان بدخشاں افتاد۔ ایں سخن چند ائمہ غور کردہ شود سچ
استعدادے ندارد۔ چہ در طبقہ از طبقات اسلام جمعے کہ خلاف جمہور حشر نربان آوردند
از دست فقہائے زمان چہ جفا یا کہ نہ کشیدند و چہ بلا یا کہ نہ دیدند۔ اما اور اسے ایں ہم سہاب
سببے دیگر بود کہ سائر اہل خراسان را از جا در آورد۔ خاوند شاہ در روضۃ الصفا و تہ تیغیت او
صاحب حبیب السیر و بیتان المذہب نوشتہ اند کہ "امیر ناصرخون از مصر مراجعت کردہ
باز خراسان رسید مردم را بخلاف مستنصر و روش اسمعیلیہ و عورت میکرد۔ اعدا قصد دوسے
کردند۔ خوف و ہراس براو استیلا یافت و در جبلے از جبال بدخشاں پنہاں گشتہ بہشت سال
بر آب و گیاه قناعت نمود۔ ہر چند در سفر نامہ و لیلے روشن پریمدی یافت نمیشود۔ اما چنانکہ
بالا ذکر کردہ شد از نقد رائگا نمیتوان کرد کہ ناصر خسرو راہ آور دوسے کہ از مصر بائے اہل وطن
آورد و محبت علویہ مصر بود۔ و علی الخصوص از مناقب مستنصر باللہ سینہ و دل بسر برداشت
بسے از قصائد طول در بحر دسے انشا کردہ و ہم در سفر نامہ عدل داد و اورا بیش از پیر ستایش

نمودہ۔ وچنانکہ از مضمون قصیدہ مذکورۃ لہر متبادر میشود میاید بہ دعوت روشن سنجلیہ
و نشر مناقب ایشان اقدام کردہ باشد۔ و نیز در یک قصیدہ فخریہ بدین مطلب اشعارے کردہ است
جائیکہ میگوید

ازیر انظیم کے در نیابد کہ ہر اے آں بہر بے نظیم
نہ بس فخرم آں کہ امام زمان یا سوئے عاقلان خسراں سفیم

پس علمائے خراسان و اماراء التہر کہ با خلفائے بعد از غایت عصمت و شہتد و علمتہ مصر را خارج
خلافت وصال و مُقتل سے شرف و استہیں صدائے غریب را گوش کردہ با حکیم در آویختہ باشند
اٹالی ملک و ولایت و عہد را بخلاب وے برنجختہ حکیم نیز در بعضے اشعار خود و شہنی اہل خراسان را
بر دوستی اہل بیت بنا نہادہ است، جائیکہ میگوید

گرچہ مرا اہل خسراںی است از پس پیری و ہی و سہری
دوستی عمرت و خان رسول کرد مرا یسکی و ما ز نداری

راس و رئیس مدعیان حکیم یکے مفتی خراسان بود خفی المذہب و دیگر حاکم بلخ کہ در اکثرے از اشعار
وے روئے شکایت با ایشان است و قصائد بسیار کہ دریں خصوص گفتہ است دلالت دارد
برائیکہ تا آخر عمر از دوری وطن و جوارانی وطن مینالید و شب روز فریاد و نزاری میکرد۔ در
اشعار خود با ولایت خراسان خطاب کردہ میگوید کہ اے خراسان اگر حال تو بے من مبارک و
میسمن بہت بارے احوال من بے تو و گرگون بہت۔ مرا فرمایگان کہ از نماز خویش ساہون باشند
از خانہاں برآمدند۔ جہاناکیز و تعالی پشامت ایں فرومایگان خشم خود بر خراسان باریدہ است کہ
او با شے چند بے خان و ماں امروز در آنجا خان خاتون شدہ اند۔ آری دنیا بہشت کافر و زندان
مؤمن بہت و ازینجاست کہ تو راے حاکم بلخ و بلخ چوں بہشتی و من در میان محبوبین و محبوبان ہوں

تو از جہل و ملک پہچو فرعون و بن از علم در زندان مانده ذوالنعم - "و نیز میگید" - اگر اکنون فلک
 رام من نیست بیچ غم نباشد که بد تمارام من بوده است - اگر تن من از گلشن بدست گویا بش
 چو کہ از دل پر حکمت در گلشنم - مرا برگرشکی صبر کردن خوشتر از آن است کہ طعام از دست و ایگان
 دریابم - اکنون بر آن سرم کہ از این چادر رشت و شرف کہ مراد از دنیا باشد بالا روم و سبزه
 عدن یکے نزدبانے بر خرم کہ یک پایہ از صلوة و پایہ دیگر از صیام و شسته باشد - یکچند مراد و شیک
 ملک و مجلس سلاطین میدیدند - اما اکنون از گردش روزگار چیرے دیگر گشته ام کہ گوئی خود
 آن آب گل ندایم کہ پیش این دہشتم - چون فلک با من اینگونه بازیها کرده است بنابران
 از بخائے اودل پُر از کین رام - در آن سرم کہ از کین خود یکشم و امیدوارم کہ مستنصر باشد از خدا
 بر او لیائے شیا طینم نصرت دهد - و آن زمانہ بیوفائی پیشین من باز پیش من بندہ شود و فرود
 بفرد دولت مستنصر مجلس جز در کنار جزا نیابم - "و دیگر از این نوع گلے مائے درد مندانه در دیوان
 اشعارش بسیار است چنین مینماید کہ عقیدت مستنصر باشد و دوستی کہ در نشر فضائل و محاذ
 داشت بر حجت جاہ و دنیا طلبی او غالب آمدہ بود - چه بآنکہ علمے برخلاف او مکر بسته قصد ملاک
 او کردند و از خانجانش برانند و جاہ و اعتباریکہ در دولت عمد داشت بجای از دست داده بود
 باز تا دم آخرین ازین ترائد و کش خاموش نشدہ - اگر چه آن ہمہ جد و جہاد و ایم حیات وے
 کارے از پیش فرزدہ و در بادی انفس فرمود بر آن مترتب نشدہ اما در نظر رستم آتشے را کہ بعد از
 وفات وے بسیجی حسن صباح از مالک خراسان سر برزدہ و تا مدت بعد سال از پانہ شستہ
 اثر ہاں انگر افسردہ باید پنداشت کہ ناصر خسرو دہ لہائے مردم نہاں گذشتہ بود -

مع انقصہ بعد از آنکہ اہالی وطن با او مخالفت ورزیدند از خراسان گر خجستہ بزد و میگذا
 کہ از اعمال بدخشاں است و او خود را بدان نسبت میکی گفته است شتافت و سالیان راز تا نفس

و اپن ہمارا بجا بود و بعد از وفات ہمارا بجا مدفون گشت۔ گویند مردم آن فرماے با حکیم عتقاد
زیادہ دارند و مرقیہ اور اعظیم و احترام بسیار میکنند۔ بعضے اور اس سلطان مینوریند و بعضے
شاہ و بعضے امیر و حکیم۔ در بارہ مذہب اعتقاد و سہ اقوال مختلفہ رقم کردہ اند۔ رضا قلیخان
جمع الفصحاء اور ابراہیم حق گفتہ است کہ پیش و سہ منحصر و ہر طبقہ اثنا عشریہ است۔ اما ایہ
سخن خیالے بیش نیست۔ در سفر نامہ ہر جا کہ شیعیان را ذکر کردہ است چنان مینماید کہ ازین طائفہ
اجنبیت تمام دارد۔ یکجا نیز کہ بعضے سواضع شام میگید۔ "قبرانی ہریرہ آنجا است بیرون شہر
در جانب قبلہ ما کہ سہ آنجا زیارت نمودند و گفتن کہ مردم آنجا ہمہ شیعہ باشند۔ و چوں کہ سہ آنجا
زیارت رود کہ وہاں غوغا کنند و غلبہ بسیار کنش بندہ رحمت دہند و سنگ اندازند۔ ازین سبب
سن تو استم زیارت آن کردن" و چارلس شیفر در ترجمہ فرناویہ خویش چندیست از حکیم تھمن
انکار حشر جسمانی و جواب آن از محقق طوسی نقل کردہ است و از جواب کہ محقق نوشتہ پیدا است

کہ از حکیم ناصر از مؤمنین صادقین نمیدانست و ان ابیات دین است (ناصر خندہ)

مرد کے را بدشت گرک دید ز بخور و نہ کر گس ز غشاں

ایں یکے رید بر سر کسار و اں دگر رید در بن چاماں

ایںچیں کس بحشر زندہ شود تیز در ریش مردک ناواں

(محقق طوسی)

ایں چنین کس بحشر زندہ شود گر نمایند عنصرش جو جو

ز اولیں باریت شکل تر تیز در ریش ناصر خندہ

اما اینقدر بہتہ قابل تسلیم است کہ پسرش خواجه معین الدین خواجہ نور اللہ شوشتری در
مجالس المؤمنین گفتہ مذہب تشیع داشت و با آنکہ در دیوان ملک شاہ سلجوقی لازم بود۔ باز تفتیہ

نیکو رو و علامیہ بر طریقیہ اثنا عشریہ سلوک مینمود۔ ولکن قاضی موصوف کہ هیچ صوفی و حکیم را
در مجالس المؤمنین از خلعت تشیع محروم نگذاشته در حق ناصر خسرو هیچ نگفته است۔

دولت شاه سمرقندی میگوید کہ ناصر خسرو بعضی عارف و موقر و بعضی دہری طبعی گفته
اند۔ گویند بہ تمناسخ۔ و نیز میگوید کہ نصیحت شیخ ابوالحسن خرقانی را رسیدہ بہ تہا بیریانست و
تصفیہ یاطن شغل بود۔ اما هیچ ازین سخنان تا بہ شہادت مقرون نہایت قابل و ثوق نیست و

صاحب روضۃ الصفا و حبیب السیر اور از اسمعیلیہ محسوب داشتہ اند۔ و صاحب بستان اللہ از
باوجود این نسبت اور را چ دستتایش نیز کردہ و بنایت مقبیہ اسمعیلیہ شرعی دانودہ است۔ و حق
آنست کہ تا ہنگام مراجعت از فرغ فریب بر طریقیہ جمہور اہل سنت سلوک داشت و اکثر از عبارت
سفرنامہ برنمینی دلالت میکند۔ جناب عائشہ حدیقہ و عمر فاروق را بہ آدابیکہ شعائر سنیان است
نام بردہ است و سائر مناسک حج بروفق مذہب اہل سنت بیان نمودہ و در بعضی از اشعار او

ام کہ حضرت صدیق و فاروق و ذی النورین را بصدق و عدل جیاستودہ است۔ اما شک نیست
کہ در زمان اقامت مصر کہ سہ سال طول کشید و با مردم اسمعیلیہ معاشرت و مصاحبت اتفاق
افتادہ انقلاب عظیم در خواطر و افکارش راہ یافتہ۔ و اگر هیچ نگوییم اینقدر خود میباید تسلیم کنیم کہ رو
اسمعیلیہ را بدینمیانست و خلافت فاطمین را در برابر خلافت عباسیہ بہ استحقاق نزوکیستہ

مے پنداشت و علی مرتضی را بر خلفا کے ثلثہ تفصیل میداد و ائمہ اہل بیت را سہر شہیم علم باطن
و خازن اسرار شریعت میدانست و نیز متذہب بمتذہب کے از ائمہ مجتہدین نبودہ و تقلید
اہل تقلید را با بجا در اشعار خود نکویش کردہ و بہلاوہ آن بعضی از معتقدات خاصہ اسمعیلیان
نیز از کلاش مستفاد میشود مانند قول بہ نفس کلی کہ آذر امصرہ کائنات دانند و درین عقیدہ
از سائر فرق اسلامیہ متفرد اند کہ این اہل از اقیامات عقاید ایشان است و ناصر خسرو در نیاب

چنان فرمودہ است ۵

ترا نفس کلی چو شناسی اورا نگہ دار و از بھل و عصیان نیماں
کل از نفس کل یافتست آن خنایت کہ تو خوش منش گشتہ زان شادمان
زروسیم و گوہر شد در کان عالم چو پیوستہ شد نفس کلی بارگان
و دیگر چیز مایہ بسیار ازین نوع در دیوان اشعارش مینماید یافت اما چنانکہ اہل خراسان گمان
کردند ہرگز از ہنر قویم اسلام تجاوز نہ کردہ و بر اصول اسلام از توحید و رسالت و معاد تا دم
و اسپین ثابت قدم بودہ چنانکہ مینفرماید ۵

بنالم تبواے قدیم تدیر ز اہل خراسان صنیر و کبیر
چہ کردم کہ از من میرید شد ہنہ خلیش بیگانہ بر خیر خیر
مقرر بفرمان ہمیت است نہ انہاز گفتم ترا نہ منظر
بہ امت رسانید پیغام تو محمد رسولت بشیر و نذیر
نیاورد قرآن پیغمبت مگر جبریل آن مبارک سفیر
مقرر بمرگ و محشر و حساب کتابت زبرد ارم اندر ضمیر

این است خلاصہ آنچه متعلق بہ مذہب عقیدہ حکیم از کلام خودش مستفاد میشود۔ دور شنوی
منظر العجائب کہ منسوب بشیخ عطار است قدس سرہ فضائل مقامات و سہ آنچنان مذکور شد
کہ میباید اورا در مرہ عرفا و مصلین منسلک دارند۔ اما چوں در تذکرۃ الاولیاء کہ از مصنفات معتبر
حضرت شیخ است اشعارے بذکر حکیم نرفتہ۔ گمان میرود کہ شنوی مذکور از الحقائق باشد۔
چہ مستقدان نامہ خسرو ازین قسم سخنان در حق دے بسیار تر شیعہ اند۔ زکریا ابن محمود سنہ ۶۰۰
در جغرافیہ خود کہ آثار البلاد و اخبار العباد نام دارد در بارہ او چنان نوشتہ است کہ ”در علمت

حسام الدین ابوالموید ابن نعمان حاکم پنج چوں مردم از نوخت شہ نہ بجانب یک مکان شتافت و
 در آنجا بہ نیر وے و متنگاہے کہ در علوم غریبہ و تسخیر روحانیات داشت قلعه لائے منبع و ایوان کا
 رفیع برپا کرو۔“ ہمچنین در نہایت نامہ کہ بحکم نسبت کردہ اند۔ و حاجی لطف علیخان لکھنؤ جامع
 تذکرہ آتشکدن و بعضے دیگر تذکرہ نگاران در ترجمہ حکیم آنرا از اول تا آخر نقل نموده اند۔ ازین نوع
 دستا ہمائے بے ستر بن بسیار است کہ پنج با عقل و عادت و تاریخ و جغرافیہ آشتی ندارد۔ و در حاکم
 بسیار مافی قول حکیم است۔ مثل آنکہ در مصر بغداد و گیلان و ہندوستان ہر جا کہ رفتہ علی الفور بوزارت
 اختصاص یافتہ و ہر جمیع امور مالی و ملکی متصرف گشتہ۔ چہ ازین قسم اتفاقات بملاوہ آنکہ سفرنامہ
 تخیل آن می کنند۔ خلاف عادت روزگار نیز باشد۔ یا آنکہ روحانیات را تسخیر کردہ ہر کاریکہ
 میخواست مامور میداشت و آنہا در طرفہ العین ان کار را بہ انجام مے رسانیدہ نہ حتی آنیکہ کجا
 مرتب از آسمان فرود آمدہ ہر جب خواہش حکیم سیمہ نظر را بتقل و راورد۔ یا آنکہ رسیدن حکیم
 از مصر بہ بغداد و در عمدہ القادریان کہ با تاریخ مہانت کلی دارد۔ چہ وفات علیقہ مہ صوفیہ سال
 چارصد و بست و دو و مراجعت ناصر از مصر در سال چارصد و چل یک اتفاق افتادہ۔ یا آنکہ
 در بعضے از مجالس عراق قاریابی را در بحث حشر و نشر الزام صریح دادہ بود و حال آنکہ تاریخ ازین معنی
 روایا می کنند۔ زیرا کہ ہیکل از مشاہیر اسلام غیر از ظہیر الدین شاعر کہ مایہ قزل ارسلان است بقیہ
 قاریابی شہرت نہ داشتہ و او اصلاً متعاصر ناصر خسرو بنوہ۔ چہ وفات او بعد از وفات ناصر خسرو
 یک صد و ہفدہ سال واقع شدہ است و اگر گنید کہ مراد از قاریابی حکیم ابو نصر قاریابی است۔ پس
 غلطی آن ظاہر تر است زیرا کہ ابو نصر را وائل ماتہ را بہ از دنیا رحلت کردہ و ناصر خسرو را و اخر
 قرن مذکور خلعت ہستی پوشیدہ پس معاشرت چگونہ صیرت بیند و با قطع نظر از اصل ابو نصر از
 قاریاب است نہ از قاریاب۔ یا آنکہ روحانے را چوں براہلک بادشاہ ملاصدہ در گیلان برگذاشت

و حال او متغیر گشتہ شریف برہلاک شد و خواست تا بحیلہ اذکیلان بیرون رود پس از پیکر
حضرت طلحہ تا گیا بمیکہ آن مرض را علاج بود و در صحرائے دمشق یافت میشد و دمشق رفتہ بہ
مکہ بیمار و حال آنکہ مسافت در میانہ کیلان و دمشق کمتر از ہزار و پانصصیل انگلیسی نخواہد بود۔
بعلاوہ اینہمہ ثمرات و باطیل وجود ملاحظہ در ایران چنانکہ در رسالہ مذکور تصریح رفتہ است ہرگز
در عہد ناصر خسرو نہ وہ۔ چہ حکومت اسمعیلیہ مشرق کہ بہن بعد ملاحظہ و باطنیہ و سوم گشتند و
ممالک ایران در سال چارصد و ہشتاد و چار بود آمدہ است و آنوقت ہر وفات ناصر خسرو سال
گذشتہ بود۔ و اما تسمیہ ایشان با سبب ملاحظہ پس اواخر قرن سادس واقع شدہ۔ ہمچنین چہیزمانے
بسیار و در رسالہ پنجمان است کہ در نظر تحقیق بجای نئے ازو۔ صاحب نشان المذہب در حق
اِس رسالہ میگوید کہ بعضی از اُجہال ندامت نامہ ازو بہ باب مباحثت با اسمعیلیہ الموثیہ ساختہ اند
و حال آنکہ اوتابل اسمعیلیہ مغرب است با الموثیہ موافقت و مصاحبت نہ داشت این است آنچه
باب ناصر از اسمعیلیہ شنودہ و در کتب تواریخ دیدہ شد۔

غالب آنست کہ بعد از وفات حکیم بعضی معتقدان او چون دیدند کہ فقہائے زمان او را
بہ زندقہ و الحاد متمدد اند بہ نیکی از ویاد نہ کنند۔ آنوقت اِس افسانہائے بے سر و بن وضع کرد
باشند۔ چہ اکثر ازمقدمات کہ در ندامت نامہ مذکور تہید یافتہ ابرائے ساحت حکیم از الزامات
علماء و فقہائے آن زمان میکند و چون عادت پیشینیان اُس بود کہ ہر کراہیگریہ و گاہ آئی
و ایستہ و نہ ہیں بزکر صلح و تقوای و صدق و عدالتش قانع نمیشد نہ بل بہ اموریکہ
فوق عقل و العادہ باشند نیز متصف میافتند۔ لاجرم قصہ ہائے فکوف و افسانہائے غریب آن
میانہ موج نمود۔ اما بابائہم خرابی ہا کہ مذکور شد بعضی از عقائد صحیحہ متعلق بہ سیرت حکیم ازین لہذا

۱۔ الموت نام قلوبیت در فرسان کہ ابتدا توسط اسمعیلیہ مشرق از آنجا شدہ و ازین سبب معیہ بابان ایران الموثیہ خواندہ حالی

استخراج میتوان کرد۔ از انجمله یک نوشتن تفسیر بر قرآن مجید است موافق اصول مذہب اہل علیہ السلام
از سالہ مذکور سبب ارتکاب این فعل چنان معلوم میشود کہ چون در قلمرو ملاحظہ رسید و ایشان برابر
دست یافتند۔ بادشاہ ملاحظہ اورا برین کار مجبور ساخت و در صورت ہستماع بقتل تہدید کرد
پس بخوف تلف نفس و خست شمرع بر نوشتن آل اقدام نمود۔ اما چنانکہ بالا ذکر کردیم آنوقت طائفہ
ملاحظہ در مشرق زمین سیح وجودی نہ داشت۔ پس معلوم شد کہ تفسیر مذکور در حالت اختیار نہ
از دستے اضطرار نوشتہ بود و مدتہا بنام ناصر خسرو شہسوار شستہ و رنہ کسے را کہ در صدر
رایر اسے نفس حکیم از طعن ستمیہ بابت باشد چہ ضرر بود کہ تفسیر مذکور را با او نسبت میکرد۔

اکنون باز بر سر سخن رویم۔ در تاریخ وفات حکیم نیز مانند سال ولادت او اختلاف کردہ اند
دولت شاہ سمرقندی میگوید۔ در سال چار صد و سی و یک اتفاق افتادہ اما سفر نامہ وے
بہ بطلان آل گوہی میسر ہد۔ چہ سفر مغرب خود در سال مزبور واقع نشدہ بود۔ تا بسفر آخرت چہ
و طامنہ لیم بیل در منقلح التواریخ سنہ چار صد و چہل و یک نوشتہ است۔ این قول نیز چہ
قول سابق درست نیست چہ برین تقدیر لازم آید کہ مدت حیات او از اندہ چہل و ہفت سال
نباشد و لکن قصیدہ کہ در شصت و دو سالگی گفتہ در دیوان اشعارش یافتہ ایم۔ و این دہستہ
از انجا نقل میشود۔

گر تنم از گلشن دور ہست من از دل پر حکمت و گلشنم
شصت و دو سال ہست کہ گوہ ہے روز و شبان گردون را و نم

صاحب حبیب السیر میگوید کہ ایام حیات ناصر بقیہ صاحب تاریخ گزیدہ از صد سال متجاوز بود
و صاحب جمع الفصحا گفتہ کہ یک صد و چہل سال عمر یافت و در سنہ ۳۳۵ بعالم باقی شتافت و با
شیخ الرئیس ابو نصر ملاقات و مقالات نمودہ۔ اما اینہم اقوال از پیرایہ صحت عاری و از زیور تحقیق

حاصل است و صحیح ترین اقوال آنست که حاجی خلفا در تقویم التواریخ نوشتہ دآن سال چارصد و ہشتاد و یک از ہجرت خاتم الانبیاء است (علیہ التحیۃ و الشہداء) و نیز ازین کتاب معلوم میشود کہ وفات حکیم ناصر خسرو در ملت جہانناشیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہر وی در یک سال واقع شدہ و برین تقدیر عمر حکیم ہشتاد و ہفت سال بر سہ آید۔

از مصنفات حکیم کے ہر ہشتاد و ہفت نامہ در نظم و دیگر کثر تحقیق و زہر شہرت دارد اما چہ کہ بلکہ خطہ میکنیم اور اخیر ترین نیز تصنیفات بسیار است انداخجلی کے کتاب النہامۃ فی زاد القیامۃ در لغت تازی است کہ چارلس شیفہر در ترجمہ خود ذکر ایں میکند و میگوید کہ ناصر خسرو در ایں کتاب اظہار اندہ است و انتحال از زلات و خطایاے خود کردہ است و در بادی النظر چہاں مینماید کہ بنیاد ایں بر خیالات بحث افکار لاطال است اما اگر بغور دیدہ شود بعضی افادات جلیلہ و اقیقہ نیز از ایں استنباط میتوان کرد۔ و میر تقی کا شنی آنرا از تازی بہ پارسی ترجمہ کردہ است۔ "و صاحب کلمہ کہ از جملہ کتابہائے او در نظم گویاے موسوم بہ سعادت نامہ نشان دادہ است۔ دیگر احوال ایں پنج نموشدہ۔ و در ضمن رسالہ کہ سخن در تعلیط ایں بالگذاشت۔ مصنفات عدیدہ با حکیم نسبت شدہ است چون کتاب مستولی در فقہ و زاد المسافرین در معقولات و قانون عظم و دستور العظم و تفسیر قرآن مجید و امثال ذلک۔ اگر چہ مضمون ایں رسالہ اصلاً قابل التفات نیست اما غالب آنست کہ مردم آنوقت ایں کتابہا را از افادات حکیم میدہستند و نہ نسبت چہرے کو و جوہر نیاشد با ہر کسیکہ علما منکر او باشند۔ چگونہ صورت عے است۔ و حکیم نیز بر بعضی زین کتابہا در شعر افتخار کردہ است۔ چنانچہ میفرماید۔

ز تصنیفات من زاد المسافرین کہ معقولات را اصل است قانون
اگر بر خاک افلاطون بخوابند شاخو اند مرا خاک فسطاطون

دیگر از افادات دے ایں سفرنامہ است کہ در دست داریم راجحی کہ بسیار مستحق
 مبحث و ستایش است۔ سادگی الفاظ و راستی بیان کہ دریں سفرنامہ دیدہ میشود گواہ نمیشود
 است کہ صنعتیائے ہمزہ و مبالغہ نامے دوران کار کہ من بعد در منشآت ایران بکلی راہ یافتہ
 تا قرن خامس پہنچ وجودے نہ داشت۔ در تمامی سفرنامہ کمتر واقعہ بر خلاف عقل و عادت ذکر
 کردہ است۔ و اگر چیزے ازیں قبیل مسموح افتادہ بضروت روایت کردہ عمدہ آں برای
 گذشتہ است۔ در ذکر دای جنہم کہ در فلسطین است میگوید۔ "مردم عوام چنین گویند ہر کس
 بسر آں وادی شود آواز دوزخیاں شنود کہ صدا از آنجا برے آید۔ من آنجا شدم اما چیزے
 نشنیدم۔" و در آخر سفرنامہ چنان تصریح کردہ است کہ "ایں سرگزشت آنچه دیدہ بودم
 برستی شج و آدم و بعضے کہ بروایت شنیدم اگر در آنجا خلائی باشد خوانندگان ازیں ضعیف
 ندانند۔ و موافقات و ٹکوش نکند۔" ہر چند در ہر واقعہ سہ خانہ نظر کردن و با سبب نتائج
 آں و رسیدن و از جملہ مشاہدات حوادث مُنتجبہ را القاط نمودن و حوادث عقیمہ را از میان
 انداختن و از رسوم و عادات انالی ہر ملک خصائص ایشان تحقیقانہ سخن راندن کہ امر و زور
 روزنامہ ہائے اروپا دیدہ میشود و دریں کتاب کمتر است فاما در زمانے کہ ایں روزنامہ توہم
 شدہ علم و معرفت مردم در دائرۂ بغایت تنگ محدود بودہ و سرمایۂ آنکہ در ہر باب رائے میتوان
 زد از آنچه مشاہدہ رود و با سبب نتائج آں پے میتوان برو در دست نہ داشتند۔ پس ہر قدر کہ
 از قلم ناصر خسرو دریں زمانہ تراوش یافتہ مزیدے بر آں تصور نمید۔ و مع ذلک تا امروز
 در زبان پارسی ایں نوع گذارش واقعات و تصویر مشاہدات سرگزیدہ نشدہ۔ بالجمہ ایں
 سفرنامہ نیز مانند سایر تصنیفات حکیم دریں ممالک ندرتے تمام داشت و دریں جنوزمان جز
 در کتاب خانہ سردار مورخان روزگار جناب مستطاب نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر

دہلوی رئیس لیا و بیچ جاویدہ نشدہ۔ امام سال ہزار ہشتصد و ہشتاد و یک سجدی پارس شریف
نام یکے از افغانل اروپا بتوسط بعضے از شناختگان دولت انگلیس آن نسخہ را از آنجا طلب
داشتہ و در لغت فرانسی ترجمہ کردہ اصل ترجمہ ہر دور اور محروسہ باریں دارالملک فرانسی طبع
ساختہ است جنین سینما بد کہ اکثرے از موزر خان و تذکرہ نویسان کہ در مصنفات خود بکر حکیم
پرواختہ اند ازین سفر نامہ بہ خبر بودہ اند حتی اینکه ہیچکس امداد و عہد طغرل بک و جغربک نشا
ندادہ و بسیاری از واقعات برخلاف این سفر نامہ نوشتہ اند۔ و بعضے از ایشان کہ سفرنا
را از جملہ تصنیفات و سہ شمرودہ اند غالباً اثر ابچشم خود ملاحظہ نہ کردہ۔ و آنچه حکیم نے سفر نامہ عز
سفر مشرق ظاہر نمودہ معلوم نیست کہ از قوت بقول آردہ یا نہ۔ اما از بعضے عبارات این سفرنا
پیداست کہ در لامور و ملتان رسیدہ است +

از مطالعہ این کتاب ثابت میشود کہ نویسنده آن بہ علم و فضل و تفصیل نظر درستی گفتا
و متانت بیان و ذوق تحقیق موصوف بودہ و اگرچہ در او اہل حال ہم بقاضاے سن و ہم حکیم
اسباب تنعم عفاف و تقویٰ کمتر داشت و بر شرب خمر مغیبت میکرد۔ اما در آد جنس عہد
شباب بتوبہ و انابت موفق شدہ ترک حشمت و جاہ گفت و بروایت علم و ذخیرہ دانش فتا
کردہ و اسن از تعلقات روزگار برچید۔ و برخلاف مشایخ عہد ما کہ ہر گوشہ مسجد و زاوہ خانقاہ
سیر نفس و آفاق کنند و از ریج عزلت پابیرون کشند مردانہ بر سفر بلا و امصا رہ مشاہدہ عجا
قدرت آفریدگار کرمیت برست +

دیگر مر حکیم موصوف را دو دیوان اشعار است یکے عربی و دیگر پارسی۔ دیوان عربی را صاحب

۱۵۰ این نسخہ دہمہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ بہ کتابت درآردہ و دستہ در کتابخانہ خان اعظم مرزا عزیز کوکناش محفوظ
ماندہ کہ یکجا حاشیہ بقلم خود ثبت فرمودہ است و آن متعلق بہ تجدید ہیئت مسجد نبوی است کہ در سنہ ۱۱۰۰ ہجری واقع شدہ ۱۱۰۰

تذکرہ مجمع الفصحاء از جملہ تصنیفات دے شمرده است و دیوان پارسی کہ مشتمل است بر چندین ہزار
بیت در ایران چاپ شدہ بین الناس متداول است۔ در بقیم این سطور مجموعہ منتخبے از ان ہنگام
تحریر این اوراق از کتابخانہ سابق الوصف بہ دست آورده است۔ بے حجت تخلص میکند
ایمانانانہ صمد نامہ خسرو نیز بحسب ضرورت و شعرے آورد۔ غالب اشعارش قصائد و مقطعات
و ستمش با سخن نامہ شعرا بیچ نہیاند۔ در یک بیت ندیدہ ام کہ از عشق و جوانی حرفے گفتہ یا بیچ
اہل دنیا بلے آلودہ باشد۔ مجموعہ دیوانش مشتمل بر مثنویات و رباعیات و مثنویات و مثنویات
و مثنویات و حکم و اسرار و تکوین و حکایت ابنائے نساں و نظم علمائے عالم است و غالب اشعار
در بحر و غریبہ قلیدہ الاستعمال گفتہ۔ اگرچہ عامہ گفتارش نمک کستہ دارد۔ اما بلاغت شاعرانہ را
باجزالت حکیمانہ جمع کردہ۔ و قدرتے کہ بر ادائے مطالب عالیہ و نظم و ستم و شعر و دیگران
ہم نتوان یافت۔ قدریسیرے از کلامش در اینجا نقل میشود۔

در نکویش ابنائے روزگار

گوئی مرا کہ جوہر دیوانی آتش است	دیوان این زمانہ از گل شستہ نہ
جز آدمی نرزد از آدم و دیں جاں	اینہا ز آدم اند چرا جملگی خس نہ
و حواسے کنند آنکہ بر ایم زادہ ایم	چوں نیک بنگری ہمہ شاگرد آفند نہ
خویشی کجا بریم کہ از بہر لقمہ	ایچا برادران ہمہ خصم برادر نہ
نہ کافرے بقاعدہ نہ موئے بشرط	ہمہ صحبتان من نہ سلمان نہ کافر نہ
ہاں تا ازیں گردہ نباشی کہ در جاں	چوں گاؤے خون بد چو گرگان ہمہ نہ
اس سنیان کہ سیرت شان نفیست جبر	حقا کہ دشمنان ابو بکر و عس نہ

و آنانکہ بہت شاں بہ ابائیگر دشمنی
چوں دوست اند چون بھگی خصم خدیند
گر ماقالی زہر و دجاعت سخن گوے
بگذار شاں ہم کہ نہ افلح نہ قہر بند

در وصف قلم بطریق لفظ

اے زودین لاغر گل خوار سپہ کار
ہموار سپہ نمزش بپزند ازیراک
تا نمزش نبتری نہ کند میل برفیق
چوں آتش و دوست سپہ کار لیکن
ہر چند کہ ز دوست سخناش سپاہ است
گنگ ست چو شد ماندہ و گویا چو روان گشت
مرغ است ولیکن بے پر ازیراک
مرغ کہ چو دوستت جنبید بپسند
تیرے است کہ سو فارش در رفتن پیش است
اقرار تو باشد سخش گر چه روانیت
و شوار بود بانگ تو از خانہ بہ دلیند
دوست خردمند ہمہ حکمت گوید
راز دل من بارے یکسر ہمہ با دوست
اے مرکبِ علم و سخن حکمت لیکن

ز دوست و زار است چنین باشد گل خوار
ہم صورت بارست و بپزند سیر مار
چوں نمزش بپری برو و زودنگہ نثار
اے ز آب شود زندہ و ز آتش پھر زار
گر چه سخن خلق سپیدیت بہ گفتار
زیراکہ جہانیت ز گفتارش رفتار
خروش ہمہ قار آمد و رفتش بہتار
در جنبش او عقل ترا مردم ہوشیار
ہر چند کہ ہر تیر سپس دارد و سو فار
درویں کہ گے از کس دیگر کند استار
آساں بود آواے وے از بلخ بہ بخار
جز ترا نہ بخاید ہمہ و دوست بگسار
زیراکہ این است و سخندان بے آزار
انگشت حسد و مند ترا کہ بیدار ہوار

در پائے تو بسیار یہ از دیبہ رومی ہر چند کہ دیبائے تر نیست خسرید

در انجام کار دنیا

ناخبر خسرو بر ہے میگذشت مست و لایعقل نہ چون منجوار گل
دید قبرستان و مہتر ز رو برو بانگ بزد گفت کائے نظر گل
نہست دنیا و نہشت خوارہ میں اینش نہشت اینش نہشت خوار گل

در مو عظمت

تمیز و ہوش فکرت پنداری چوں داد ترا خیرہ خیر باری
تا کار بندی انہمہ آلت را در غدر و مکر و حیل و طراری
دار برفت مفلس ازین عالم با او نہفت ملک و جہان داری
بارے چون نگاری و دانش نہ گوئی مگر کہ صورت و یواری
مردم ز راہ علم بود مردم نہ زین تن مصور و دیداری
تا خاشی میان حسد و مہداں مروے تمام صودتی و کاری
لیکن کہ سختت پدید آید کہ جان و دل ضعیفی و بیماری
گوئی کہ از نژاد بزرگانم گفتاری آیدی تو نہ کرداری
بے فضل کمتری تو ز کج شک گرہ ز پشت جعفر طیار

خطاب بہ آسمان

کار و کردار تو اسے گنبدِ رنگاری	نہ ہے بینم جز بکر و ستمکاری
زین بدخو را مانی کہ مرا با تو	سازگاری نہ صوابست نہ نیرازی
نیستی اہل و سزاوارستایش را	نہ نکو ہمش را زیر کہ نہ محنتاری
زینہارے پس لیں گنبدِ گرداں	جز یکے کارکن و بندہ نہ پنداری
ما خداوند ترا خانہ گفتاریم	گر تو اورا نسلکا خانہ کرداری
مور و ماہی را بر خاک و بدیاد	نیست پناہاں شدن از تو بشتاری
گر بے نعمت و ایم طلبی احدا	بندگی کن - بہ درستی و بیبای
ایں یکے جادو بیکار نہ ہوں گیرت	چند گروی سپس او بہ بکساری
سیرت زشت نہ اندر خوراک و راست	سیرت خوبت کو گر تو ز اسراری

بہ خوشے خوب چو دیباؤ چو عنبر نشو

گر چہ در شہر نہ ترازو نہ عطاری



ترجمہ بعضہ از مقالات حکمائے اروپا از انجلیسی پاری

- ۱۔ کیکہ اصلاح گفتار نیاید مانند آنکس کہ مرکز لب از گفتار نہ بند و خطاب را نشاید۔
- ۲۔ خوب سندان را کہ هیچ گاہ جز بہ ستایش خود حرف نمیزنند۔ لب از گفتار نتوان بست۔
- ۳۔ نگوئی دیگران راست دون خود را و نگوئی آنرا شریک و مأمورین است۔
- ۴۔ یک سخن طبیعت کہ بار بار بزرگان را بہ اصحاب را ملول سازد۔
- ۵۔ کیکہ پیش اصحاب غیر از سرگذشت خود سخن نگوید۔ اگر چه نفس خویش را فربہ میدان و دلان
- اصحاب را جرات است نئے افزاید۔
- ۶۔ کیکہ عقل حقیف دارد و است کہ نمیشد اندیشد۔
- ۷۔ پادشاهان بزرگان را بہ صفاتے کہ ندارند ستایش کردن ایشان را گناهان تخمین و کون
- ۸۔ جوان کہ رہنمائے جوئے باشد مانند نایبائے است کہ بایناراراه نمایند چنان کہ ہر دو از پا
- در آیند یا بہ چاہ و رفتند۔
- ۹۔ شرط دوستی دوست را بہ عیب او مطلع گردانیدن است نہ از عیب خود آگاہ نمودن۔
- ۱۰۔ کسیانیکہ فریب ما خوردہ اند و چشم ما حشر بنمایند۔ چنانکہ ما فریب دیگران خوردہ و چشم خود
- چشمے نمایم۔
- ۱۱۔ کسیانیکہ حال او موافق خواہش ادا شد ہر آئینہ خورسند و خوشدل میتوان گفت اما ہنومند
- نمیتوان گفت مگر آنکہ خواہشمائے خود را موافق حالت خود کردہ باشد۔
- ۱۲۔ کیکہ از دولت قناعت و وسعت بیج ندارد۔ از سہ رفیق و مساز محروم است۔
- ۱۳۔ کیکہ بظلمتے دیگران نے بخشاید رخسہ در آن پلے اندازد کہ خود او را از آن عبور نماید کرد

چراغِ پیکس از خطا معصوم نیست *

۱۴- بہر کس فرزندانِ رادے تنگی و عسرت برائے آن میگذارد کہ بیوہ او پس از مردن او خوشحال و فانیع البال باشد۔ گوئی شائے سرسبز را قطع مے کند تا شلخ خشک را سرسبز کردہ باشد *
۱۵- زنہار دوست چہارم آنکس نہ شوی کہ پیش از تو ستہ کس را دوست گرفتہ ہر ستہ را از دست دادہ باشد *

۱۶- عہد پیری بشایستہ ترین وجہی بسر بردن جز فاضل را میسر نیست *
۱۷- بر اکثرے از خطا ہائے دوستان کہ خردہ نمے گیریم از برائے آنست کہ آن خطا را دگر
ماہیچ خلل نمے اندازد *

۱۸- حقیقت حال یک کس تفصیل و تسنن مشکل تر از آن است کہ احوال کا قہ ناس بہ احوال دانستہ باشد *

۱۹- عیبی کہ نتوانی از خود دور کنی در چشم تو جز ہنر نہاید *
۲۰- بہر داعیہ کہ نفس در خاطر مردم برے الگیر و آخر و روتے از اوقات فرو مے نشیند۔ اما داعیہ محبت خود پسندی و امانا ہمنہاں متحرک می باشد *
۲۱- کسانیکہ استخفاف مال و دولت میکنند بسیارند اما کسیکہ ترک مال و دولت بگوید حکم عطا و ارد *

۲۲- در زندگانی دنیا بیضے از حوادث چنای واقع میشود کہ تا خورد را بہ تکلف احمق نہایم نہ تو کہ از سور و عواقب آنہا محفوظ باشیم *

۲۳- ستایش خلق را سزاوار بودن آسان ترست کہ از مذمت ایشان محفوظ ماندن۔ چہ آن بہ یک فعل پسندیدہ جاہل میتوان کرد و ایس خبر بہ اجتناب از تمامی افعال قبیحہ و سائے

اقوال نامرتبیہ صورت نمیتواند بست *

- ۲۴ - باہر کہ دوستی و زیدی ہموارہ بر دوستی او ثابت قدم باش *
- ۲۵ - بیچ فریب بدتر از آن نیست کہ کسی را امیدوار کردہ باز نا امید گردانی *
- ۲۶ - بیچ چیز در چشم مردم خوش تر از آن نئے نماید کہ کسی صنون ایشان باشد و بیچ آواز در گوش ایشان شیریں تر از آن نئے آید کہ نغمہ شکر احسان ایشان سُر بلند *
- ۲۷ - معنی خوش را آشت کہ کسی را بجا سنے کہ نذر دوسو سو ف گر داند پس دانا باید بہ سخن خوشامد گویاں از جان و دل بھنغا تیکہ بہ دروغ بر و سہ بستہ اند خود را بحقیقت متصف گویاں *
- ۲۸ - علی کہ تحصیل آن واجب است تقلید نیک کرداران ست و بس *
- ۲۹ - برو یگران خسروہ گرفتن آسان ست اما بر خودہ گیری دیگران صبر نمودن دشوارہ *
- ۳۰ - رازیکہ با دیگران در بیان سنے نہی و دیگران را تکلیف اخلاصے آں مدہ *
- ۳۱ - یکہ نسبت کبر بہ دیگرے میکند بہ یقین دہاں کہ خود متکبر ست *
- ۳۲ - چند آنکہ مے پیئمہ تجکس از کبر خالی نیسیا بیم گویاں خلعت چوں اعضائے بدن در ہر کس از ہر آن آفسردہ اند تا ہاں ویلت از تنگ عیب ہما کہ دارند ستادی نشوندہ *

ترجمہ تہذیب بعضی از مضامین نفسیہ محاسن الاخلاق مرتبہ خانجانہ اشرف العلماء
مولوی کار اللہ مرحوم از اردو و پارسی حالتہ ایران

کبر و خود پسندی

طبع انسانی چنانکہ مائل بہ کبر و خود پسندی است بہ بیچ کین خصائل نیست - اس صفت در ہر کس

بزرگ دیگر جلوہ میکند و ہر جانب کے ہر گاہ ظہور میں نہاید۔ تا جتنا کہ گفتہ اندہ معجز ترین مردم
آنست کہ ازین صفت برایت خود میکنند و از عجائب خواص انسانی آنست کہ با آنکہ بچکس از
شائبہ این زوہیت خالی نیست ہر گاہ اثر سے ازاں دور دیگران مشاہدہ میسود و برایشان نفیر
نے گفتہ وز بان طعن راز میسازند و تعجب بر تعجب ملاحظہ فرمائید۔

بعضے از حکما گفتہ اند کہ متکبران و خود پسنداں را بچکس دوست نہیں باشد۔ فریاد کہ
دوستی را مساوات طرفین شرط است و ایشان بر مساوات کس را رضی نہ شوند۔ بچکس بچکس
ایشان را ناصح نمیتواند شد۔ چہ ناصح باید و مرتبہ از مخاطب افضل تر باشد۔ و ایشان فضیلت
و برتری کس بر خود منظور نیست۔ چنانکہ قیمت اسب در عطبل نسبت بہ نجاش بیش میںماید۔ بچکس
مرد متکبر خود را در نظر خویش بہ نسبت آنکہ چشم دیگران است بالاتر و گردن قدر تر سے سجدہ سے
جز خوشامد گویان چالو ساں کے را دوست نہیں دارد و یا بزرگان عداوت و از خردوان نفرت و دشمنی
و ہمہ راں را حقیر شمردن خاصہ دوست ہے۔

حکیمے گفتہ است کہ "عاقلان لباس را باندازہ بدن سازند و متکبران بدن را در خود
لباس یعنی آنہا چنانکہ ہستند بچکس خود را ظاہر سے کنند۔ و اینہا از انچہ ہستند بزرگتر و اینہا
مرد باید گاہ گاہ در اوقات فرصت بحال خود پرواختہ سے اندیشیدہ باشند کہ وجود ایں بیکر
خاکی کے سنے ہر انسان است یا ایں فضائے بے پایاں کے مشتمل ہر عوالم بے شمار و ستراسر سنے
زمین در عرصہ آن ہیچ در حساب است چہ نسبت دارد؟ ہماں پوچھو کہ مرد ہوے کہ بھرا ہی
چرخمائے ارا بہیے اعتبار در گردش باشد۔ روز و شب و شام و گچاہ بے قصد و ارادہ
باہو اے جو تیر قص کنان چنچ زنان میسود و مانند سداے کہ از تار طنبور خیزد و دریں بیکر
بیکراں پیوستہ در شناسات پس چیزے را کہ حقیقت او انچنین باشد کہ میرسد کہ تلج غوغا

بر سر نہادہ بر ابنائے جنس خود کہ زود با ایشان در خاک گور برابر خواهد شد برتری و تفوق چنانچه
 آیا نمیدانند کہ او نیز چون سایر بنی نوع خود با انواع حیث خطا گرفتار و بغایت مسکنت موصوف است
 و عارضه از عوارض بشری چون ملال و کلال و خوف و رجاء و شادی و غم آفتابان نیست کہ بد
 عارض نشود و قوتی کہ بیمار شود چون دیگران بچانه و علاجش احتیاج مے افتد و ہر گاہ کہ خواهد بود
 چون بچہ لگاں و مسکینان زیر خاک پنهان کردہ خواهد شد۔ چوں صورت بریں منوال است
 چہیزے لائق تر بہ شان او غیر از تواضع و فروتنی و عجز و انکسار نباشد پس آدم خاکی نہادہ باید
 کہ نگاہ نفس بر عذر باشد کہ بچہ را بعد گوئہ ریوشتگ فریفتہ از انچه ہست برتر و بزرگتر
 در نظرش جلوہ گر میسازد۔ چنانکہ و اعطے بہت گفتار احکامیت کند کہ چوں از وعظ و تذکیر فارغ
 شد از بالائے منبر فرود آید و سامعین بر فصاحت گفتارش صدائے تسبیح آفریں از چارہ
 بلند کردند گفت اے عزیزان دیگر بجز و ستایش شما حاجت مانده است۔ چہ پیش از آنکہ
 از منبر فرود آیم شیطان باریں ترانہ دکش ہر دو گوش مرا پر ساختہ از وج و ستایش دیگران بے
 گردانیدہ است۔

شجاعت

کسانے کہ بکلم حرص و حبت چاہ خود را در مہالک و مخاطرات کنند بہ شجاعت و جہانمردی
 موصوف نتوان کرد۔ مانند آنکہ در کوہستان سفر دور و دراز از ہر آن خستہ پار کنند کہ بر معدنیات
 دست یابند۔ یا بلبل غیر متہنہ را کہ تاب مقاومت با اسلحہ جہانمردان ایشان ندارند حلقہ اطاعت
 و رکوش و طوق غلامی در گردن اندازند۔ ہر آئینہ ایشان را بجائے آنکہ شجاع و بہادر نام نهند۔
 رہبرن و قزاق خواندن اعلیٰ ترست۔ چہ شجاع بحقیقت آنکس تو اند بود کہ محض نفع خلایق
 انواع و جنس و مشائخ بر نفس خود گوارا کند و جان عزیز را در موانع خوف و خطر اندازد۔ ہمیں نوع

جو افراد ہوں وہ اندیکہ مجسمہ ہائے ایشان و صنم خانہ ما نہادہ اند و عبادت خانہ ما بنام ایشان
طرح افکنند اند و تماثیل انہا را قابل پرستش اعتقاد مینوہد *

مناصب جليلة

آنماکہ بمناصب جليلة سلطانی فائز میشوند بحقیقت سہ چیز را بر خود خداوند میسازد
یکے سلطان را کہ آزادی نفس خویش بدست او فروختہ اند و عثمان اختیار خود و رقبہ
اقتدار او سپردہ - دوم شہرت و ناموری خویش را کہ ہر چہ منافی آن باشد زہار گردان
نگردند و جز بکارے اقدام نکنند کہ مقتضای شہرت و نام و ننگ تواند بود - سیم فروغ
منصب خویش را کہ یک لحظہ از فکر آنها نتوانند آزاد شوند - همانا طالب منصب آزادی
خود فروختہ بعبودیت آن حکومت بروی گراں میخورد - و اختیارات خویش از دست دادہ و بگریا
اختیار حاصل میکند - تا بہ منصب مطلوب نرسد - انواع رنج و تعب نصیب او میباشد
و چون ہاں فائز گردہ - آن ہم رنج و تعب یک بارہ میشود و اگر کار بمغز دل کشی پس
حیاتش تلخ تر از مرگات گشت *

مرح و ستایش

مرح و ستایش عاقلانہ ناس کہ از صورت بہ حسنی راہ نبودہ اند - میباید از صدق
راستی ہر اصل و مدتر باشد - چہ بکنہ حقیقت کمالات پے بردن و مدایج کمالات را از ہم تمیز
دادن از حد فہم ایشان بالاتر است - پس غالب مرح ایشان بر کمالات و وجہ او نے از بدل
چو در پرتو احسان و همان نوازی لطف مدارات و انشا لہما مقصود میباشد - و لیکن کہ گاہ

گاہ بر کمالات درجہ اوسط از شجاعت و استقلال و فاداری و عصمت مطلع شدہ داد
روح و ثنا دادہ باشند۔ فاما کمالات درجہ اعلیٰ از خلوص و بے غرضی و رقت نوعیت
و در مصالح عامہ کوشیدن۔ و با صلاح مناسبت عامہ پرداختن۔ و در فصل خصوصیات حیف
وسیل بکار بردن۔ و از حمایت مدعیان باطل اگرچہ دوست باشند ابا نمودن۔ و در پاسداری
حق از منت عوام پندیرشیدن و امثال ذلک۔ پس اندازہ آنها از سرحد نعم و اندر کار ایشان
بیرون است۔ لاجرم اگر بالفرض کے خود ہمیشہ ہستے نارد از فرصت و دوستان پہلو ستی
کنند۔ اندر آب و فوافہ مرتبت نام نہند۔ و ہر کہ در محکمہ قضا بخلاف امتشائے شہادت
بجی دادہ باشد۔ اور از اراذل نامس شمارند۔ ہمچنین سائر استبازان آزاد منش را ہیشام
یاد کنند و ایشان را از تہ دل بے دین و شکیل و مکار و خائن انگاہند۔

ہمدین سنی نیز چنین گفتہ اند کہ حسن و شیخ افعال مردم موقوف بر نیت ایشان
ہماں یک کارست کہ اگر از نیت نیک صادر شدہ است آن را کار نیک مینوای گفتہ اگر
بر نیت بد صادر یا شدہ آن را کار بد مینوای شمرد۔ مانند آن کہ یکے از از تحاب ظلمے کہ جز
بہ جرات و ہمت و زحمت و مشقت اقدام بر آن نتوان کرد۔ تماشائی میکند و پہلو ستی و زور
پس چنانکہ مینوای گفت۔ از جن نامردی پیرامون آن نمیکرد و ہمچنین مینوای گفت کہ بمقتضا
عدالت جلی مرتکب جرم نمیشود۔ پس کسانیکہ فضائل کمالات درجہ اعلیٰ را نئے توانند اندازہ
بدانند امثال این امور را ہموارہ بر محل بد فرو دارند و نیکو کاران راستی رقم و نفیر شمارند
بلے فضائل و کمالات انسانی بشایہ دریا است کہ بر روی آن غیر از اشیائے کم وزن و بے
چون خن و خاشاک و برگ گاہ ہیچ نمودار نیست۔ و ہر چہ از اشیائے ثقیل و گرانمند با خود دارد
جز در قعر آن نتوان یافت۔

مشق و مہارت

و طبیعت ہر کس از افراد انسانی استعدادے خاص و دیت نہادہ اند کہ بہ مشق و مہارت ترقی سے پذیرد۔ و انسان را در آنچه مشق و مہارت ورزیدہ است بر تہ کمال میرساند کہ کار و شوارا بہ سہلترین جہے سرانجام تواند کرد۔ رسن با زبان و رقاصان و غنّیایان کہ در فنون خود کار مانے عجیب و علمانے غریب بروئے کار آورده تماشا نیاں در تعجبے اندازند نتیجہ ہمیں مشق و مہارت است کہ ایشان بحکم استعدادات خاصہ خود بکار برده اند۔ و نہ ہیچ خاصیتے در ذات ایشان آچنان نیست کہ تماشا نیاں و بحیرت زنگان کم و بیش در فطرت خود نداشتہ باشند۔

پیداست کہ در ہر قوم و ملت بعضے از مرقوم در بندہ کنجی و خوش نشی و بعضے رقصہ گوئی و داستان طرازی۔ و ہمچنین بعضے در شاعری و بعضے در مصوری و بعضے در فنون دیگر شہرہ روزگار و مشارالہ یا بہنایان در دیار و امصار میباشند۔ و عامتہ ناس را گمان آید کہ ایشان از جودیت ذہن و روشنی طبع و دریں کمالات بدبطولی بہم میرسانند۔ اما کسانیکہ بہ قوانین طبیعی پئے برده و مجاری احوال را نیکو سنجیدہ اند۔ میدانند کہ منشائے کمالات ایں نام آورل جز مشق و مہارت چیزے دیگر نبودہ است۔ آری ایں قدر هست کہ استعداد ایں کمالات کہ در طبائع ایشان ودیعت کردہ بودند۔ ایشان بہ مشق و مہارت آل کمالات را از قوۃ فعل آوردند۔ اگر اصل استعداد و جز فطرت انہا را بخیمید و ایشان بہ رفق استعدادات خود توفیق مشق و مہارت در کمالات مزبور نمے یافتند۔ زینہا بہ محض جودیت ذہن و خطرات کار از پیش سنے برزند۔

در فطرت اکثرے از تجارت پیشگان استعداد شاعری بمرتبه کمال ملاحظہ میںمائیم و بعدیکہ
از شعر قابلیت فن تجارت بدرجہ غایت مشاہدے کدیم۔ البانہ انہما بسبب شغل تجارت شاعری
کر شتمہ بر رویے کار آورده اند و نہ اینہما بسبب انہماک در شعر و سخن از مملکہ تجارت خطے۔ بودہ
پس استیاضہ صریحی کہ در میانہ حکم دار باب زراعت یا شعر و اہل تجارت یافتہ میشود و نشان
حقیقی آن ہمیں مشق و مہارت است و بس کہ افراد یک نوع را از ہم تمیز وادہ بہ خواص مختلفہ
و اوصاف متباہتہ مخصوص گردانیدہ است۔ از نجاست کہ ہر عادتے کہ بہ مشق و مہارت
رسوخ بیاید۔ ترک آن چوں تبدیل فطرت متخیل میگردد و پس مر و باید کہ از تکرار فعل بدیہی
ہر میز کند۔ مبادا آن فعل رفتہ رفتہ منجر بہ عادت گردد و از آلہ آن از حیثہ قدرت بشری
خارج باشد۔ *

مصیبت و ناکامی

در کارخانہ عالم از اقبال واد بار و دولت و غرت و ناکامی و کامیابی طرفہ تماشا بنظر
مے آید۔ یکے را نکتہ واد بار از چار سو آنچنان فرا گرفته است کہ ہر چہ میگوید راہ بجائے
نہے نہ بد و ہر طرف کہ مے شتابد ناکام برے گردد۔ روز و شب مصائب آفات چوں ابر و بار
بر او میبارد۔ و شب و بچہ را و بارش ہیچ نوع پایاں نہ پذیرد بخلاف آن دیگرے را
بخت و اتفاق چنان مساعد افتادہ است کہ اگر خاک سیاہ را منسین بطلائے خاص میشود
و اگر در شورہ زار تم مے افشا بد۔ زود برگ بار مے آرد۔ دولت بیدار باو عہد بختی بستہ
است و طلحہ فرخندہ زود و خا با ختمہ۔ *

اما آنجا کہ ظہور اینہما آثار مختلفہ و احوال متناقضہ راجع بہ شیت آن حکیم علامہ است کہ فیہما ارفعال

ایا حکم از احکام او خالی از حکمت نیست پس مرد باید کہ در هجوم مصائب الالم دامن استقلال
از دست نہ دادہ بتقین دانستہ باشد کہ در پردہ اینہمہ کروات ناملائم بہتہ حکمتے غائب
و مصیبتے تعظیم مخفی خواہد بود۔ ازینجاست کہ گفتہ اند۔ ”ہر کہ بمصیبتے از مصائب گرفتار نشدہ بہنا
یک نے دنیا دیدہ از تماشاے روسے دیگر محروم است۔“ ہر آئینہ ستر حقیقی حاصل نمیشود
مگر آنکہ لذت غم چشیدہ باشد۔ حکیم سنیکامر شاگردان خود را ہموا بہ پند ہے داد کہ لذت
مصیبت بچشیدہ تالانت عافیت دریا بید۔ چنانچہ گفتہ اند۔ ”قر عافیت کسے داند کہ
بمصیبتے گرفتار آید۔“ ہیچ راحت در حق انسان خوشتر از ان نیست کہ بہن جرات میسر آید
و محنتے کہ بہ راحت انجامد بحقیقت عین راحت است۔ کیسکہ در مقابلہ بلا ثبات نہ و زریہ
و بہ صبر و استقلال بر مشکلات غالب نیامد و در بوتہ ابتلا گداختہ نشدہ۔ ہر مثال طلاے
است کہ بر محاک امتحانش نہ سودہ باشند۔ و ازین سبب قیمت آن مشخص نشدہ باشد۔
مصیبت بحقیقت مدرسہ ایست کہ جملہ قواس روحانیہ در تربیت مییابد و انسان
بوسیلہ آن رشتہی گناہ و بے ثباتی دنیا را بہ راتے العین مشاہدہ میکند۔ اگرچہ بعضے از نکو نیہا
نمایاں چون بذل وجود و عدل و احسان و ریاضت عیش و کامرانی ہم میتواں کرد۔ اما نکو نیہاے
پائیدہ استوار از توکل و قناعت و صبر و استقلال و ہوشمندی و دور بینی جز در حالت یکس
حماں صورت نمیتواند بہست کہ مرد در از خواب غفلت بیدار میکند و تخیالات و نظریات
خاطر او بکلی محو ساختہ روسے توجہ بہ قبلہ مقصود عالم و عالمیان منوط میگردد و دنیاے
دنی را در نظرش چون بازیچہ اطفال خوار و بے قدر میازد۔ آسے چنانکہ راتجہ شک و عود
بہ سوختن بساییدن نمایاں ہے شود۔ ہر چنان نکوئی مردم در هجوم مصائب آشکارا
ہے گردود۔

تسلیم

استاد باید ہر گاہ تسلیم مبتدیان پر داند۔ از پایہ خویش کہ در علم و فضل و شستہ
باشہ تشریل نماید چنانکہ پہلوئے زورمند چوں تو اعدا گشتی بہ شاگردان خسرو سال بیا موز
سرچوگی و زور آوری را یکسو نہادہ از پایہ خود آسپناں نشو و آید کہ شاگرداں بدانند یکے از
ہم سران ایشان بہ ایشان بازی می کنند۔ بسا علمان کہ ہنگام درس لیں اصل را مطمح نظر نمیدارند
و از منزلت علم خود تشریل نامودہ سخنان بالا تراز فہم متعلمان اغاذہ سینمایند۔ و غالب احوال
سعی ایشان را بیگانہ میرود و لغتے از درس ایشان متعلمان نمیسازند۔ چنانکہ عدائے ملامت
طبع پیش از آنکہ جزو بدن تواند شد غشیان آوردہ از معذہ برے آید۔ همچنان دین استاد
کہ بر فہم شاگرداں مناسبت نہ دارد۔ نہ بہن و حافظہ ایشان در نیں سازد۔

علم اخلاق

علم اخلاق از سائر علوم بدین شرف امتیاز دارد کہ قابلیت آن در شرف اطفال
پیش از قابلیت دین کتاب حاصل ے شود و تعلیم آن در ہر زمان ہر مکان میتوان کرد۔ خاصہ
باغ و مکتب و مجلس خلوت و جلوت و کنار ادر و آغوش پدر برے آن کیساں است۔ ایں علم
ہر کس را از کہ دک و جوان پیر ہدایت میکند کہ حقوق الہی بر ذمت ہمت ادا کرد امست حقوق
بنی نوع و حقوق نفس خویش کدام؟ مال و دولت را چه طور بذرل توان کرد؟ و چه قدر انان
غایہ خلق و چه قدر در خدمت ذوی القربی صرف توان نمود؟ حقیقت انسان چه چیز است؟ و
از برے کدام مقصداں سریدہ اند؟ غایت علم چیست؟ و کدام چیز ہاست کہ دانستن آنہا بلو

واجب است؟ مراد از شجاعت چیست؟ و اعتدال و اعتدالی چیست؟ و علمیت از
 حرص از؟ و غلامی را از اطاعت و آزادی را از اطلاق عنان چگونه فرق توان کرد؟ و فداخته
 که محمود است علمای آن چیست؟ از آلام جهانی و هموم روحانی تا کجا باید گرفتاری را از وقت
 و مرگ تا به چه حد تماشایی باید نمود؟ از سختی بلاها چگونه میتوان رست و به چه نوع تحمل آنها میتوان
 کرد؟ چگونه خود را سے باید شناخت؟ و چه طور خوش میتوان رست و خوش میتوان خود را
 علامت تہذیب اخلاق در آدمی آنست که شگفتہ رو و پسندیدہ خیال باشد و از کدورت
 خاطر بکلی پاک بود۔ چنانکہ در حوالی ما و تائیاں بر روی فلک اثر سے از گرد و بخار نباشد ہم
 وقت آثار بشارت از چہرہ او مہوید یا باشد۔ نفس آمارہ را در عین سرکشی و طغیان نگذار
 از جا رود و زمانہ خوف و جہاد ایا م قطع و بایہ کمال استقلال شادمانی بسر آرد۔

تہذیب اخلاق برخلاف را سے کسانی کہ آنرا بہ خارزار و شواگردار تبدیل میدارند
 بر مثال را سے است کہ طرفین آن راہ از گلہاے زنگار و زنگ و شمار گوناگون اشجار سرسبز
 و شاداب و تہراکے روان نمونہ بہشت برین است و ہر کہ از این راہ میگردد باوے شادمان
 و خاطر مطمئن بمنزل مقصود میرسد۔ را سے است بہ کوئی رہنمائی کہ ہر یک از کودکی
 و جوان و پیر و فاسق و معصومش آسان تواند پیہود۔ پنج و محنت از این راہ بھر حل و در دست
 و راحت و آراش در ہر قدم میتیاد۔

علم اخلاق بشاہ مادر صربان است کہ اولاد خود را از چرک آلودگیہا پاک میدارد و
 پرورش آنها نمودہ تنہمند و قوی بانو سے سازد۔ برایشان سخت نیگیہ و دہوارہ و صند
 آن میباشد کہ در غروشان حسن جمال و صحت و سوسیت ایشان بنفیزاید و ہر صورت کہ
 میتواند دلنشین آنها میکند کہ چگونه انہمہ محاسن خوبی ہا را آںچنان مضبوط و منظم تواند داشت

کہ زندگی پر ایشاں دیال نہ گزردہ

پیدا است کہ بعضے از اطفال بالطبع از تعلیم اخلاقی متنفر و گریزاں میباشند بحدیکہ
یک سخن ہزل را بر صند پندرسودمند اختیار میکنند۔ و اگر آواز دوف و چنگ بگوش ایشاں
بخورد و درس و کتاب را بر طاق نیساں گذارند و مکتب را خیر باو گفته دیوانہ و اربوسے آن
سے شتابند۔ پس لائق تر بحال ایشاں آنست کہ بجای علم و حکمت صناعت از صناعات
بہ ایشاں بیاموزند۔ زیرا چہ تعلیم اطفال چنانکہ افلاطون گفته است باید موافق استعداد
ایشاں باشد نہ بر حسب استعداد پدر اں و نیاگان ایشاں +

خودکشی

مرگ را چنانکہ ظاہر است اسباب بیشمار است۔ از آنجملہ یکے خود را بہ دست خود کشیدن است
ادوی را در کشاکش زندگانی اکثرے از نوازل و حوادث چنان پیشے آید کہ از تحمل اں
عاجز آمدہ مرگ را بر زیست اختیارے کند +

حکما را در آنکہ خودکشی در حالتے از حالات جائز میشود یا نہ۔ اختلاف است۔ یکے را
از حکما پرسیدند کہ از اذانہ زمین چگونہ میسر آید ؟ گفت از آنکہ مرگ را آسان شمرد۔ چہ
کیکہ از مرگ نے ترسد انہ بیچ بیچ و مصیبت پاک ندارد۔ گویند پسرے اسیر آمدہ بہ دست ظالم
فروختہ شد۔ آن جنجا کار بدلیل ترین خدمت مامور کرد۔ پسر گفت آیا گمانے بری کہ ہر کہ
ازیں ذلت آسان میتواند زیست بہ اطاعت تو مجبور شود ؟ ایں گفت و خود را از گریوہ بلند
بہ پائیں انداختہ از قید حیات و قید غلامی پاک برست۔ ازینجا است کہ گفته اند " مرد دانت
کہ زندہ ماند چنانکہ خواہ نہ چندانکہ تواند " و گفته اند " منت خداے را کہ کلید مرگ بجا

تقویٰ فرمودہ است تا بدران و سلیت ہر گاہ کہ خواہیم خود را از پنج و بلا وارہ یانیم۔ و منت مر
واہنٹے منت را کہ برائے زندگی جزیک در نہ کشادہ است و برائے مرگ ابوائے شمار مفتوح
ساختہ۔ دینر گفتہ اند: "عصہ زمین بر زندگان تنگ نمیتواند شد۔ اما بر مردگان در ہر زمان و
ہر مکان فراخ است۔"

بعضے از حکما گفتہ اند: "کسانے کہ از دنیا و مصائب آن شکایت میکنند خطا میکنند
کیست کہ ایشان را بر تخیل این مصائب مجبور ساختہ است مگر آنکہ مبین نامردی آنها نیست گذارد
از قید حیات مستمہ کرد و مات زندگی را خیر یاد بگویند۔ مرگ ہمہ جا حاضر است ہر وقت ہر باب آں
مہیا است۔ ہر کس میتواند ہمارا از قید حیات آزاد کند۔ بخلاف مرگ کہ هیچکس از پنجہ آن نجات
نمیتواند داد۔ اگر مرگ مقدور بشر نبودے زندگی از قید غلامی بدتر بودے۔ مرگ نہ ہمیں مرنے
خاص را علاج است بلکہ ہمہ درد ہارا دوا است۔ در فن طب مقرر شدہ است کہ مرض چند اصعب
باشد علاج آن نیز بایر سخت تر بود۔ پس ہر صیبتہ کہ سختی آن از حد گذرد۔ علاج آن بہتر از اقدام
قتل نفس خویش نمیتواند شد۔"

این است خلاصہ بعضے از دلائل آنانکہ خود کشی را جائز بلکہ مستحسن شمر دہ اند۔ اما کسانیکہ
بخلاف آن رفتہ اند میگویند: "حکم اکھا کمین کہ مار اور حصار زندگان فی محصور ساختہ است تا فرما
واجب الاذعان اور در سر نہ بناید پازین حصار بیرون کشیم۔ زیرا کہ مارانہ ہمیں برائے نفس ما
آفریدہ اند بلکہ برائے عبادت الہی و خدمت ملک خدمت قوم نیز خلق شدہ ایم پس پیش
از آنکہ اجل مستے در سر خود را بدست خود کشتن از ادائے فرائض خود و گریختن و سختی سزا
طاغیان و باغیان کشتن است نہ کوئی را شیخ شجاعان عالم میتواند گفت کہ ہمانہ ماے انجیز و تقریباً
میجوید تا بہ انواع حوادث و نوازل دوچار شود و از مقابلہ آنها رو بہ پرتاب و تاب تواند برد تا بہ انجا

آید۔ پس از کمرویات روزگار گریختن و مرگ را بتجمل آئینا ترجیح دادن از نکوئی ہر اصل دور افتادن
 است و فاضلترین اخلاق را کہ صبر و ثبات و ہمت و استقلال باشد معدوم ساختن۔
 افلاطون در قوانین موضوعہ خود نے نگارو کہ "کمینہ ترین مرگہا مرگِ انحس است کہ
 احب اجباب اصدق اصدق قار را کہ خود نفس دوست بدست خود ہلاک کردہ باشد و انبیکات
 بقیۃ زندگانی کہ ہر لے او مقدر بود محروم ساختہ۔ و باعث برآں غیر از تصویر ہمت و جہن و
 نامرومی و ضعف عقل چیزے دیگر نباشد۔ آنا کہ زندگانی را ہیچ سے پندارند بر عقل ایشان خند
 ہے آید۔ آیا نمیدانند کہ بضاعت ایشان کہ براوناز میتوان کرد۔ دیس دارفانی ہمیں زندگانی
 ایشان است و پس۔ و بعد از اطلاق آں ہیچ چیز بدست ایشان باقی نیماند۔ اگر کے بُرندگانی
 دیگران بخند و آں را حقیر و ناچیز شمار و عجب نیست۔ اما زندگانی خویش را حقیر شمردن بر اطلاق
 آں آلودہ شدن غایت ابلہی و نادانی است کہ در ہیچ چولے از وحش و طیر و بہائم و مسلخ نظیر آں
 نتوان یافت۔"

زندگانِ مُردہ

یکے از حکما گفتہ است کہ "آدمی را زندہ نمیتوان گفت مگر آنکہ بخد مت بنی نوع خود اقدام
 کند و کارہائے نمایان سودمند بر روی کار آوردہ نیک نامی جاوید حاصل کردہ باشد۔ ازینجا
 کہ ہر کس از شاگردان فیثاغورس از تحصیل علم اعراض نمودے و از یادوستی و بطالت غمزدہ
 ہمشمال گستہ مدرسہ را پدر و دگفتے۔ سائر مستفیدان و متعلمان فیثاغورس قبرے بنام او میساختند
 و بر لوح قبر او مینوشتند کہ "فلا نے مرد"۔ تا دیگران عبرت گیرند و چنین حیات بدتر از مات اختیار
 نہ کنند۔"

پس ہمہ انکسار بحقیقت از مردگانند کہ روز و شب در بند اکل و شرب و صبح و سہا مشغول و زب

زینت میباشند و نمیدانند که غایت زندگانی ایشان چه بوده است؟ چه چینی زندگی حقیقت
آنست که انسان در تنهایی نفس خویش و نفع دیگران ترک کند نفوس بنی نوع هر قدر بخواهند
کنند برین تقدیر پدید است که غالب روی زمین بصورت آباد و بمعنی گورستان است. غالب
مردم بظاہر احیا و بحقیقت اموات اند. اگر چه اکثری از ایشان با ہم دیگر بصلح و امنیت بسر
مے برند. و از اطاعت بادشاه سر نمی چینند و ابناے نفس را نمے آزارند. و اگر چه عمر
ایشان از هفتاد و هشتاد گذشته به نود یا بعد سال میرسد اما بحقیقت زمان حیات ایشان
بہاں چند ساعت یا چند روز است کہ در سود و ہبہ و خلایق گذرانیدہ اند.

دوستی

کیکے بدوستی دوستان ضرورت ندارد. ہمانا انسان میت بلکہ حیوان است یا فرشتہ
چنانکہ سخت ترین آلام جسمانی آنست کہ جاندار را دم خفه کنند. ہمچنین سخت ترین آلام روحانی
آنست کہ آدمی را کس دوست نباشد. ہر کس پیش دوستان احوال خود از شادی و غم بیان
مے کند گو یا شادی خود را دو چند میسازد. و از غم خود نیمے زائل میکند. آری آنکہ از دوستی
دوستان محروم است بحقیقت یکہ و تنہاست اگر چه خلقے بیشمار بگرد او جمع آمدہ باشد
چنانکہ گفتہ اند اگر تمامی عالم از دوست رود و بعضی آن یک دوست صادق میسر آید از آن
ولاکن بر کثرت دوستان مغرور نباید بود کہ عامۂ دوستان بر مثال برگ درختان اند.

خشم بدتر از دیوانگی است

کسانیکہ خشم را بدیوانگی تعبیر میکنند ہمانا از حقیقت ہر رویہ خبر پودہ اند. چہ دیوانگی عبارت

از ناخوشی و دلغ است که عقل را از دماغ زائل کند و کار بد انجام رسد که جمله تکلیفات از دست افتد و هیچ جرعه که مرکب آن شود سزاوار تعزیر نباشد و بهر خطای که از و صدور یابد او بخندد و شمرند و معاف دارند. بخلاف خشم که از فطرت حاکم است و مستکبر بر عقل و دانش مردم غالب آید و بکار مایه بگیرد که اگر صادر شود. باشد که صاحب خشم را مضروب و مقتول گردانند و باشد که به سزا و تعزیر رسانند.

محبت مادری

محبت مادران با اولاد خود قوی تر و پائین تر از سایر محبت است که هیچ حال کم نگردد و زینهار دیگر گوی نشود و هرگز به حالت نه انجامد. پدر میتواند از پسر بی بگریزاند و برادر برادر و دشمن شود. زن و شوهر یک دیگر بکسلند. اما مادران با اولاد نیک و بد همواره یکسان سلوک کنند و از مهر و محبت ایشان هرگز سیر نشوند. رنجی که مراد و دیرینه تر از مادر نیست که از روز استقرار لطفه در رحم محافظت ایشان میباشد. هیچگاه نمیخواهد ایشان را از سینه خود جدا کند یا یک لحظه فراموش سازد یا بر ناخوشی و تفصیرات ایشان از تیر و دل و معای بد بربان آید و محبتش با اولاد از شائبه غرض بکلی پاک است. لاجرم در وقت از اوقات و حالتی از حالات تغییر در این راه نمیباید. اگر همه خلق اولاد او را گذارد و از تعلقات ایشان دست برنمیدارد بلکه دنیا و مافیها را منحصر در اولاد می داند.

استهزاء

بر مردم خندیدن و به استهزاء و مسخرگی عادت گرفتن از دنا رب نفس میخیزد و جوایز را از

ترقی بمقابل کمال باز مے دارو بیچکس چنانکہ معلوم است از عیب خالی نمیداشد تا بحدیکہ
نیکو کاران ستودہ خصال نیز نیستوانند و امن حال از آلائش عیب بکلی پاک دارند۔ چوں
صورت حال بریں منوال است غایت ابلہی و محض نا انصافی است بزلات و خطایای مردم
آو بخین و از محاسن و محایه ایشان چشم دوختن۔ بر نقائص خروہ گرفتن و از کمالات قطع نظر نمودن
و اینانے جنس را افسحوی که اشتر او و پاش ساختن۔

چند آنکہ غور کردن میشود استہزائے از موازنہ تست میان نفس خویش و نفس آنکس کہ
بروے استہزا میکند تا خویش را ازو بہتر و برتر و انمائی و خود را از خود بھتر ہی عجب است
از استہزا کنندگان کہ با وجود صد ہنر و ذوات دیگران بر یک عیب ایشان میگردد و باو
صد عیب در ذوات خویش یک ہنر و خود نشان نمیدہند و عجب ترازین آنکہ نہ ہمیں عیب
کسان میخندند بلکہ ہرے نیست کہ بخندد و خوبی آن نیستند ازو و منتجبے نیست کہ آن را
افسحوی کہ اہل مجلس نساوند۔

بجارت کتابہ برای مرقم مرحومی سید امیر علی بن علی غفر اللہ

نیاد کے درجہاں کو بماند مگر آں کز و نام نیکو بماند

سید امیر علی ابن سید وارث علی (رحمہما اللہ) چل و مہشت سال خوش و ناخوش زندگانی
دیدہ و تلخی و حلاوت این دار الفرو حشیدہ شب جمعہ دویم شہر رمضان ۱۲۹۳ ہجری باوے
راغب الی اللہ و زاہد فی الدنیا و سعی اہل راہ بیک اجابت گفت۔ ہمہ عمر بقوت بازو کسب
کردہ و چشم خاضع عام موثر و محترم بود۔ و مردانہ و آزادانہ مے زیست۔ از بدو شعور و تدبیر
دولتی باورس و تدبیرس کار داشت و تا بود ہم دریں کار بود و ہم بریں بگذشت۔ اصرے از

حاکم و محکوم و تابع و متبوع را ابد از ملازمت نبوده و کس از آشنا و بیگانه زبان به شکوہ
اونیا نلوده۔ الحق از نکوئی و حسن معاملت تواضع و فروتنی و دیگر مناقب جلیله کہ در طبعش جلی
بود۔ اندکے از بسیار نمیتوان شرح داد۔ و حسن خاقانیت کہ غایت جمله نکوئیهاست چنانکہ خود او را
میسر آمده از صلحاء و اقلیاء و ابرار و اخیار ہر کردار دست دہد غنیمت کہے میتوان شمرد۔
ایمان بلبل دل بہرہ و دیدہ بزدوست با یکجا بل خندہ زناں میرشد

کتبہ لوح مرقد مرزا الہی بخش مرحوم کہ جربا قتل جناب مرزا
سلیمان جاہ صاحب نوشتہ شد

پیشکش معالیٰ اعلیٰ لایقہ

و بسین شمع بزم گورگانی و آخرین شمرہ شجرہ صاحبقرانی صاحب عالم حضرت میرزا ہدایت اقرابا
المعروف بہ میرزا الہی بخش (طاب ثراہ) در سال یکزار و دوست و بہشت یک ہجری از منہا نجات
غیب بجلوہ گاہ شہود خرامیدہ ہفتاد و اند سال بنظر اہ عجوبگیامے ایں عجوبہ سال خرد چشم دا
داشتند و باد ہر سازگار مردانہ بر روی کار آمدہ ہں مرحل شوار گزار را آسان طے نمودند
ہم در عہد امن و سلامت و ہم در طوفان حوادث و فتن لب گریہ سفینہ نجات در دست ایشان
در مدت حیات باہر یکے از طبقات نام آچنناں سلوک ورزیدند کہ اقارب احباب را بصدق
مصافات و اجانب اغیار را بر حق و مدارات و ضعفارا بہ بذل مساحت و تقریر را بحسن و بجا
در سلک یکجہتی کشیدند۔ شب پنشنبہ شانزدہم ربیع الاول سال یکزار و دوست و نود و پنج
ناخوشی سعال کہ رفیق دیرینہ ایشان بود آنچنان اشتداد گرفت کہ بیچ چارہ و تدبیر معادمت
بیاری سہ روز

آن نتوانست کرد۔ و آناریاس بدو لہا مستولی شد۔ ہیں کہ کلمہ توحید بزبان رانند و شاہین
را برہ سلام خود گواہ گرفتند۔ زود و داعی اجل را بلیک اجابت گفتند۔ و ہر یک را زود و
نزدیک و قریب و بعید سو گوار و ماتم دار و از ذکر جمیل و نام نیک بر خاطر ہر یک نقشہ ہنوا
گذاشتند۔

شرف

تقریب دیوان فارسی حضرت حسرتی رحمہ اللہ تعالیٰ کہ دیال
ہزار و ہشتصد ہفتاد و دو مسیحی در زمان حیات مصنف منقور و شستہ بود

ہر چند ستایش سخنین من است ^{رباعی} میگویم و بہت گفتن آئین من است
در مدح سخن ساختگی نیست مرا تحسین سخن شناس تحسین من است

الا اے ہونمند فرزاندہ دیں روزگار کہ جنس بالا دست سخن از سبیل سخن نو خطان مار و تار و
وہم گیرے اہل سخن چون نفس سرود و اعطال بے اثر افتادہ است۔ زہار گمان بیری کہ انداز
قدر گفتار را نقصان فر گرفته است۔ و سرمایہ لفظ و معنی بزیان رفتہ چہمہ حیواں اگر و ظلمات پنہاں
گرد و خاصیت جان بخشی از پیروں نرود۔ و ماہ کنعان اگر و بار بار ہر سچ نیز ز جوئے از رضا
کامل خنش کم نشود۔ کما قیل ۵

۵ اگرچہ قدیم طرز کی شریعہ اب طبیعت متغیر ہو گئی ہے لیکن چونکہ ان میں بعض شریں گراہی ہر اہمہ دی کے

زمانہ کی یاد گاہیں۔ اسلئے انہیں بالکل ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا ۱۲ حالی

از قیمت یوسف نشود یکسر موکم ہر چند حسرت دیدار بہ بازار نباشد
 اگر گوئی کہ سخن را کہ مکانتے بلند و قدرے ارجمند ہست۔ خود بوجود مکنتہ و ران سخن پیوند ہست
 ورنہ لفظیست بے معنی۔ و اسمیت بے سببی۔ و سخنور چنانکہ معلوم است امروز انجمن ہندوم
 است۔ پس اگر کہ بہریت احمد را خاصیت اکسیر باشد گو باش۔ و اگر سایہ ہما قرہ اقبال با خود دارد
 گو بدر۔ ازاں کہ نہ موجود است چہ خیزد۔ و ازینکہ معقود است چہ زاید۔ گویم کہ آسے چنانکہ
 فرمودی ہنر از توابع وجود اہل ہنر است۔ و عوض از لواحق ذات جہر۔ و چند انکہ ہنرمند
 کیاب ہنر کیاب تر۔ اما بایں قصور نظر نقص اوراک۔ و ناتمامی دانش و نارسائی دریافت کہ
 مرآوی رہست چگونہ میتوان گفت کہ اہل کمال را جہر در نشین غنما آشیان۔ و از سخن جز ہم وار
 سخنور جز رسم در جہان نیست

خاکساران جہاں بختارے منکر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوار باشد

سرت گردم اگر برق حوادث روزگار مرغان نواسخ را آشیانہا پاک بسوزد اعند لیجے در چمن نغمہ
 سراسر باغ را داشت نتوان خواند۔ و اگر طلوع سپیدہ سحری رونق باز را رستارگان بر شمع کند
 تا صہر درخشاں عالم فروزست جہاں را تا یک نتوان گفت۔ اگر نغمہ ہنر را گری باز نہ چندان ہست
 کہ کالائے گرانہماے معنی از ہر دوکان میتوان خرید و گنج شایگان سخن در ہر خرابہ میتوان یافت
 اما صاحب نظران دانند کہ با اینہمہ نادر ایہا در کیے رفتہ گار خستہ شدہ گوہر ہاست۔ از چشم کہ سوار
 مانند گنج درویرانہ پنهان و بر سپہر کمال فروزندہ اختراست از دیدہ شہر چشمان چوں صہر جہاں تاب
 سر در نقاب کتمان۔ علی الخصوص در یتیم معانی۔ مہر نیلہ فلک۔ نکتہ دانی۔ قائمہ عشر تحقیق۔ باب ہشتم
 ندقیق۔ بحر الجی علم وایقان۔ کہ کب درمی یافتی عرفان بہمین شہر نخل باغ ارادت۔ گزین نتیجہ پیوند
 مادہ و صیرت۔ شاد و دریائے حقیقت۔ رہبر و صحراے طریقت۔ چار سوسہ ملکوت معنی را گیہان

خدیو۔ و شش جهت عالم حقیقت را فرمانروا نگارستان رنگین میان را چهره پردازد و
 بهارستان شکفته طبعی را چمن پیرا۔ رفرشاس سر را عقل نقل بختمیخ غواض دراپه
 روایه در حلقه پیما طوطی نظرو استدلال نصب ابق رباعی عرصه فکر و قیاس شمس پیشانی
 بلند نظری و لافطری۔ نواب تحت القاب محمد مصطفی خاں بہادر تخلص جہسرتی ۵
 یلفظ لا یغیر عن معان احاطتہا مگاد می ذی الہمام

اللہم متینا و متبع الکل بدلائم بقائہ و مدام بقائہ۔ و مسئلہ پیش جانیت کہ بلند
 ہمت آسمان دوست۔ و قدر پیش آسمانیت کہ فروغ خرم و روشن اوست نجمہ نیش
 نقد حقایق را گنج شایگان۔ چراغ فکرش آئین قدس رشح شبتان۔ حلقہ الفاظش سرای
 معنی بلبلیرایہ ناز و حلیہ عیارش گوش و گردن ضمن راز بود آسپاز۔ افسون لطف گفتارش
 در تخیل آلودہ دلال چوں قید و بند۔ و سخن نطق شکر بارش در مذاق تخیل طبعان چوں شہد
 قند۔ استعارتش چوں اشارہ چشم خوبان دلربا۔ و عیارش چوں چشمہ آب حیاں جاں فرزا
 اطنابش چوں طول شکوہ دوستداران سامعہ نواز۔ و ایجازش دلاویز تر از نگاہ چشم نیمباز
 فکرش از دماغ سحری شب نہدہ و ارباب رساتر۔ و سخنش از تالہ نیم شبی جگر خواران گیراتر
 فقرہ شیرینش نگویم شیرہ جان اما پارہ شیریں ترا ذات۔ و مصرعہ رنگینش نگویم برگ گل تاویل
 از کف ربانہ بلبل۔ راحۃ انفاسش از کھمت گل در دماغ بلبل بل از عطر پیرین در شام تصفیہ
 سازگارتر۔ و شہد مقالش از شمع زلال و کلام مستقی بل از جرعه مے در مذاق مخمور خوشگوارتر۔
 ایچہ گرمی طبع پر زور شربیت کہ تمکین سپندال اگر بہ کویہ و قار یاشد۔ بیک جرعه ازان خور
 نگاہ نتواند داشت۔ و نہ خواہد را کہ غنایب شاخار ملکوت۔ و طبعی شکرستان لاهوت است
 با غزل سرائی و بذلہ سخن چہ کار و چگونہ روا باشد۔ کہ را کہ در طریق علم و حکمت بر اثر سقا و غلاطو

قد سے راہ رفتن موجب ننگ عار باشد و کمینہ صناعتی امثال غنی و نظیری را مقلد عمل بود
و زلالی و انوری را مقتدائے فن ساختن۔ گر نعم در زبان سلف نقد معنی لگنجینہ داراں و وعصہ
فکر را شہسواراں بوده اند۔ و ہنگامہ گفتار را گرمی بازار۔ و ریاض سخن را رنگ اعتبار پیش از زمان
صاحب دیواناں بوده است۔ اما کسانیکہ در مضبوطہ وقت رطل گراں پیوہہ اند و از مایہ تمیز حفظ
و افر بر پوہ نیک میدانند کہ با آنکہ قطرہ مادر بجز و سبزہ مادر دشت و دستہ مادر سب و لغمہ ما
در ساز و جرحہ مادر ساغر و بادہ مادر سب و بادلہ مادر گفتار۔ و افسونہا در عمل۔ و شعر و دیوان
و مصرعہ مادر غزل فراوان بود۔ ہر قطرہ در شین۔ و ہر سبزہ گل و یاہین۔ و ہر دستہ گل
و ہر لغتہ لغتہ بلبل۔ و ہر بادلہ نقل محفل۔ و ہر افسون جادوے بابل۔ و ہر شعر تر۔ و ہر مصرعہ بیشتر
نباشد۔ رباعی

نغمہ نتوان بد ہر چسپہ واں یوسف نتوان خرید از ہر دوکان
ہر لبم اعجاز ندارد چو شیخ ہر کس نبود چو حسرتی سخن بیان

جادوہ کو سے در سخن بنی ہے پیمایہ پیشینیاں نیز پیوہہ اند۔ اما پاشنہ لاریش و پایہا بلند و اربوہ
است۔ اگر قدمے رفتہ اند۔ و خواجہ ہمہ کلکشت کناں میرود۔ و آہنگے کہ او دین پرودے سراید
و یگراں ہم سرودہ اند۔ اما نظر از سر و اندیشہ نازک فرومانہ است۔ اگر مصعے بنجید اند
و خواجہ ہمہ بدیمہ سے سنجہ۔ آسے لغتہ حقیقت و ہر پروہ اشعار سہرون و اسرار معنوی دور
کسوت تبسیر و بیان جلوہ گر نمودن نہ کار ہر چرب گفتار شوخ بیان است۔ و آنگاہ حال تا قال
و اثر تا عین تفادیت بسیار وارد۔ اینک دیوانے ترتیب دادہ و مجموعہ فراہم آوردہ کہ سخن را
اوج کما لے بر ترازاں دست و دادن و سخنور را سر پایہ قبولے خوشتر از اں ہم رسیدن دشوار تر از
انتست کہ نالہ مرغان خوش آہنگ میزدنی عشاق و نہادند تو اندر سید۔ و مرغولہ مطربان چاہوا

چوں لجن داودی آہن راموم تواند کرد۔ بنامیز و تھکدہ صہبائے ذوق است و پرده آہنگ شوق
 نظر گاہ پاکاں شاہد باز است و نیزنگ حقیقت و مجاز۔ انیس خلوت گوشہ نشینان است و جلالت
 عشرت گزینان۔ تہیدستان خود را سرمایہ ہوش است و دودی کشان جنون را بادہ سرچش
 نسخہ مفرح روحانی است و مجموعہ لطائف وجدانی۔ طالع سخن را رقم سر نوشت است شاہد منی را
 حسن خداداد۔ روزگار فراق را خجستہ سرگذشت است و ایام وصال را فرخندہ رؤیا و گلشن
 نظم راموسم بہار است۔ وزین شعر آآب جو بہار تفسیدہ در دناں را بار فرات است و شاد آ
 طبعان را شیرہ نبات۔ بالائے گفتار را خلعت دیبا است و تشریف قبول را قامت زیبا
 آتا کہ خاطر نکتہ فہم و طبع ادانشناس دارند بیانید۔ و سراسر این قدسی صحیفہ بدیدہ ہوش بنگرند
 تا وارسند کہ مر این نکتہ سخن بھجر بیان را در گذارش سخن خلصیت است کہ دیگران ہل دست
 نیافتہ اند۔ و اگر است پرسی کر متے است کہ از خامہ الہام طراوش بر روی کار آمدہ یعنی جہو
 اہل فن چنانکہ دانی اتفاق دارند برین معنی کہ شعر را چندانکہ از حدی و دورتر بند بقبول دہما
 نزدیکتر باشد۔ و ہر قدر از اوج صدق زیرتر اندازند پایہ جنش یا لا ترود۔ و حق اینست کہ سخن
 بے مبالغہ و اغراق و لفریب نبود۔ چنانکہ نظامی میفرماید

در شعر پیچ و در فن او چوں اکتبا و ست حسن او

با اینہم گفتار آبدارش بے آنکہ چاشنی تبلیغ و غلو داشتہ باشد دلاویز تر از عشوہ شاہد این
 محوش و ذوق انجیز تر از بادہ بیغش افتادہ است۔ انصاف بالائے طاعت است۔ این یاب
 گفتار کہ آسمان بفران است و زمین در شیب و چشمان در زیر ابرو اند و دنان جملہ در دنان
 شنودہ چہ دل رباید۔ مستمع را چہ ذوق بخشد۔ پس بے آنکہ نفع از صنعت اندیشہ و ایجاد
 طبیعت را در آن راہ دہی۔ چہ ساحری توانی کرد تا سامعہ یاراں بنیازی۔ و شور حسنت در سخن

اندازی - همانا کار کار بشر نیست - خواجہ سخن سسائی نمیکند - معجز نامائی میکنند ۱۰

ہیہات در سپارشِ راهِ وح جادۂ تنزل پیویم و ممدوح را نہ باندا زہ قدر و الایش
ستودم - بحث از فضائل ذات و جلال صفات بود - سخن در توابع و عوارض گفته آمد و
نقشہ بدرازی کشید - ہر گاہ شکست ز سخنران را در لوحِ لوح پرور در نہاد است و مہر و ماہ را
بوارق نور گستر خدا داد - آن دوازندہ جوہر بسببِ سیاهی ونددی ستودن - و این جز شند
گوہر را برگرمی و سردی آفرین نمودن چرا - ہمانا قدم رخس کہ بہنگامِ ماحت بیلرہ رود عیب
عناں گیر است - و پردہ ساز کہ در مقامِ ہندی پستی گراید از قصور معنی است - اکنون کہ جز
نظر را پائے رہ پیا بسنگ آمد - و عجز بیان جیلہ جستن و بہانہ انگیختن آغاز نہاد - ز نہار گمان
نہند کہ مراح سخن و محامہ سخنور بپایاں رسیدہ باشد تا خامہ ستایشگر از خرامش و اندیشہ
شنا گستر ز سگاش آرمیدہ باشد - حاشا حاشا کہ اگر قصیدہ را وحی و رباعی را الہام و غزل را
اعجاز و غزل سر را مہجرتا گفته باشم - حرفے اثناں طہ مار و اندکے اداں بسیار بسز گفته باشم
آہ چہ تہاں کرد ہم تیز نارسا - ہم صیبا بلند پر داز - ہم شب کوتاہ و ہم افسانہ دراز
زبانِ نکتہ فرو ماند و رازِ من قہایت بضاعت سخن آخرت - سخن قہایت

اللہ بس ماسوس ہوں

تقریب دیوان سالک

صد قول یکے فرض طو میکنم مشب مستی نہ باندا زہ سے میکنم مشب

حیرت زدہ نیرنگی این کس آشوب گاہ - حالی نامہ سیاہ کہ دوش در شکنجہ غم و اندوہ چوں مرغ
تازہ بدام افتادہ سر سیمہ و لبتنگ و با سخت جانی خویش در جنگ بود - اگر حرفے از روداد خود

سرودہ باشد۔ ہما ناخوشی تن راز محبت و انجمن را کلفت افروزدہ باشد تہ تکلف بر طرف دل
داشت ہمہ موج خوں۔ و سرے داشت سرمایہ جنوں۔ شبے بہ درازی شب نامے فراق
و بستے بہر اگندگی خاطر عشاق۔ بے خودی ہمہ نقد گنجینہ ہوش۔ و ہستی ہمہ تعبیر خواب
فراموش۔ و لولہ نامہ سکر و از جانے رفت۔ نالہ نامہ شید و دم نمیزد۔ گاہے شک
جگر گوں از دیدہ میسبارید۔ و گاہے برگریہ خود میخندید۔ گاہے از روزگار نالید
و گاہے از بخت نگوئی سار۔ گاہے براہر من لفریں کردے۔ و گاہے بر نفس خویشی تن
گاہے در جستجوے وقت رفتہ چپ در است سے نگریت و گاہے از عمر رفتہ یاد میگرد
میگریست۔ گاہے رشتہ ال چنڈاں دراز کردے کہ عنقا را اسیر دام خود پنداشت۔ و
گاہے از دور باش حراں آنچنان گستہ امید گشتے کہ سہل را دشوار و اندک را بسیار
اکاشتے۔ بالجامہ حالتے در پیش نہشت کہ قیاستے با خویش داشت۔ و غنیں ہنگام کہ صحبت
اجاب چوں فرقت محبوب ناگوار۔ و بذلہ اصحاب تلختر از طعنے اغیار بود۔ اگر سودے گشتہ
در سر و خلش این خار و جگر نمیداشتم۔ غنچہ خاطر مہیج نشکفتے۔ و در دلم نہ ہمار چارونہ پیر
رفتہ کہ مطلقہ دیوان حضرت خواجہ شیراز دے خالی کنم و بیکن و جگر عہ ازاں باوہ کنن غم
دین و دنیا فراموش سازم۔ ناگرفت از دریچہ ہوش این صدا بگوش خود کہ تان ہماں
حالی روشن نفس۔ اے بفہم اد اشناس و بفکر بالغ رس ہم شکر بریزی طوطیان بہتہ
دیدہ۔ و ہم نمہ بیلان عجم شنیدہ۔ یکے در چہستان سالک بیا۔ و دیدہ ددل رنجبت
تا شاوہ۔ تا داری کہ گلشن مسنی در عین خزان شکفتہ و شاداب است و نہال سخن در پایان
سوسم تازہ تر از عمد شباب۔ ندانم این صدے دلکش از کجا بود و چہ بلا گرمی اثر با خود
داشت کہ تا از پردہ گوش بدل فرو آمد۔ مراد من نگذاشت۔ چوں بخود باز آمد گرم از جا

بزفاستم و دیوان ساک خواستم۔ سبحان اللہ کتابے دیدم چون نسخہ جمال یوسفی سرایا انتخاب
 وزینجامے سخن را باز گشت حمد شباب۔ ایبا تش ریختہ امار شک پہلوی ووری۔ بیان ش
 سادہ اما نمونہ گفتار سعدی و انوری۔ مضامین ہمہ تازہ و نو۔ معانی ہمہ الفاظ را در کف قصید
 و غزل ہمہ طلسم رنگ بود قطعہ و رباعی ہمہ کرشمہ و جاود۔ ذکر فراق دل آویز ترازو عدہ وصال
 شکوہ جفا طرب انگیز تراز مشرودہ و فاد۔ آنجا کہ طول مقال است لفظ را اندانہ و وسعت خیال است
 و آنجا کہ اختصار بیان است بہت دیدار کوزہ نہاں است۔ منکہ خبر بگشتار پیشینیاں سرے
 و رکوبہ خموشاں گذرے نہ شتم۔ از حلاوت ایں ثمر نورس آنچنان کار کام و زبان ساختم کہ
 دل از ذوق قد نظیری۔ و چاشنی نمک غنی بجلی پرہ جستم۔ گویند ہر سخن بیخ را و غنبل
 سرائی طریقے خاص است کہ مراد ابدان طریق اختصاص است۔ یکے از آتش عشق مجا
 چراغے در راہ فکر نہادہ۔ و دیگرے از عالم حقیقت درے بروے دل کشادہ۔ یکے در بہت
 سنی بلند با عظام پرواز۔ و دیگرے در بہت معاملات و قوعی کرشمہ بیخ و بحر پرواز۔ یکے را
 وصف و لہذا پیرایہ بیان۔ و دیگرے را رشک اغیار تا زیانہ زبان۔ کتر کسے بودہ باشد کہ
 ایں ہمہ مراحل را بیک رفتار پیمودہ باشد۔ آری در ہر شیوہ سخن نغز گفتن و در ہر شستہ
 گوہر معنی سفتن۔ نہ حد ہر چرب گفتار شوخ بیان است۔ اما در حکمہ کہ غالب بادہ فروش است
 و سالک بادہ پیا۔ بادہ ما ہمہ سر جوش بہت و نشہ ما ہمہ رسا۔ اینجا سستی حرفیاں در شمار نہ
 بینی۔ اینجا حریفے در خار نہ بینی۔ اینجا لایے خوارانند بر چرخ موج زن۔ اینجا ویدی کشاند
 با عطار دہم سخن۔ اینجا نوانامے گوناگون از یک قانون بر سنجیند۔ اینجا ادائے گوناگون
 از یک طبع موزوں سر ہمینہند۔ اینجا ہر کس جان سخن بہت و سخن جان او بہت و حسن
 معنی از آن او بہت بلکہ آبیہ در شان او بہت۔ خاصہ آن آئینہ صورت نماے غالب۔ و

مرا و همچو سن ہزار را بجای غالب۔ اُس در سخنوری بکتا۔ و در پاک گوہری بے ہمتا۔ اُس در
شعلہ زبانی علم و در شیوہ بیانی مسلم۔ اُس رہبر و قدسی سالک جناب مرزا قربان علی بیگ
ستخلص بہ سالک لازال ظلہ ظلیلًا و ذکرہ جمیلًا کہ فرزند نمکتہ و درمی و نمکتہ سنجی اُستادان
اُستاد است۔ و جهان آباد از شرف وجود و مسکو و شس چنان آباد است۔ الحق اگر سخن را
صہبا میتوان گفت بخش سرجوش بادہ سخن است۔ و اگر شاعری رافن میستہ اُن اند
خواہر یگانہ این فن است۔ یارب چنانکہ ہند از غالب خلق آرا مگاہ رشک ایران توران
بودہ است۔ دہلی از سالک معنی پناہ غیرت شیراز و صفایاں باد۔

تقریر دیوان شوق

ایں دیوان غرابت عنوان از افادات مرحوم حکیم غلام مولی متخلص بہ قلیق است
کہ شاگرد و رشید۔ خان فیض المکان جناب غفران مآب حکیم مؤمن خان مؤمن بودہ اند۔ اصل
ایشان از میرٹھ و در دوازده سالگی از آنجا بہ خیر الہاد و جان آباد آمدہ و بہ کسب کمال و تحصیل علم
پرداختند۔ و تانانیکہ واقعہ طغیان سپاہ یاعی اُس شہر لطافت بحر امور و آفات مرکز
فتنہ و بلیات کردہ۔ ہمدینجا اقامت داشتند۔ مدت طویل زبان پارسی از انقباس متبرکہ
مولانا امام بخش صہبائی فراگرفتند۔ گویند از جملہ شاگردان آنجناب بہ جود و طبع و حدیث بہن
اختصاص داشتند۔ و صرف و نحو و منطق و دیگر فنون عربیہ را از ملا انتظام علی سہارنپوری اخذ
کردند۔ و طب از حکیم غلام نقشبند خان دہلوی کسب نمودند۔ و آن ایام کہ گلشن دہلی را آخر
فصل بہار بود۔ جمعہ از گرانایگان عالم معنی و پاک خرابان عرصہ سخن چوں غالب ذوق
و مؤمن و سائرین کہ در سخنوری و نمکتہ پروری فخر دہلی بل نازش ہندوستان بودند۔ دریا

معمورہ چاداشتند۔ و از فیض وجود ایشان عالمی را ہولے شعر و سخن در سراقادہ بود۔ حکیم منقول کہ با موزونی طبع وجودت ذہن فکرے بلند پرواز داشتند۔ با وجود مشاغل علیہ نتوانستند خود را ازین بادۂ مرد افکن برکراں دارند۔ لاجرم داعیہ غزل سرائی در خاطر ایشان پیدا آمد۔ مومن مرحوم را چنانکہ از مطالبہ دیوان ایشان مفہوم میشود بہ استادسی برگزیدہ و رفقہ رفتہ در خاطر استاد موقوع قبول یافتند۔

مخفی مباد کہ مومن مرحوم در غزل و اصناف دیگر از سخن دو طریق سلوک داشته اند یکے عام و دیگر خاص۔ طریقے کہ عام است و آن کثرت است۔ ہمیں طریقہ تیر و میرزا و سائر رستخہ گویان نامی و استادان گرامی است۔ و طریقے کہ نتیجہ طبع و تقاد ایشان مخصوص با ایشان است۔ اگرچہ از شاہراہ عامۂ شعرا بیگانگی دار و اما سبب شہرت و بلند آوازی حکیم سابق الوصف شدہ ایشان را در چار سوے ہندوستان یہ استادسی دنازک خیالی و وقت آفرینی علم ساختہ۔ از انجا کہ حکیم مولی بخش قلق راہیل طبع و مناسبت خاطر بطریقہ خاصہ خویش دیدہ بودند نظرے خاص بحال ایشان مے گماشتند و بعدا وہ اصلاح سخن و القاء غوامض و وقایق این فن انواع لطف و کرم و اصناف شفقت و عنایت مبذول میداشتند تا آنکہ سخن ایشان نوے پختگی پیدا کردہ۔ ہر جا کہ بزم مشاعرہ انعقاد مے یافت با استادان دیگر ہم طرح شدہ داو غزل سرائی میدادند و حاضرین را تعجب بر تعجب و حیرت بر حیرت مے آفر و دند۔ چون آتش بنی و فساد در چار سوے دہلی بالا گرفت۔ مانے بہتر از آنکہ بطن گاہ خود معاودت کنند۔ در میان نہ دیدند۔ ناگزیر از دہلی بہ سیر ٹھ رفتہ ہمد را بجا رخت اقامت انداختند۔ و تا سال ہزار و دویست و نو ہجرت ازین خاکدان بہ عالم جاودہ ان است در انجا بودند۔ در بعضی مدارس دولتی خدمت دریں فارسی با ایشان

تعلق داشت که وجه معاش و سامان قوت لایموت ایشان بود. بسیار تانع و غیور و بفضل و
 هنر از مال دولت مستغنی و در شعر و سخن عمدتاً آنکه به استادی علم بودند و نیز در طبها بت
 دسته داشتند و نکته از اوقات غریب را در حاله و در اواسط مرضی بذل مینمودند از وصایا
 ایشان که پیش از وفات با کمین برادر خود در میان نهادن ریکی آن بود که دیوان اشعار
 ایشان را بقالب طبع ریخته اشاعت آن کرده باشند. یگانه دادگر مگر گستر و فرزانه هنرور
 هنر پرور بابو محمد عبداللہ کہ برادر محسن حکیم مغفور میباشد. با آنکه در مدارس انگلیسی تعلیم یافته
 عمر دین وادی بسر برده اند و چنانکه داب اکثر از انگلش دانان است. ذوق شعر و سخن
 کتر دارند و نیز از خدمات متعلقه خود فارغ نیستند. باز وصیت برادر مرحوم را انجمله قرض
 مکتوب دانسته کوشش طبع و توجہ فوق العادہ و طبع و اشاعت کلام ایشان بکار
 بردند. و مانند اخلاف رشید و اعتقاد بحید وصیت آن مغفور بجا آورده نام برادر را
 به گیتی تکرار خود را از برادر مکنونام تر ساختند.

لراقمہ

اگر برادران زینال مہر دوستی دارند چوں رسد بفرزندان نوبت مگوئیاہ

عرض داشت بحضور اب کلب علی خان ہادرسیں امپور
 و شکر عطیہ یو ال فارسی سوم بہ دہلی خاقانی و مجتہد شرفانی کہ در التیاج



عالم پناہا! سہ روز است کہ بعدیک ما بہ سفر نوبت کہ در اوائل رمضان
 فخریہ بحسب ضرورت اتفاق افتادہ بود بہ دہلی رسیدم و بہ منبت و نشیئہ اکبر اعظم کی

وَرَقَةُ التَّاجِ و دیگر دستنبوے خاقانی بتوسط مکر میسیز داغ بر خور و م تا بسبب
تاخیرے کہ در گذاردن فرضیہ سپاس گذاری بالا مضطر را بالا اختیار بروے کار آمد
بنایت منفعل شدم۔ اما الحمد للہ غم الحمد للہ کہ کار با حضرت کریمے است کہ ہم خطا پوش است
و ہم غدر پوش۔ بالجمله در شان ایں ہر دو شاہد رعنا زبان بحد کشودن روشن سپر
بخل و تخمین بر نمودن و صبر بحر محیط را بگزم پیون است۔ سبحان اللہ با و صفت مناخر
وینی و ویدی و کمال است۔ صوری و معنوی و فضائل علی و علی و محاذ خلقی و خلقی و محاسن و ہی
اکتسابی در نظم و شرا و وفاسی نیز کہ درون مرتبہ جلیہ خادم والا مقام است مکانے ارجند
کہ امر و باز است قدسی صفات است۔ در عاتقہ انہائے زمان عموما و در اہل صنعت
خود صما کتر و یہ میشود۔ وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُعْطِي تِلْكَ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ کہ سانیکہ شعر اتمیص خود ساخته اند و عمرے دراز ویریں وادی خاک پیزی کو
ہر آئینہ از منظر لگاہ خسروی ہر اہل و در آقاوہ اند۔ آری ۵

فیض روح القدس ایاز مد و فریاد دیگران ہم بکنند انچہ میسجا میسکو
یارب شجرہ طیبہ ذات ملکی صفات کہ اہل او در زمین و فرج او فوق السبوت است ابد
الابدین و ہر الداہرین از ثمرات کوئی والی بار و بر فرق انہائے امانی و آمال سایہ
گستر باد ۶

ایضاً

بعد از تقدیم وظائف خیر اندیشی و دعائے صحت و سوسیت مزاج اقدس اعلیٰ کہ
عین معین فیض عام و رکن رکین بنائے اسلام است بوضع مطلبے پرواز و امید گاما
دریں نزدیکی سمع فدوی ہوا خواہ رسیدہ کہ انداز خوشی مائے دیرینہ دریں روزنا تغیر غریب

بطبع اشرف بندگان حضور راه یافته است - ہمیں کہ این خبر مشتوش بگوش خیر سگال خورد
 سوابق حقوق خسروی کہ قرۃ بعد اُخس لیریں بندہ متحقق ہوئے است برآں آورد کہ خود مُہلت
 یک ساعت نہ دادہ زود از بجائے برخیزد - وہی قدر عجلت کہ میستوان بکار برد بجا آوردہ ہرگز
 دولت رسد - چشم تمارا بنور جمال با کمال منور گرداند - اما یک ماہ بیش گذشتہ باشد کہ
 بہ عوارض نزل از شعال منقوط ذوات الجنب وغیرہ مبتلا است و ازین جهت در اداس
 فرائض خدمت متعلقہ نیز قصورے راہ یافتہ است و نیز نمیتواند خود را بہ وطن برساند
 پس بکمال شرمساری و خجالت خوے از جمین سر دادہ و سر دہشیں افکنندہ تہمید غدرو پویش
 جارت میسماید - بو کہ بموقف اجابت رسد - وسیع ذلک غرم جرم کرده است کہ ہر گاہ در عرض
 لاحقہ افاتے ہم رسید علی الفور باندا از تقبیل عقبہ عالیہ خواہر شتافت - و ہما لکن از عمد
 بعضی از حقوق بندگی بیرون خواہر آمد - امید از در گاہ قاضی الحاجات و مجیب الدعوات
 اُن دارد کہ لشکر دعائے عالمی از مساکین و ضعفاء و ارامل و ایتام و صالحان و زما و فقرا
 و عباد و دیگر بندگان الہی کہ از مادہ نعمت خسروی بہرہ رے رابند و در سایہ عاطفت حضور
 تربیت میسپا بند - زود مدافعت جملہ بلیات و متفاوت تمامی کردات تواند کرد کہ فی عباد
 علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا را و القضا فرمودہ است - اللہ معکم و ایستاکم ثم +

عریضہ بنام نامی جناب مرزا اسد اللہ خان غالب بیان معنی
 شعر نظیری کہ جناب روح آنرا ناقص العیار و نظری دادہ بود و حسبِ مہلت
 قبلہ کہ جسہ - سخن را کہ اندازہ و امان گفتار و ادب شناسان معنی از نظر اعتبار انداختہ
 باشند - گوہر از نظیری و عرفی باشد ہیچ تاویل و توجیہ طراز قبول نتوان داد خاصہ بسعی منہ

کہ بلکہ راہ سخن و مرد این فن خود نیم چگونه این نقش درست تواند نشست۔ الحق شکسته
 را بستن و گسسته را پیوستن و پارہ را دوختن کارے است پس شوار و دشوار تر از آن است
 طرف شدن با استادان فن و مردان کار۔ و انگاہ با کسیکہ در سخنوری و سخن دانی و نکته نبی
 نکته رانی یگانہ روزگار بوده باشد۔ حقا کہ پاس آتشال امر واجب الاذعان در نظر دارم و در
 وزنگارش معنی شعر نظیری کہ مخدوم آں را نظری داشته اند ہرگز جراتے بکارنے رفت چہ
 مرا کہ از آن چشمہ آب خورده ام و از آن ماندہ زلہ رہودہ ام۔ اگر بفرض محال رہے در فہم معنی
 شعر بر صواب بودہ باشد۔ در برابر گفتگوئے کہ ہاں حضرت در میان آید چارہ جز تسلیم و
 جواب جز نہ غوثی نیست۔ واللہ الحمد کہ سر از فرمان نہ چپیدہ ام۔ اگرچہ بیشتر ادب
 از دست رفته است۔ خطا نمودہ ام و چشم آفریں دارم۔ والسلام مع الخیرۃ والتکمیل

قال نظیری

جذب عشقم فی المثل و حسن پیدا ساختن خضر چاہ یوسفم از آب حیوان نیستم
 بدانت خاکسار قائل از عشق و حسن دین شعر عشق و حسن مطلق خواستہ است چنانکہ این
 ہر دو مفہوم از حدیث قدسی کنت لکرا خفیفیا فاحببت ان اعرف فخلقک الخلق
 استفادے شود۔ کمتر محفی ہماں حسن مطلق است۔ و اقتضائے ذاتی کہ از لفظ احببت تنبا
 میشود تعبیر از آن بشوق میتوان کرد۔ اگرچہ منشاء ظہور کنر محفی ہماں اقتضائے ذاتی است
 و پس۔ اما اطلاق منشاء بر ایمان موجود است۔ ہم کہ بمنزلہ علتہ ماوۃ اند۔ مراں ظہور را
 و امثال مقدمات خطابیہ و شعریہ میتوان کرد۔ قائل دعوائے میکند و در دعوائے خود
 صادق است کہ منکر از جملہ ایمان موجوداتم در پیدا ساختن حسن مطلق حکم جذب عشق پیدا
 کردہ ام۔ گویا خضم کہ از چاہ یوسف نشان میدہم نہ آں خضر کہ از آب حیوان نشان میدہم

خود را بجذب عشق - و کثر محنتی را کہ عبارت از حسن مطلق است - میوسف در چاه افتاده تشبیه داده است و در وجه تشبیه ظاہر است فقط .

بنام جناب قاضی عبدالرحمن مرحوم پانی پتی متخلص بحسن

یارب این قدر سرگرمی آرزو و فرعون سرری خواش اگر از جنون جولانی ہیوس نیکو
 طبع خام است - چیرغم کہ دبدم زغم دروں در بالیدگی و پیکر جان در کابیدگی و بیتابی دل
 در غرونی و توسن صبر و صرونی چر است - و اگر اینهمه تو علمیه نیما از خونگرمی مهر و فاد بلاستی
 شوق کار فرما است - انحصیت کہ صاعقه محبت هنوز بجزین آسایش دست بختے شکمشته
 و صحر تاثیر دوستی برده بے نیازی از خاطر نازکش بر بنداشته - چه اگر آنست دیر تر صورت
 نہ بند و اگر نیست از دل بدل زود میوند - کما بیش شش سال ست کہ دل جویائےصال
 جان آرزو مند ملاقات و چشم طالب دیدار و گوش مشتاق پیام است - دیر کہ کچند از غصہ
 انتظار - دندان بر جگر افشردہ و روزگارے بیاد و دستارے بسر کرده باشد - سے داده
 کہ جاوداں بہ عذاب فرخ مست ملا بودن بہ کہ ساعتے در امید واری گذرانیدن - آہ اژمن کہ
 عمرے بدین غم و غصہ و تپش اضطراب گذرانیدہ و مشبہا از قلق جدائی سختہ و در فدا
 آویزیش رونی نیار میدہ ام

بے تو گزیتہ ام تلخی این در بونج بگذر از مرگ کہ وابستہ بنگائے بہت

ہر چند وز نگارش احوال خود و پریش اخبار ہمہ کہ تصورے و درنگے کہ رفتہ نہ از آنسو بلکہ از نیو
 ہم بروے کار آمدہ - و ازینجاست کہ در شکوہ گذاری خامہ را و لیر نیست و انم کرو - اما اگر راست
 پرسی و از حق نہ رنجی نیست و انم گفت کہ دیر پس جوے اخبار و تفتیش احوال کوششے کہ بجا آورده

و جہدے کہ بکار بردہ ام مرا از عمدہ پیام گذاری و نامہ نگاری بدر آورد۔ اگر باز نکنند اینک
عالمی بر صدق دعوی من گواہ هست۔ ہر کجا کہ رفتہ۔ با کسے از روشناسان شما
بر خوردہ ام اول از شما پرسیدہ ام۔ باز سخن دیگر بر زبان راندہ ام۔ اما از شما آئینہ التفات
بلکہ صدیک ازاں ہم چشم ندانم۔ و چگونه چشم توان داشت کہ با آنکہ زمانے درانہ و پانی پت
اقامت و رزیدند و با بسیاے از آشنان و بیگانہ صحبتہا اتفاق افتاد۔ اما یاد ندارم کہ در
پانی پت کسے کریا آوردن شما ازین ناکس گنام بیان آوردہ باشد۔ حقا کہ استواری
اساس مودت و اتحاد و صفائے مشرب و خالص نہ بجدیت کہ آن ہیچ حد نہ
جا تواند جنبید و ایں ہیچ کہ ورت متغیر تواند گشت۔ ورنہ داد آنت کہ در میانہ آشتی
و بیگانگی گردش چشمے بیش نیست۔

نوسیدی از وصال تو طاقت گذار نہ بود صد جاگرہ زویم امید بریدہ را

الحاصل بندہ تا یک ماہ در دہلی مقیم است امید کہ زود نہ دیر جواب ایں خلاص نامہ از زانی
فرماید۔ بدین نشان کہ لغافہ در دہلی متصل چلی قبر بر سر کان نواب محمد رفیع خاں مرحوم
مکتوب الیہ برسد۔ ان شاء اللہ تعالی بعد رسیدن جواب آل سرگزشت ایام حمدانی
بتفصیل نگارش خواہم کرد۔ اکنون کہ ورق بیایں سید و مجال وقت تنگ و فسانہ ہر روز
نامہ بر سر اشتیاق تمام ختم شد۔ والسلام والا کرام

ایضاً

رسید نہاے منتظر ہا بہر استخوان غالب پس غمے بیاد دم اور غم را و پچاں را
اسعد اللہ کہ نامہ والا بعد مدت دراز رسید و رابطہ دیرنیہ را نوی بخشید و مرا از شکایتہا بچا

منفعل ساختہ دلتیم کہ بر انداختن مرا ہم صورتی پیوند معنوی رازیان نہ دارو۔ اما این
 هست کہ چون راه نامہ پو پیام بستہ شود و این حالت میخستہ بے رازی کشیدہ تلکے راز ہر دو
 جانب بحکم بے اختیار یہاں شوق سرشتہ ضبط و تکلیف از دست نرود و سر حرف باز نتوان
 کرد۔ و باخبر ہمدگر بہر متوان غور۔ گمان نیز نہ کہ در پردہ سپاس گذاری بروست منت ہم
 ہمانا شکرے کہ بوسے شکایت نہ دہد و سختی کہ کنیا بہ ادا کردہ نشود۔ بیگانہ مذاق آشنائی است
 ورنہ حاشا تم حاشا کہ اندیشہ دیگر و سینه اخلاص آگین گنجایش داشتہ باشد۔ چوں از سر گذشتہ
 مخلص استفسار فرمودہ اند پارہ ازال گذارش کردہ میشود۔ مخفی سبب کہ ہر گاہ سنگ تفرقہ
 بر سر جمعیت رسید و گلشن فراغ را موسم خرافا پیش آمد۔ شہاد گور گانہ از یار و یار و دور
 من ہم بہ پانی پت و نیکبختہ جدائی رنجور۔ دوسہ سال در بیت الحزن معتکف بودم دل میرید
 را بوعبدہ امر و زو فروداہی فریستم۔ تا آنکہ لشکر و حشمت ہجوم آورد و سرشتہ ثبات از دست
 رفت۔ رخت سفر بندہ بلی کشیدہ آمد۔ و از آنجا بمیرٹھ و از آنجا بہ مراد آباد۔ و باز مراد آباد
 بجانب سکندرہ اتفاق مراجعت افتاد۔ روزی چند ہم و آنجا بخدمت برادرِ مکرّم اقامت
 ورزیدم۔ چوں دوسہ ماہ بریں برآمد و خواہش کہ دریں کشش و کوشش مطمح نظر بود و لائی
 نہ پذیرفت۔ ناچار باز مانہ ناسازگار و ساختم۔ نواب محمد مصطفیٰ خاں بہادر رئیس جہانگیر آباد
 در بلند شہر اقامت داشتند۔ مراجعت ایشاں بردند۔ بعد از آنکہ گفتگو با و پرس و جو نا
 بہ میان آمد بحکم مناسبت کہ دیدند مراد گوشہ خاطر جا دادند و ہماز دست خود برگرفتند۔ کما
 بیش چار سالست کہ در جہانگیر آباد زندگانی بسرے برم۔ و جہد محاش اگرچہ ماقول کافی است
 اما لطف صحبت از حوصلہ توقع فزوں تر است۔ دریں روزگار کہ آدمی عنقا و آدمیت حکم
 کبریت احمد دارو۔ ملازمت ایں یگانہ روشن طبع آگاہ دل راز فتوحات غیبی نے شہر ہم

ذهن ثاقب و فهم رسا و طبع جواد و خلق کریم و فکر صائب و نظیر عقیق بدین پایه کمتر دید شد
الحق فرشته راطع کرشمه سنج و خاطر سحر آفرین بخشیده بصورت انسان آفریده اند و لنگه
خون گرمی خلف الصدق ایشان خواب محمد علیها که بحلیه تہذیب آراسته و زیور الہیت
پیرایه فروغ است مرا از من ربوده است سخن کوتاہ ماست دایم که اگر چہ برین شک
بروز می رسد شکست

روزگام گر چنین با او نظیری بگذرد رشک عالمی را بر من احوال من

شنیده ام که درین عرض مدت و زرش سخن را بنهایت کمال رسانیده اند از مرزا
صاحب اکثر تائیدها و بارہ آن مکرم شنیده ام حیث صدق و حقیقت که من بگفتار شما
کار کام و زبان نسازم و بیگانگان از آن کامیاب شوند امر و زہد پانی پت میسر و زم
رمضان ہم در آنجا بسر می برم - پاسخ اخلاص نامہ بہ پانی پت فرستہ و زود فرستند یک
و دو غزل از تبلیغ فسر کنند در آن محیفہ رقم فرمایند - و اگر فرصت و وقت دہد و زمین غزل
نظیری کہ بالا گذشت سگالش فرمودہ سامعہ یاران بنوازند - بار ما تذکرہ صاحب با
خواب صاحب در میان آمدہ است - اما از گفتار شما هیچ نشنیده اند - و اما کن شوق بسیار
دارند - دیگر آنکہ طول ایام جدائی بنهایت رسید و چرخ شفق بہ چرخاں در عمدہ تفرقہ
اندازیت - و فرصت جمعیت چون قوت رقتہ باز آمانی نمی نماید و غالب کہ نقیصہ
زندگی در آنہ و من میما بگذرد - اکنون کہ ماہ رمضان است - تقریب عزم وطن بہتر از
بست نخواہد آمد - اگر آن مکرم نیز درین ایام بہ پانی پت بیایند و ماہ مبارک ہمراہ آنجا
بسر برند چہ خوش باشد - وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ

بنام جناب منشی میر احمد صاحب مینائی

ساختن ممنون دیدار و بخت سر سوختن از تضرع مالتی سران خدا داد و منت
یار رب هر دو سے را بدو سے چاره می ستوان کرد و هر گز به را بنا نخبه باز میتوان
نمود۔ اما سوز و دل که متن نام دارد و تمام دگرش ناشکیبائی است چه باز حتمی است که
بہ هیچ افسوں چاره پذیر نیست تشنه را بدیم آب و گرسنه را به پاره نانے تسلی میتوان
داد۔ و آرزو مند و یار به صال جاودانی سیر نتوان کرد۔ از اینجا است که پروانه و صدف
چراغاں از تپ و تاب باز نہ است۔ و دلیل در عین بهاراں از ناله و شیون دم
فرو نہ گیرد۔ گوئی مغلوب سطوت شوق نوش از نیش و بجز از جمل باز نشناسد۔
وَلِلّٰهِ دَرَسٌ مِّنْ قَالٍ ۝

قَالُوا لَوْ لَقَا الْحَيٰثَ لَمَكْنُجُوْا تَسْلِيَةً وَلَكِنَّ هٰذَا سَوْفٌ هَدٰى بِيْ هَفْوٍ ۝
قَالُوْا صَبْرٌ عَلٰٓهٖ هٰذَا الْاَعْمَالُ ۝ يٰحُوٓسُّ اَلَسَمَّ تَرٰ يٰ قَاتِلَ كَرِيْمٍ ۝

بے پزنیامه که نامه نامی خدام نزول اجلال فرموده از جمال دل آسای شری و جلوه شمس
رباعی شایه نظم دو غرضه حدیقه معنی برده دل باز کشید و از حضور روحانی که بحکم سابقه
ازلی و ایام سر بوده است و خواهد بود به شهود جسمانی رسانید۔ و حجاب و رمی که پرده صبر
بهودنه غشاوه بصیرت از میان برداشت۔ چای آن بود که از پس شادی بر خود بایست
و در پیر بن نگنجید۔ اما شلم شوق کار فرما نگذاشت که نخبه و آیم و از صبر رحمت
بهره بایم۔ با بجز جگر تشنگی طلب بجای رسیده که بزلال وصال هم فرو نشینیست
تا به نامه و پیام چه رسد۔ حیرانم که درین کشش و کوشش چه می جویم و چه می جویم

میگرم و از گریه چو طفل غمخیز نیست در دل توجہ هست ندانم که کد هست
 ہیبت مضمون شکریم در لباس نظم او کرده مشید و پا نازده شورش پنهان هنوز یکے از
 صد گفته ام - به کہ بجز بیان معترف شوم و سخن بریں یک ہیبت عرفی تمام کنم
 غمزه چوں تیغ ز ندلب نہ کشائی عرفی کہ بہ تحسین تو کیفیت زہارے هست
 والتسلیہ

نظم عربی

نظم عربی جو مخدومی منشی محمد کرم اللہ خان ام بقاؤہم کی شاہد کتب خانہ
کے موقع پر بطور مبارک باد کے پیاری کی حالت میں لاہور دہلی بلکھی گئی تھی

بنفسی ما بہ جاء البشیر	وما أفدی بہ شیء یسیر
فبشرنی وقد القیت سمعی	بسو لا یکافئہ سرو
فقت اذ اوکیف یقوم مثلی	خیف الیس یبعثہ النشور
شکیلا لایضاحبہ انیس	غریبا لایزار ولا یزود
تسیت ولما ذکر انشی ہمو	فما لہذا الانشاط وذا السرد
ارعی الاسرجاء قد ملئت بہاء	وفی القمرین فوق النور نور
فیما للربیع من ربیع بھیج	بہ صعب واخوان حضور

۱۱ میری جان فدائو اس خبر پر جو قاصد لایا ہے مگر جو چیز میں نارا کرتا ہوں وہ حقیر چیز ہے ۱۲

۱۳ اُس نے مجھے ایسی خوشی کی خبر دی جس کی کوئی خوشی برابری نہیں کر سکتی ۱۴

۱۵ میں خوشی کے مارے کھڑا ہو گیا مگر مجھ جیسا ناتوان کیونکر کھڑا ہو سکتا ہے جسکو یوم نشور بھی نہیں اٹھا سکتا ۱۶

۱۷ ایسا بیمار جسکا کوئی دوست نہیں اور ایسا مسافر کہ نہ اُس سے کوئی ملے اور نہ وہ کسی سے ملے ۱۸

۱۹ میں بھول گیا اپنے رخ جسکو بھول نہ سکتا تھا یہ کیسا نشاط ہے اور کیسی خوشی ہے ۲۰

۲۱ میں چاروں طرف روشنی ہی روشنی دیکھتا ہوں اور چاند سورج میں معمولی نور سے زیادہ نور پاتا ہوں ۲۲

۲۳ وہ پردہ فن مجلس کیسی مجلس ہوگی جس میں بار بار بھائی جمع ہوں گے ۲۴

كَانَ النَّاسَ حَوْلَ لَعْرِ بَرِّكَ كَانُوا بَخْوًا بَيْنَهُمَا قَمَرٌ مَنِيرٌ
 وارجو حضرة الاصحاب فيه بشوق لا الى هوس يصير
 فانيك فاتني ما كنت ارجو اذ اقد فاشي خير كشيء
 احب ولسنت الكذب عرس قوم لهو ولسهم شان كبير
 ابوه فجلده وهلم جبراً سرى او غنى او اصيل
 له في ذاته كرم عيسىم كما في اسمه كرم شهيد
 فقرت اعين الزوجين قراً الى ما كان للدنيا قرور
 وكان مباركا لهما ازواج يؤد لا يد اخلاء نفور
 فباطنه كظاهرة صلته واخره كاوله جود

۱۔ گویا کہ لوگ دو طہاکے گردستارے ہیں اور اُن کے بچ میں چاند روشن ہو ۱۶

۲۔ میں وہاں یاروں میں شامل ہونے کی آرزو رکھتا ہوں۔ دلی شوق سے نہ جھوٹ مورث ۱۲

۳۔ پھر اگر میری یہ آرزو پوری نہ ہوئی تو بڑی دولت میرے ہاتھ سے جاتی رہی ۱۲

۴۔ میں بچ کتاہوں کہ مجھے اُن لوگوں کے دو طہا سے محبت ہو جن کی اور جن کے دو طہا کی بہت بڑی شان ہو ۱۳

۵۔ دو طہاکے باپ اور دادا اوپر تک یا سر دار تھے یا دیہتمند یا حاکم ۱۲

۶۔ دو طہا کی ذات میں بھی کرم عظیم ہے۔ جیسے کہ اُس کے نام میں مشہور کرم ہے ۱۲

۷۔ خدا کرے جب تک کہ دنیا قائم ہے۔ میاں اور بی بی دونوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں ۱۲

۸۔ اور دونوں کو یہ عقیدہ خالص محبت کے ساتھ مبارک ہو ۱۲

۹۔ اس عقیدہ کا باطن منہل ظاہر کے بھلائی ہو۔ اور اس کا آخر اول کی طرح خوشی ہو ۱۲

ذیل کی بیات دہلی کے اجاب کو لاہور اسوقت لکھ کر بھیجی گئی تھی جبکہ اقم
ولی سید لکھ لاہور کے شہر ترمیم میں چلا گیا تھا اور دوستوں کی جدائی میں غم تھا

هَلْ مِنْ بَيْتٍ عَنْ مَحْضُورٍ لَا هَوَاً
عَنْ بَيْتٍ فِيهِ بَعْدَ الْكُورِ بِالْهَوَا
إِلَى دِيَارِهَا سَلَمَى أَهْلِيهَا
أَنْ لَمْ يَكُنْ فِي زَوَارِ الْبَيْتِ مِنْ خَيْرٍ
هَلْ فِيكُمْ مَنْ يُوسِخُ إِثْرَ السَّفَا
بِمَا مَضَى مِنْ وَامِ الْفُرْقَةِ الْوَدَا
وَلَمْ يَنْكُحْ حَتَّى تَنْكُحْ الدَّهْرُ بَرْجُوعِي
يَوْمًا يَجِدُ وَيَوْمًا كُنْتُ فِي غَوْدٍ
لَكِنِّي رَأَيْتُ فِي حُكْمِكَ قَدْ عَمِي
فَلَنْ أُحْوَلَ عَنْ طُورٍ إِلَى طُورٍ
إِنِّي أَرْجُبُ وَأَهْوَى أَنْ لَا فَيْدُ
لَكِنِّي رَأَيْتُ فِي حُكْمِكَ قَدْ عَمِي
وَأَنْ لَمْ يَكُنْ فَوْكُومُ مَسْعَايَ أَوْ سِيرٍ
إِنِّي أَرَانِي وَقَدْ انْضَيْتُ مِنْ نَصَبٍ
وَأَنْ لَمْ يَكُنْ فَوْكُومُ مَسْعَايَ أَوْ سِيرٍ
رَأَيْتُ نَفْعِي طَوَى فِيمَا يَرَى خَيْرِي
وَأَنْ لَمْ يَكُنْ فَوْكُومُ مَسْعَايَ أَوْ سِيرٍ

۱۰ کوئی ہے جو پیغام پہنچائے لاہور میں گھر سے ہوئے کی طرف سے جو کہ وہاں اگر آسائش کے بعد تکلیف میں مبتلا گیا ہو
۱۱ اُس یار میں جہاں سہمی ادا اسکے امانی مولیٰ بستے ہیں یہ پیغام کہ جدائی کے زمانہ میں بھلائی بالکل نہ تھی
۱۲ تھ کوئی تم میں ایسا ہی کہ جو غمخواری کوے ایک حیرت زدہ کی جو گزشتہ صحبتوں اور ملاقاتوں پر نفوس کر رہا ہو
۱۳ تھ ہمیشہ زمانہ کے انقلاب مجھے بے آرام کرتے رہے ہیں کبھی بلند جگہ اور کبھی پستی میں میری گزرتی رہی ہو
۱۴ لیکن تمہاری محبت میں میرا قدم جا ہوا ہی سو میں ایک حالت سے دوسری حالت پہنچنے والا نہیں ہوں
۱۵ تھ میری خواہش اور میری آرزو یہی کہ تم سے ملوں اگرچہ تمہاری طرف دوڑنا اور چلنا میرے اختیار میں نہیں
۱۶ میں جبکہ غم سے تحلیل ہو گیا ہوں اپنے تئیں ایسا پاتا ہوں کہ اپنے میں اور دوسرے میں تمیز نہیں کر سکتا
۱۷ تھ مگر میں نے علم الہی کو سراہ کر محبت سمجھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ میرے غم میں میرا نفع منہم ہے

إِن جُؤِمَ مِنَ اللَّهِ بَعْدَ الْعُسْرِ مُبِيرَةً إِنَّمَا عَلَى مَهْلَةٍ مَا وَاعَلَى فَوْزَ

ذیل کی نظم کا ڈرامائی صائب کی شان میں اس وقت لکھی گئی تھی جبکہ وہ لاہور میں
قائم مقام ڈاکٹر سر شمسہ تعلیم تھی اور راقم سر شمسہ ترجمہ میں کام کرتا تھا۔ اور
صاحب مہلج سے ایک معاملہ میں سفارش کا خواستگار تھا۔

لَنَا أَسْيَابٌ مِثْلُ عِنْدِ خِصَامِ صِدَّةٍ	تَكُونُ بِنَا أَنْ نَلْتَجِيَ بِالْقَضَائِدِ
فَنُتْنَى عَلَى مَنْ كَانَ يَكْفِيْهِ أَصْرُنَا	وَلَا سِيَّامَنْ كَانَ أَشْعَرُنَا قَدْ
وَأَنْتَ الَّذِي تَحْوِي الْفَضَائِلَ جَبَّةً	كَمَا تَحْتَوِي الدَّمَاءَ جَمَّ الْفَوَائِدِ
فَتَشْنَاكَ تَفْتِشُ اللَّحَاةَ عَنِ الْعَدَى	فَلَمْ نَرِ شَيْئًا فَيَاتِ غَيْرَ الْمَحَادِ
لَقَدْ قَلَّمَا وَلَيْتَ أَمْرَ جَمَاعَةٍ	فَمِيَزَتْ مِنْهُمْ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدِ
وَمَنْ ذَا الَّذِي يَغْرِؤُكَ ذُرِّيَّ لِسَانِهِ	فَأَنْتَ لَا تَنْشُرِي ضَالَّكَ بِكَاسِدِ

۱۱ اب میں خدا سے سختی کے بعد آسانی کی امید رکھتا ہوں خواہ کس قدر دیر کے بعد اور خواہ جلد ہی ۱۲

۱۳ ہم بیشیا دے جب ہمیں کوئی حاجت پیش آتی ہے تو مدد یہ قصائد کی پناہ لیا کرتے ہیں ۱۴

۱۵ ہم سب شخص کی تعریف کرتے ہیں ہمارے ہمارے ہی کے خدو ہوتا ایسا شخص جو شاعر اور نقاد شخص بھی ہو ۱۶

۱۷ اور تو وہ شخص جو کہ تجھ میں بہت سے فضائل جمع ہیں جیسے کہ دریا میں بہت سے فوائد جمع ہوتے ہیں ۱۸

۱۹ ہم نے تیری اس طرح چھان بین کی جیسے نکتہ ہیں اعدا کی کرتے ہیں گزرتی ہو گئی ہم نے تجھ کوئی شے خوبصورت سو ۲۰

۲۱ تہہ ہڑ سے ہی دن ہرگز تو ایک حکمہ کا افسر بنایا گیا، سو لیسے اسیں ایک ایک کو ابھی طرح پرکھ لیا ۲۲

۲۳ وہ کوئی شخص جو جسکی چرب زبانی تجھ کو دہو کا دے سکے۔ کیونکہ تیری پسند نہ سکے کو نہیں قبول کر سکتی ۲۴

۲۵ یہ وہی کارڈری صاحب ہیں جو آخر کو ٹیڈنٹ متھر ہو کر جیہ رہا باؤ گئے اور کئی سال ہاں ریڈیٹ رہے ۲۶

وَلَوْ يُنْسِكُ الْغُيَابَ عَنْكَ مَغِيْبُهُمْ
فَعَنْدَ الْحَقِّ الْغَائِبِينَ كَشَاهِدُ
أَتَيْتَ بِبَدِيعٍ لَمْ يَجِدْ قَبْلَ وَاحِدٍ
إِلَيْهِ سَبِيلًا مَنْ ذِكْرِي وَخَامِدٍ
كَشَفْتَ غَطَاءَ عَنْ خَبِيَّاتٍ هَوْنٍ
كَمَا كَشَفَ الصَّبْرُ الدَّجَى عَنْ مَرَاقِدِ
وَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْفَضْلِ لِلْمَرْءِ حَاجَةٌ
إِلَى غَيْرِهِ مِنْ بَشَائِطِ الشَّوَاهِدِ
مَنْ حَتَّكَ حَتًّا غَيْرَ مُطَرِّمٍ مَبَالِغٍ
وَشَانَكَ عِنْدِي فَوْقَ تِلْكَ الْمَحَامِدِ

سپارک بادشاہی کتخدانی جناب مرزا ثریا جاہ صاحب گورگانی
خلف اوسط جناب مرزا ہدایت افرام المعروف مرزا آہنی بخش مرحوم
جو میرے عزیز و دوست مولوی مرزا اشرف بیگ ہم کی فرمائش
سے لکھی گئی تھی

أَتَيْتُ اللَّعْنَ خُبْرَةَ آلِ قَوْمٍ
إِلَيْهِمْ يَنْتَهِي كُلُّ الْمَعَالِي

۱۱۔ تم جو کہ غائبین کا نظر سے اوجھل رہنا چاہتے ہو۔ تمہارے نزدیک غائب اور حاضر ہیں کچھ فرق نہیں

۱۲۔ تم نے ایک ایسا نادر کام کیا جو کہ تجھے پہلے کسی نے نہ کیا تھا اس کو اس کا رستہ نہیں

۱۳۔ تم نے جو میر کی نظم کی مشکلات کا پردہ اس طرح اٹھا دیا ہے جیسے صبح خواگاہوں سے اندھیرا زائل کر دیتی ہے

۱۴۔ کیا اس فضیلت کے بعد آدمی کو کسی اور روشن تر شہادت کی حاجت باقی رہتی ہے؟

۱۵۔ میں نے تمہاری تعریف سچ سچ بغیر ہیانہ کے کی ہے۔ مگر میرے نزدیک تمہاری شان اس تعریف سے بالاتر ہے

۱۶۔ تو اوصاف سے محفوظ رہو۔ اے ان لوگوں کی اولاد کے انتخاب جن کی طرف تمام بڑائیاں منتہی ہوتی ہیں

۱۷۔ کارڈی صاحب نے ان کے مشہور شاعر میر کی کتاب نظر یعنی الیوم کا ترجمہ یونانی سے انگریزی نظم میں کے نکلتے
میں بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ یہ اسی ترجمہ کی طرف اشارہ ہے ۱۸۔ حالی مصطفیٰ عرب زادہ جاہلیت میں سلاطین و ملوک سے
خطاب کرتے وقت یہ جملہ بلاغت و فصاحت و دھماکے بولا کرتے تھے اس کے لفظی معنی یہ ہیں کہ تو لغویان و بدعہا سے ہمیشہ بچا رہو

لهم بين الوزي ذكرٌ رفيعٌ وشأنٌ في ملوك الدهر عالٍ
 وَاِنَّكَ اَنْتَ يَا مَنْ طَابَ نَفْسًا لهم خَيْرُ الجِدِّ وَدُخَيْرُ آلٍ
 خُطِبْتَ كَسِيَّةً مِّنْ طَيِّبَاتٍ اُولَاتِ القُضَلِ خَيْرَةُ الفُعَالِ
 فَمَا لِلْمُنْتَدِي خَيْرُ التَّوَادِي بِهِ حُقِّقَتْ مَوَالِدُ الْوَالِي
 وَيَا لِعَرَسٍ مِنْ فُحُلٍ كَرِيمٍ اَثِيلُ الْمَجْدِ حَقَّقَ الْخِصَالِ
 يَجِيءُ دَهْمًا يُصَنِّقُ وَلَا يَبَاهِي وَيَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَلَا يَبَالِي
 يَجِيبُ السَّائِلِينَ بِغَيْرِ مَكْنِي وَيُعْطِي الْعَائِلِينَ بِلا سُوَالِ
 وَأَنْ يَكُ أَصْغَرَ الْأَقْرَانِ سِتْنًا فَكَبِيرُهُمْ بَلُو عَافِي الْكَمَالِ
 فَبُورِكَ فِيهِ مَا دَامَ الثَّرِيَا وَمَا انْسَلَخَ النَّهَارُ مِنَ اللَّيَالِ

۱۰ جن کا نام دنیا میں بلند ہے اور جن کی شان شان عالم میں عالی ہے ۱۲

۱۱ اور تو اسے پاک نفس! اُن سے آبا و اجداد کی ابھی اولاد ہے ۱۲

۱۳ تو نے ستمگرائی اور بُرائی والوں اور پسندیدہ خصال مستورات میں سے ایک عالی خاندان لڑکی سے شادی کی ہے ۱۲

۱۴ پس دو کیسی شاندار محفل ہوگی۔ جہاں دوستوں میں محبت متحقق ہوتی ہے ۱۲

۱۵ اور کیسا شاندار و دلہا ہے۔ جو انور و سخی۔ خاندانی بزرگی والا اور پسندیدہ فصاحت والا ۱۲

۱۶ وہ دیتا ہے جو چیز نہیں بچاتی اور مختصر نہیں کرتا اور کرشمہ ہے جو چاہتا ہے اور کچھ پروہ نہیں کرتا ۱۲

۱۷ مانگنے والوں کی بلا توقف سنتا ہے اور محتاجوں کو نفیر مانگے دیتا ہے ۱۲

۱۸ اگرچہ عمر میں بچپنوں سے چھوٹا ہے۔ مگر کاکلیت کی حد کہ پہنچنے میں سب سے بڑا ہے ۱۲

۱۹ پس برکت دیا جائے جو جب تک کہ آسمان پر شریا ہے اور جہنم کی راتوں سے دن بڑا ہو رہے ہیں ۱۲

قصیدہ بابیہ

دشان حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرکہ ہنگام اقامت آنجناب مدنیہ سنوار
ہند بخت بابرک ایشاں ساوہ شہر بود و از آنجا اطلاع رسیدن آیتا
حضرت ایشاں بدستخط خاص بجزارت من رجبہ ذیل داوہ بودند

بسم الله الرحمن الرحيم من عبد الغنى ابن ابى سعيد الى الفاضل النبيل والا ديب الجليل المولوى
الطاف حين - السلام عليكم ورحمة الله وبركاته - وصل مكتوبكم الشريف مع القصيدة الى المجد
مع فصاحتہ وبلوغتہ لا يخلو عن الشين من جملة المبرر لا عيب فيهم غدرات سيوفهم فيها
فلول من قراء الكتاب واستحسنها بعض ادباء المدينة المنورة لما فيه من البراعة والفصاحة الله
يتجاو من ذلى وينفعكم باعلى منايها وما رب بجاه صاحب الشفاعة الكبرى سيدنا محمد وآله
واصحابه فلك السعادة ونجوم الهداية بلا ريب وغفل - والسلام -

هوَى الحَوْرِ بِلَوَى كُلِّ حَبْرٍ وَنَادَى	وَفْتَنَةُ قِسْيَيسٍ وَزَلَّةُ رَاهِبٍ
وَهَنُ مَنْصُورٍ وَفَتْحُ الْخَاذِلِ	وَعَزُّ الْمَغْلُوبِ وَذُلُّ الْغَالِبِ
وَمَا مِنْ نِسَاءٍ الْحَيِّ لِلْعَزِّ فَخَالِصِ	بَلِيحٍ قَدْ اسْتَأْسَرْنَ أَهْلَ الْبَحَارِ
وَلَيْسَ بِلَاءٍ كَأَدِيشْفَى سَقِيمِهِ	صَبَابَةُ قَلْبِي بِالْعَذَائِرِ الْكَوَاعِبِ
قَدْ اخْتَطَفَتْ لُبِّي وَرَوْعِي مِلْحَاءُ	بَلُطَفِ مُدَارٍ لَا بَعْسَ مُعَاتِبِ
مُعْطَلَةُ الْأَرَاءِ مِنْ غَيْرِ رُقِيَّةٍ	مُقْتَلَةُ الْأَحْشَاءِ لَا يَا مُضَارِبِ
وَصَاحِبَةُ الْعِشَاقِ لَا فِي مَكَارِدِ	وَكَاذِبَةُ الْمِيثَاقِ لَا بِالْمُرَاقِبِ
لَفِي نَظَرٍ مِنْهَا وَغَمٍّ وَلَحْدَةٍ	بِلَاءٍ لَدَى وَرَعٍ إِلَى اللَّهِ تَائِبِ
وَكَمْ مِنْ حَيَاءٍ دُونَهَا وَتَصَبُّبِ	وَحَصْنٍ مِنَ التَّقْوَى وَخُوفِ الْعَوَاقِبِ
عَجَبْنَا لَهَا قَدْ خَرَّ مِنْ سِنَى صَعْفٍ	وَلَكِنْ رَأَيْنَا عِنْدَ كَشْفِ الْجَلَائِبِ

ذهبنا لنلهيها بنا عن مشاغل
 اشتد بلاء وصلها من فراقها
 أراقب وقت الوصل من غير موعده
 اليلاي ما أغناك عن شان مواله
 تناسيت في ذراك علمنا وحكمة
 ذهبت بصبري يوم اقدمت في المحي
 شغلت بلحظ قلبنا عن مشاغل
 يغشى على ابصارنا منك جلوة
 عتابك حلوا في المذاق فعاتبني
 وودني قلب العاذلين بنظرة
 احنة لا تشكو احزينا فربما
 ذروني وقلبي بالزرايا فانه
 لقد قل عوني في اخير كثيره
 ولي من موال اسما انا بينهم
 وفيما الى سلى وصولي فانني
 لا اصبر يوم البين كالليل مظلم
 كما اظلم الدهلي بتغريب كوكب
 عرف غزير العلمها ودمر شيد
 صبري على البلوى شكور على الله

فجاءت ولهمتني عن الاشتغال بي
 اذا كان عند الوصل خوف المراقب
 اصدق في اقدامها قول كاذب
 له انت في دنياه قصوى المراقب
 لانصيت ايتاما اليها ركاثي
 نزلت وما انزلت حمل المراكب
 صوفت برمي قصدنا عن رغائب
 كانك في الاستناد من غير حاجب
 وضربك حتى للرقاب فضا رب
 لك الدين عند العائقين فطالبي
 تهيب الاصحاب رنة صاحب
 مصائب اخرى ذكر تلك المصائب
 كافي غريب بين خل وقارب
 بمنزلة الكرار بين النواصب
 ضللت سبيلي في ضياء الكواكب
 كان صباحي قطعة من غياهب
 مضى على عرب عن الهند عازب
 جليل المساعي مستفيض المناقب
 نفوس من الدنيا الى الحق راغب

مد ار کمال مقتدی کل کامل
 اذا ما قضی عدل صدق اذ اروی
 وحید الوئی عبد الغنی الذی له
 یقوم غنی جالس الشیخ ساعة
 وترجع رجلاً قهقری دون باب
 لیعلم علم الناس بالشمس الضعی
 بذایتہ اقصى نهايات مُنته
 مهائتہ فی نفس الفی ووامیق
 هو السابق الغایات من صاعداً علی
 کراما تهم مشهور فی مشارق
 لا وضرب برهان علی اختصارهم
 صیانتهم من کل طاع وعاوید
 ومن یصدون السبیل امامهم
 فلما احیطوا انما کان حولهم
 ولما اتی نصر من الله بغتة
 تاثره شرع غسباً وقاطناً
 ولم یرو حثی اجتاز ابار قومہ

محظیر حال منتهی کل طالب
 مصیب اذا افتی اذا قال صائب
 اوائل مرأة لکشف العواقب
 بقلب ذکی مطمئن مراقب
 ضلالة ضلیل وخسبة خائب
 باسرار موجود وحوال غائب
 نہایتہ قصوی عنایات واهب
 ارادته فی قلب عاید وجانب
 الی رجليهم لا ینتهی سیر رکب
 مقاما تهم من کور فی مغارب
 بموهبة الرحمن خیر المواب
 اذا غلبو فی الهند کل اغالب
 وکرم خلفهم اذ هاجروا من معاقب
 نصرال العوالی اود باب القواضب
 لقد ساء بقومهم معجزی کل ناهب
 فیا عجبا من رائجات الجلائب
 فقد ورد الیسوع اصل المشارب

۱۵ اشارہ الی ما نقل عن بعض الثقات ان الشیخ المرحوم راویلة سید الطائفة خواجہ بہاء الدین
 النقشبندی فی النام فبايعه بلا واسطه بعد ما بايع شیوخ عمرہ مع اقرانه والله اعلم بحالی

مَدَحْنَا مَا اخْتَصَّ الْوَلِيُّ مِنْ مَرَاتِبٍ وَفِي الشَّيْخِ شَأْنٌ فَوْقَ تِلْكَ الْمَرَاتِبِ
سَيَقْدُ دُونَ الْاِبْتِدَاءِ بِوصْفِهِ اَقَاوِيلُ وَصَافٍ وَاَوْصَافٍ كَاتِبِ

سبک پر خطاب شمس العلماء پر جناب لانا شبلی نعمانی کہ وعلیکہ نقوشہ

یا وحیداً من الکریم فریداً وعزیزاً کمثل علی علق نفیس -
انت اولی بأن تُلقب شمساً بل بأن یجول شمس الشموس
انت شمس الملک ولسنت شمسید یقر بها الخنوس بعد الخنوس
انت طهرت ذیل بین مبین لو تکتہ اللثام بالتدلیس
ثم دافعت عن امامہ نقی کان یعد النبی خیر رئیس
وعن الحق قد رکشت غطاءً بعد ما غلقوه بالتلبیس
سررت فی الارض انت براؤهرأ للمعالی ولا لامر خسبیس
قلد وک التوامد رس قوم فیه یرجى لهم کمال النفوس
فتقلدت والترصمت لزوماً خدمۃ المسلمین بالتدلیس
قمت بالدرس الدراسۃ فہم فادعاً عن ریاسۃ ورئیس
وجعلت الکمال غایۃ ہم واتخذت الکتاب خیر جلیس
فعلی القوم لانہا لک حق کأہم من وجوہہم وثرؤس
صانک اللہ عن مکارت حق صدت کالقلب منافی الخیر

نشر على

نشر على من موصوفته على حضرت لانا وقتنا اننا شاه عيسى
قدس سره بآية الله عليه السلام في سنة ثمان مائة

هذه نبذة كلمات عديدة وعدة آيات غير سديدة يتوسل بها العبد
الذليل الصفر ليدبر الملتزم بالنشر والشين المتشبه بالطف تحيين كان الله له
ولو اذله في الشاقيين الى الولي الجليل في الشيخ النبيل مالك اربعة الاستكمال و
التكميل الهادي الى سواء السبيل قدوة السالكين زبدة العارفين رأس الفقهاء
والمحدثين قطب الملّة والارشاد قبله الابد ال والا وقاد صد الشريعة الفراء
عماد الملّة البيضاء ومظهر الانابة والاجتهاد اوجه العلماء الاعلام حجاوس
حرم خير الانام وارث علم النبي مولا نا ومرشدنا شاه عبد الغني المجددي
النقشبندی الهندي المديني الانزال ظل فيضه قدوة واقرب باب مقصودا
سمعت يامولانا ان ائمة بيتا جاء الى هارون الرشيد جاء كد وميل ابا جاء كان يظن الماء
احلى من شرب النبات واصف من ماء الفرات تقرب به الى الخليفة وجعل هدية
له فدخل المجلس وعرضه عليه فاذا هو ماء منقن الرائحة الطعم كد اللون فقرس
هارون واطلع على داخلة امره وعلم ان الماء وان ياك ملحا في نفسه ولكنه حلوا
في مذاق الاصل في فمهم القوم عن هتك سره وافشاء امره لكي لا ياخذ الندم
فيرجع خائبا اسفا وامر عطية جليلة له واخرجه على الحال من بغداد مخافة ان

یقیم ہوا پشرب من ماء و جلاۃ فیحید حلاوة فی ذوقہ و لطافة فی طعمہ فیستحیی استیفاء
النادم و یوض بمان السادم فکذلک ارجوا ان ایضاً یا شیخ یا مولائی ان تنظر الی ما
ارسلت الیک من کلام عجین و قول غیر متین نظراً یا القبول فاذن یعمم ما فیہ من الخطاء
صواباً و من النقص تمامات من رجال اذ امرؤ بالغموض اکر ما و ان تذخولی بدعوة
تکشف عنی الغمة و تذکونی بصر الہمة و بذل الہمة مستعیناً بجناب سید المرسلین و
متمسکاً بذیل رحمة العلمین فداءہ اُمی و ابی صلوة اللہ و سلامہ و آلہ و اصحابہ اجمعین
فاقتضیٰ صلتک نفسی الہواء و لحاظ بشر اشر اقلی بلاء الاخلق من السداد و لا سبیل الی الرشاد
قد اخترت علی الاجل عاجلاً و العجیلان العاجل ایضاً کما لاجل مقفول رحمت من الجلیل
بحقیقہ و الحقیر ایضاً لیس ہو جرح فیما أسفی قد وقعت سہامی کلہا عن هدف
المقصود و بقیة صفر الکف فی الدنیا و الاخرة *

کیف الوصول الی معاد دودتها قلل الجبال و دوفهن ختوف
والرجل ما فیہ و مالی مرکب و الکف صفر و الطريق مخوف
فما انت یا شیخ یا ہما العزیز مستنار و اهلنا الضر و جتنا بضاعة منجاة فاوف لنا
الکیل و تصدق علینا ان اللہ یخیر المتصدقین و سلام علی عبادہ الذین
اصطفیٰ من مجاورى حرم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

و برخط خانبخش کے نام میں پہلے خط اور تحسین کی سید کا شکر ادا کیا

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سیدنا و نبینا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین
و بعد فیما لیتہا الشیخ یا مولائی سلام علیک عرازی سلام و سلام علیک الف الف سلام

قل بلغنی منکم ما کنتم ادرجوا من بشائر القول واجابتہ المامول فبشکراکم بعد شکر علی ما
 ادرکتونی وتلا رکتہ بآلی من محاسبة الساعات ومراقبة الاوقات فالثالث لقد قمرت من
 الامال بما لا یزنی ونلت بموهبة منک عظی ومن مثلكم شیء یسیر کوفیه من خیر کثیر
 فانکم الیوم منتهی قصدی وقصدا ری أقیل لكل قریب ولعید شقی وسعید وانتم بارض
 تراها شفاء الاسقام ومقام کرم لا یحله الا الکرام وانا العبد الذلیل الملتزم بالشرف
 الشین المدعو باطاف الحسین تقنا وثر الله عما جنت یدتی وغفر لله لی ولوالدائی وسلم
 علی عبادہ الذین اصطفی من جماعی حرم المصطفی صلی الله علیه وآله وسلم

مکتوب بنام مرزا اشرف بیگ حوم و ملوئی از لاهور

سلام علیکم سلام غریب بعید لدا ارجمتی الاوطان والاوکار طویل اللیل عبوس
 النهار قد حل ارضنا الانیس بها ولا صاحب وضاعت علیک بما رحبت فاعیت به
 المذاهب لا یتکن من غمره فیضی قصد ولا یفقد علی نفسه فیری رشدہ
 قد ترکتہم غمر من السهام الا لام ودوریة نطمان الا حزان والاسقام وحیندا
 طریدا باثنا بیدنا خزینا کثیرا قلقا مکروبا وکفہ مع ما به من الهم والشجی
 والحزن والاسی وکابة الفراق وحزانة المشتاق ولوعة قلبه ولغو حبه وشیت باله
 وجوعه ولباله لا یکاد یشفله عنکم شاغل ولا یحول بینہ و بینکم حائل وقد التی
 ذکرکم بین عینیة لیاأس به ویسکن الیه وکلاما یبلغه کتاب او تهب ریح خطاب
 من عند احد من الاعجاب فلیج له شوقا الی شوقا و یجشمة من الهوى ما لا یسهه
 الطوق فالحمد لله حمد الصابون الراصنین بقضائه کلاما قضی الراجح رحمة

عند کل کمرۃ و بوسی علی ما قد قبل ے

ادی الصبر محمدی او عند مذ اھب فکیف ادا ما لم یکن عندہ و زھب

ھو الکھرۃ النجیٰ لمن احدثت بہ نواب دھریس منھن مھرۃ

فالرجو منکم یا معاشرا الخلاق و خلیص الانھوان ان لا تنسوا انعم اللہ علیکم من قریۃ
اعینکم و سکنۃ قلوبکم فی محاذۃ الاحباب سراً و علاناً و مقاکمۃ الاتواب لیلاً
ونھاراً وان تجعلوا الشکر لتلك النعمۃ ذکرنا و مواساتاً و تدارک ما فاتنا من اخضر
عیشنا و اطیب عیانتنا فلا یشتغلکم شأن عن شأننا ولا یبغی عن بعد مکاننا و
من مثلکم نظراً الینا ولو کان بعد زمان یروی غلیل القلب اللھیان و اما
ما باق فی الیوم بعد دھریس من کتابکم الخلیل و امرکم الجلیل فقد سر فی اشد
سرور و صنع بی ما یصنع لقاء المحجور بالھجر و یستجدون جوابہ ان شاء اللہ
ر دیف هذا الکتاب منذ ریحانی کتابکم المطاب و امام اسألکم عن بعض اعمال
المدارس فقد سألکم عن طریق ذائل و مرسم دارس و السلام علیکم و
علی امن یحسنا و یحبہ لمن لدریکم و من حوالیکم

کتابہ الخوی

سلام علیکم اعلی سلام من قبل الغریب المستہام و بعد فہذا جواب ما بلغنی
من کتابکم المتین و خطابکم الزمرین فی اسان عمری مبین فوق عندی قیاساً
و سررت بہ اشد سرور و لکنہ قد وقع فی استجوابہ فھو من التکلیف الغیر المعتاد

لہ اس خط کا آخری حصہ تلف ہو گیا۔ اسلئے نا تمام حالت ہی میں پیچہ او لیا گیا تو ۱۲ عالی

فوالذي نفسى بيد ما منعني منه الا انه كان انومان زمان الفتنة والبلاء والمرض
والوباء قد انزوت العافية في الزوايا واحرق بالبلدان نواع البليات وكان الناس
بين صرعى وقتلى فمنهم من لسعته الحصى ولدغه الصلحاح ومنهم من قتلته
الهيضة بذات الشفرتين من سيف الاسهال والهوع وكان الجدوى العام فريدا
على ذلك ابليت به صغارهم وكبارهم وكورهم واناثهم فهلك من هلك
وفجأ من فجأ - واما الباقون وانما منهم وقليل ما هم فكانوا بين الخائفين والراجين
الذين ياتيهم الموت من كل مكان وما هم بميتين ولهم نزل كان الامر كذلك حتى
صار الموت والحيوة كفر سوي دهان يسبق هذه تأخر وتلك انجلى

كتابة اخرى رسلت بعد معاودة من جيل ابادي
الرحمن الكتاب القابك المالك الشهير بمولوي حسين
البكر في حصار كان الدار العلية

اقدت مقتضها شهرا اياما جيل را فتكم في حيدر اباد

هذا دعاء وتذكار لعمركم وشكرا لاحسانكم يا سيد السادة

ولست بناس طول عري صنيعكم كذا اجرت بادكار النعمة العادة

وبعد فقد وصلت يا سيدي في يوم مبرور الثلاثاء بنعمة الله وحسن توفيقه من
بمجي الى دلي مسالما وغانما وكنت في بمبي نوبلا في منزل صاحبكم الجليل البجل
المتأذ عن الاقران في المشورة بالسير العادلة والاخلاق المزيطة السيد محمد خير حسين

المتبرعة عن كل شئ الذي في زودته سكينه للقلب وقريرة للعين سستين
ساعة فوامني هذا الفتى معاملة لا تكاد تقع بين الأجانب بل عاش في
معاشرته الأصحاب بالأصحاب ومرافقته الخلاء بالخلاء وأداني من
خصائص المعروفة وعجائبها ومراسيها ومراكبها فوق ما كنت أرجو أن أراها
وله غير ذلك من الصنائع التي صنع بها ما لا يوصف باللسان ولا يقية اللفظ
البيان فيا ليت شعري يا شكري إياكم على ما عديتموني منزل الرجل النبيل
ودلتموني على سواء السبيل إلى أخوان الحليل أم أحوال الرجل على ما أكرمني
وأحسن مثوي وأعانني على ما كنت بصدقه من اطلاع أحوال المصروفه وبالغ
في حسن الأضافة والقراءة ولم يأتني في بالرحلة من بمشي الأكرها فوالله لئن كان
الأسمعيليون كلهم متخلفين بأخلاق أخيرهم هذا جزممت بأن الناجية من الفارق
الاسلامية هي الفرقة الاسمعية لا غير ثم إن الرجل كان يقول مشتكيا
عن جنابكم الرفيع أنكم لم تكتبوا كتابا منذ ما بين طویل ولو تفرغوا لفرغوا على أحوالكم
ولو تسالوا عنه وعن أحواله وامرني أن أخبركم بذلك واسألکم ان تدارکوا
ما فاتکم وما على الا البارغ

کتابتہ اشرفیہ دارالجمیعہ العربیہ للسماء بالخلعة الادبیہ فی لندن

قد اسلم القس الجلیل قد صلی من اول تموز الى آخر تشرين الثاني ثلثة اعداد من
جريدكم الفريدة السماء بالخلعة الادبية التي تلوح انوارها على العالمين من غمرتها البيضاء
فتمتعت بايفها من سوانم الاخبار وبناعم الافكار وفوائد اخرها يحجز عن حصرها

لسان الأظهار فبعداً أنشكر غاية التشكر على يا احسنتم الى مثل هذا المسكين
 بارسال الجريدية اقول اني مع بالي من شدة الوله وغاية الحرص على مطالعة
 النحلة لا استطيع ان اشترك فيها وان مثلي في الباب كمثلي ظمان على راس بر
 ماله ولو لا سبب يتوصل به الى الماء ولا قلب يصبر على العطش ولا كفى
 العهد ان شاء الله بالسعي المقود وفي نشر نفحات النحلة وبوكاها بين ابناء الوطن
 ومن الاخوان والخلائق وغيرهم من رؤساء ادارات التعليم الذين يعرفونني
 ولو بادني معرفة واما اغنياء هذه الصفحات من الملوك والأمراء والاكابر
 فليسوا في شئ من ذوق العلم ومطالعة الجرنالات وتفحص الاخبار وذلك السعي
 الذي تعهدت به لا يكون متى على شرط عوض من جنابكم بل يكون لمحض
 اشاعة الخير والبركة بين الناس ولما يقتضيه الاخوة الانسانية من التعاون
 والتعاضد هذا وان كنتم تمتون بعد ذلك بارسال الجريدية فلا يسعني الايتان
 بغير التشكر على هذا الامتنان باللسان والجنان الا انه في عزم هذا الخفيف على
 تقديم وصول النحلة فيما بعد ان ابلغ في كل شهرين او اكثر مرة واحدة بعض الحوادث
 المهمة الواقعة بهذه الافطار الى حضراتكم بمثل هذه العربية المستهجة التي تكاد
 تقع عند اهل اللسان موقعاً حسناً او باحدى اللغتين من الفارسية والهندية
 ان لم يكن على خلاف شرط النحلة ثم لي في خصوص امر الجريدية كلام اخر لا بد ان
 ابوح به في حضراتكم وهو ان ترجمتها بالانكليزية ان كانت مطابقة بكل لفظ لفظ
 من العربية بحيث لا يبقى لغة من اللغات المؤلفة او المعربة مجهولة غير مفسرة
 لكان اقرب الى فهم اهل الهند اوقع في قلوبهم فان اللغات المتداولة بين ايديهم

من الصراح والقاموس وغيرهما ليست بكافلة لجميع ما في العربية الحالية من
الالفاظ القديمة والحديثة ولحق هذا الصحيفة دقة اشهر بالاكتايزية ارجو
ان يكون النظر فيها منتجا لبعض النتائج الحسنة والسلام خير ختامه

صَوْرَةٌ مَا قُرِئَتْ عَلَى الْمَشْهُورَاتِ الْعَرَبِيَّةِ الَّتِي كُنْتُ فِيهَا بِالْعَرَبِيَّةِ وَمِنْهَا بِالْفَارْسِيَّةِ وَالْهِنْدِيَّةِ

الحمد لله الذي جَبَّ اِنِّي كادته الخطباء والشرابي في قلبي حلاوة النظم وذوق الالفناء
فلا ارجب الالفية ومن يوجب عنه الا السفيه شيطان من انعم علي بالنعم التي
لا تحصى ثم اختصني منها ابتلك الموهبة الكبرى ومن ههنا فليعلم اني لا يستعني
السكوت عن مدح ما يقيم عندي موقعا حسنا من نظم بقي او اثر شرابي او بيان
رائقي او كلام فائق واما ان التكرار في مدح او اعتساف في قدح او بالغ في
الانذار او ابحث الى الاظهار فلا يتأتى مني ابدا ولا افعله سهوا ولا عمدا
ولذلك ارجو من الله المستعان ان اكون فيما اصف مشهورا لي بالصدق
والصواب حتى لا يروني الا الناطق بالحق من غير شك ولا استياب

وبعد فلما وصلت من دلي الى كهي مستعين ابا الله من الحق بعد لكو
وقد كنت اذا انا اعرف احدا ولا يعرفني احد من اهل ذلك البكر او صلفي قائد
التوفيق الى خير منازل اختيار منازل من السادة الزكوا والشيوخ العظام صل
الحاضر النوادي سيد في مستندى خواجه ضياء الدين الجهماني ابادي

بني سيد خواجه ضياء الدين محمد دلهي في نظم بنين زبائن من ١١٠٠

لا تزال مصوناً عن كل أهية وفقره وما فاتة حسنة من حسنات الدنيا و
 الآخرة فكنت نزيراً عندك إلى ثلاثة أشهر وأكثر فكان مادمت في بيته يعمل لي
 كل صنيعاً ويصنعهم إلى كل معروف ويؤثرني ويواسيني ويكرمني ويداريني
 وله عندي غير ذلك من الصنائع ما لا يسعه البيان ومن الأيادي ما لا يوصف باللسان
 وهذا الذي ذكرت من حسن الإضافات والقراي فليس في عداد من فضائله التي
 لا تحصى منها إن له يد في النظم طوي وقسطاً من النثر أوفى في الأسنن مختلفة
 ولغات شتى فتارةً يسجع بحجم الخطباء من العرب العرباء وأخرى يشيد تشييد
 الفرس من مقلقي الشعراء وسحره البلغاء وأما الأردو فمثل كشل آبه هو
 اخذ بناصيتها تنصرف حيث شاء وما يشهد لي بصدق ما ادعيت له هو هذه
 الصيغة المنيقة التي فيها اتموزج كل من تلك الأسنن الثلاثة في بيان رشيق
 ولفظاني لهذا المصنم الطليق والمنطيق الذليق فيألفها من وجيز جامع بين
 كلام العرب والعجم فيه النسيب وفيه الوعظ والحكم يرغب إليه لطلاوة لفظه
 ويتنافس فيه لحلاوة نظمه كأنها روضة تعجب الأنظار بنضرتها أوجبة تشخص
 إليها الأبصار لبهجتها أودوحة مثمرة أو سحابة ممطرة أو حليلة دهماء
 أو عشيقة حسناء أو عين من ماء معين أو منظر بحوريين وله سواد ذلك
 من المصنفات ما فيه قرة عين لكل ناظر وعنية لكل بادٍ وحاضر فلا زال
 مفيضاً على المستفيضين ومتمحداً للطلابين وآخر دعوانا أن الحمد لله رب
 العالمين

خُطْبَةُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَحْمَدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ فَسَوَّاهُ وَاصْطَفَى الْإِنْسَانَ عَلَى الْأَكْوَانِ فَأَكْرَمَهُ
وَأَحْسَنَ مَثْوَاهُ وَنَصَرَهُ وَكَفَّاهُ وَأَمَرَهُ وَلَهَّاهُ فَبَيْنَهُ مِنْ أَنْبَاءِ إِلَيْهِ وَ
اعْتَصَمَ بِهِ وَلَمْ يَعْبُدْ إِلَّا إِيَّاهُ وَمِنْهُ مَنْ أَقْتَفَى أَثَرُ الْقَمُوسِ وَأَخَذَ أَخِي هَا وَ
أَخَذَ إِيَّاهُ هَوَاهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ الْمُنِيِّ الْأَوَّاهِ الْمُتَبَيِّلِ
إِلَى اللَّهِ عَمَّا سِوَاهُ الَّذِي وَجَدَهُ يَتِيمًا قَاوَاهُ وَعَائِلًا فَأَعْنَاهُ وَمَزَكَّلِ
شَيْءَ أَعْنَاهُ وَاجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ وَعَلَى مَنْ اتَّبَعَ هُدَاهُ وَقَفَّاهُ وَأَعْلَى كَلِمَةٍ
الْحَقِّ وَحَمَاهُ وَاتَّقَى اللَّهُ حَقَّ تَقْوَاهُ وَمَلَكَ نَفْسَهُ وَهَوَاهُ وَلَبَّاهُ يَا أَيُّهَا
الْإِنْسَانُ انْزِعْ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ وَمَا حَمَلَتْ عَلَى التَّائِبِ وَمَا وَلَكَ مِنَ التَّيْمِ
الْقَوِيمِ وَمَا أَهْلَكَ عَنِ النَّعِيمِ الْمُقِيمِ حَيَاتِكَ الدُّنْيَا قَائِمَةً وَأَنْتَ
تَرْجُو الْآخِرَةَ وَمَتَاعَهَا شَيْءٌ سَيَرُ وَلَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ
فَدَا اسْتَهْلَكْتَ فِي الشَّهَوَاتِ وَنَسِيتَ هَادِيَ الدَّلَالِاتِ وَتَنَاهَيْتَ فِي الْمَلَاهِ
وَمَا لَمْ تَهَيْتَ عَنِ الْمَنَاهِ كَمَا أُرِيتَ بِمَعْرِفٍ فَعَصَيْتَ وَكَمَا دُعِيتَ إِلَى الْخَيْرِ
فَمُؤَلِّتٌ جَمَعْتَ مِنَ الذُّرْهِمِ وَاللِّتَارِ الْأَفَافَ وَأَضْعَافًا وَرَأَيْتَ فِي نَفْقَةٍ
لَوْجَهُ اللَّهِ إِسْرَافًا وَرَلَا قَا مُنْتَهَى قَصْدِكَ جَسَسَ سَيُوبُ الْأَخْوَانِ وَجَلَّ
صَنَاعَتُكَ سَكَّ اسْتَاذَ الْحَيَرَانِ سَاءَ نَفَقَتُكَ بِالْخِيَارِ وَحَسَنَ لَدَيْكَ مُقَامُ
الْأَشْرَارِ يَتَّبِعُ وَعْدَكَ الْإِخْلَافُ وَيَعْقِبُ صُلْحَكَ الْخِلَافُ طَالَ قِيَامُكَ

فِي طَلَبِ الْمَالِ وَأَنْتَ تَذَرُكَ بَعْدَ حِينٍ وَلَا تَأَلُّ عَنِ الْأَعْمَالِ حَتَّى أَتُكَ
 الْيَقِينُ فَوَيْلَكَ قَدْ طَلَبْتَ مَتْرُوكًا وَتَرَكْتَ مَطْلُوبًا وَاقْتَضَيْتُ حُوبًا وَمَا
 قَضَيْتُ مَكْتُوبًا وَشَرَيْتَ بِالْحَقِيرِ جَزِيرًا وَبِالرَّخِيسِ جَلِيلًا وَخَلَلْتَ خُفْيَا
 وَبَدَلْتَ تَقْيِيلًا وَأَخَذْتَ مِنَ الصَّفْوِ كَدًّا وَأَخَذْتَ عَلَى الْخَيْرِ شَرًّا وَ
 اسْتَبَدَلْتَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي هُوَ أَعْلَى وَاسْتَغْلَتَ عَنِ الْآخِرَةِ بِالْأَوَّلَى
 اللَّهُ اللَّهُ الْأَمْرُ تَهَلَّلَكَ فِي الْخَيَرَاتِ وَتَمَاتَكَ عَنِ الْحَسَنَاتِ وَأُقْبَالَكَ عَلَى
 الْمُهْلِكَاتِ وَمُسَابَقُوكَ بِالسَّيِّئَاتِ طَلَّقَ الدُّنْيَا ثَلَاثًا وَفَارَقَ أَهْلَهَا وَ
 أَتَىكَ عَلَى غَارِبِهَا حَبْلَهَا وَتَبَّ إِلَى اللَّهِ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ وَأَدْرَاكِ الْفَرَاعَ قَبْلَ
 أَنْ يَفُوتَ وَاسْتَعِينَ بِوَجْدِكَ قَبْلَ عَذَابِكَ وَأَعْتَمِرَ شَبَابُكَ قَبْلَ هَرَمِكَ
 وَالزَّمْ بِالْعَمَلِ فِكْرَ مَنْ عَمِلَ تَسِيرُ خَيْرٌ مِنْ عِلْمِ غَيْرِهِ وَوَاطِبْ عَلَى النَّدَامَةِ
 فَدَمٌ مِنْكَ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ كَثِيرِ طَاعَةٍ تَصَدَّقْ مِنْ غَيْرِ مَنْ وَادَى وَ
 انْفِقْ وَمَا خُيِّبَ وَتَوَضَّى إِنْ جُمْتَ بِحَسَنَةٍ فَاسْتَعِمْ وَلَا تَعْتَرِزْ قَبْلَ اسْتِقَامَةٍ
 عَبْدٌ لِعَمَلِ الْعَالَمِينَ وَلِنَمَّا الْأَعْدَاءُ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَإِنْ أَفْتَرْتَ
 سَيِّئَةً فَاعْتَرِفْ وَلَا تَيَاسَسْ فَإِنَّ الْأَعْتِرَافَ يَهْدِمُ مَا يَقْدِرُونَ وَلَا يَنَاسُ
 مِنْ رَدِّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ إِنْ بُلِيتَ فَاصْطَبِرْ فَإِنَّ الصَّبْرَ أَسَى تَيُّوهُ
 الْفَجْجِ وَدَسِجَى تُؤْذِنُ بِالْبَلَاءِ وَثِقُلُ يَحْقِيقُ الْأَثْقَالَ وَدَاءُ يَذْهَبُ الْعُضَالَ
 وَإِنْ أَعْيَيْتَ فَتَشْكُرْ فَإِنَّ الشُّكْرَ سَبَبُ الْمُرِيدِ الْأَنْعَامِ وَبَعْتُ لِلنَّعِيمِ عَلَى الْأَكْرَامِ
 وَجَالِبُ الْأَرْزَاقِ وَذَا هِبُ بِالْأَمْلَاقِ وَاضْرِبْ فِي الْأَرْضِ يَطْلُبُ الْعِلْمُ
 غَيْرَ بَاعِدٍ وَجَاهِدْ فَجَاهِدْ وَبَاعِدْ ثُمَّ بَاعِدْ وَاجْهَدْ جَهْدَكَ فِي أَخِيهِ

مِنْ كُلِّ قَارِبٍ دَبَّارٍ وَتَمَتَّعَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْأَبَاعِدِ فَإِنَّهُ أَوْجِبُ الْحَمْدِ
وَأَصْلُهُ لِمُقَاصِدٍ وَأَوْصَلَ إِلَى الْمُقَاصِدِ وَلِذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَارِدٍ وَإِذَا سَمِعْتَ هَذَا
فَاتَاكَ وَالْأَضَاعَةُ وَعَلَيْكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَإِنَّ الْفِتْنَةَ مَنْ عِلْمُ فَعُولٍ
وَسَمِعَ فَقَبِلَ وَذَكَّرَ فَأَعْتَبَرُوا أَمْرًا فَاتَمَّ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ فِي
ذَلِكَ لَذِكْرٍ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ وَسُبْحَانَ رَبِّكَ
رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

گلستان سعدی کی حکایت کا ترجمہ

حُكِيَ أَنَّ بَعْضَ صُلَحَاءِ بَلَنَّاں مِنْ اِشْتَهَرَتْ مَقَامَاتِهِمْ وَانْتَشَرَتْ كَرَامَاتِهِمْ جَاءَ إِلَى
دَمَشْقٍ فَنَزَلَ بِبَاءِ الْكَلَّاسَةِ يَرِيدُ أَنْ يَنْظُرَ إِذْ ذَلَّ قَدَمُهُ فَوَقَعَ فِي الْحَوْضِ ثُمَّ خَرَجَ
بَعْدَ مَا أَدْرَكَهُ الْغُرُقُ وَتَوَقَّعَ إِلَى الصَّلَاقِ وَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا خَرَجُوا قَالَ لَهُ بَعْضُ اصْحَابِهِ مَا لَكَ
يَا شَيْخُ إِنِّي رَأَيْتُكَ يَوْمَافِي بَحْرِ الْمَغْرِبِ كُنْتَ تَسْبُحُ عَلَى الْمَاءِ وَابْتَلَّ مِنْكَ قَدَمٌ وَأَمَّا
الْيَوْمَ فَقَدْ انْشَرَفْتَ عَلَى الْهَلَاكِ فِي قَلِيلٍ مِنَ الْمَاءِ وَلَوْلَا رَهْمٌ مِنَ الْحَيَوَاتِ لَغَرَّقَتْ
خَشَنَانِ بَيْنَ هَذَا وَذَلِكَ فَاطْرَقَ رَأْسُهُ وَانْتَفَى التَّامِلُ ثُمَّ قَالَ أَمَا سَمِعْتَ مَا
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْعَى فِيهِ مَلَكٌ مَقْرَبٌ وَلَا نَفْسٌ
مُرْسَلٌ وَلَوْ يُقَلُّ وَقْتُ مُسْتَمَرٌّ وَكَانَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تَارِقٌ يَشْتَعِلُ بِالْأَنْبَاءِ
وَالرِّجَالِ وَآخَرَى لَا يَلْتَفِتُ إِلَى جَبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ مِنْ هَهُنَا قِيلَ مُشَاهِدَةُ الْأَبْرَارِ
بَيْنَ الْجَلِّيِّ وَالْإِسْتِثْنَاءِ

دوسری حکایت

بینما انا جالس فی ات یوم یجامع بعلبک اذ شرعت فی الوعظ والتذکیر وحوالی
 جمیع کثیر من لا یکادون یفقهون حدیثاً ولا یهدون سبیلاً وکلما اذدنت فی البیان
 تدقیقا وتحقیقا زادوا حیرة وضلوا طریقاً فلما رأیت لایحلبهم سحر کلماتی ولا تفسیری فی
 قلوبهم نقضت فی انفسی فی اخذہ اسیف لھفت کل الھف علی ابناء عکلاء اشاعة الحکوة فی قوم
 صمیم بکوة +

بنام بعض ارباب علم کہ دبیرت مقیم بودند و نام ایشان منوشہ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ محمد الہ واصحابہ اجمعین۔ وبعد
 فانی قد سمعت ان المعلم الشہیر فاندیک الامریکا فی التزیل ببیروت رتب سلسلہ
 من الكتب فی العلوم الجدیدة وسمّاها النقش فی الحجر وانی اریب شراجملة الكتب
 التي تضمنها هذه السلسلة من اولها الى اخرها وايضا قد سمعت من بعض ثقاة الهند
 الذين قد لا قورک فی البیروت ان تلك السلسلة یکن وصولها الینا بتوسط جنابکم
 فاسألكم یامولنا اتنا بای طریق نطلبها وكيف نؤدی ثمنها وهل یکن ارسالها الى
 الهند بالطريقة التي جرت فی سائر الممالک الانكليزية وهي ان اهل البوسطة یبلغون
 الاشياء الى المكتوب اليهم بعد اخذ الثمن ویرفعون الثمن الى المالك ویسمون هذه الطريقة
 بالانكليزية ویلغو علی ایل وترجمتها بالعربية (ما یجب اداء ثمنه) فنحن الینا الجواب
 من عند حضرتکم المجیدة نطلب تلك السلسلة الجدیدة بالطريقة التي تصفونها لنا والسلام خیرام

جملہ صالحہ

فی ماثرنا صیر ملئۃ وموقفهم عن نوم الغفلة الذابت عنهم فی کل فتنة و
 الناصر لهم عند کل ملئۃ الذی جعل همتہ مقصودۃ علی اصلاحهم وراى
 لذة حیاته فی نجاحهم وفلاحهم یمیر لهم فی کل وادیک صبت هائث ولا یخاف
 فیہم لومة لائم اعنی الدکتور سیمیل رحیل ابن السید متقی ابن السید ہاشم
 الحسینی نسباً والمدنی شراطی محمداً والدہلوی مولداً شمس
 طلوع الشنا یا بالمطایا وسابقاً الی غایۃ من یتبدل ہا یقلّم

فاعلم انہما المخاطب الجلیل انّ هذا الشیخ الاجل الامجد الھمام والسید الصندید المسمیٰ الفقہ
 هو اول من تصدک لاصلاح حال مسلمی الھند فی اواخر المائۃ الثالثۃ من الالف الثانیۃ وافق عمر کما انقذ
 ماله فی نصھم والرافۃ بہم والشفقۃ علیہم والمجاہدۃ فیہم واول من ذوب
 عن الاسلاہ وسافر لاجل ذلک الی اوروبّا ونشر ہنالک محاسن الاسلام بید المسیحین
 وطہر ذیلہ عتّا افتروا علیہ ونسبوا الیہ من الثالث المساکین تعالیٰ عن ذلک
 علواً کبیراً واثبت فضلہ علی ادیان اُخریٰ بدلائل بیّنۃ وبراہین متقنۃ

۱۰ تقریباً ۲۵-۲۶ برس گزے ہیں گے کہ لندن سے ایک امیر عربی رسالہ موسوم بہ "جملہ صالحہ" جاری
 ہوا تھا جس کے چند پرچے رسالہ مذکور نے میرے نام ہی پہنچے تھے۔ او میں نے بجائے قیمت ادا کر نیئے اسکی علی
 اعانت کرنے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ ایک ٹیکل مرحوم سید احمد خاں کے حالات اور انکی ملکی و قومی خدمات پر انکی
 توفیق چھوٹی عربی میں لکھ کر لندن بھیجے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر اُسے پہنچنے سے پہلے معلوم ہوا کہ وہ رسالہ کسی وجہ سے بند ہو گیا
 اور وہ آٹھکل راقم کے پاس مسودات میں یوں ہی پڑا رہا۔ اب جو اس ضمیمہ میں شامل کر نیئے لیے اسکو دوبارہ توجہ بہت ہی
 کم اوراق دستیاب ہوئے۔ چونکہ موجودہ حالت میں مضمون مذکور کو از سر نو مرتب کرنا راقم کی طاقت سے باہر تھا۔ اس لیے
 جس قدر اوراق ہم پہنچے انہیں کو بقدر امکان کسی قدر ترتیب دیکر اس ضمیمہ میں شامل کیا گیا ۱۱ عالی

سلك فيها طريق استدل اللهم ونسبح على منوالهم وهو اول من ادعى ان ديناً من
الاديان لم يفتك رقاب الجوارى والغلمان عن ذل العبودية الا الاسلام واستدل
على دعواه بايات بيّنات من كلام العزيز الملك العلام واحاديث متصلة مرفوعة
صحّت عن النبي خير الانام وهو اول من عزم على التوفيق بين ما جاء به القرآن
وبين ما شهدت به الحكمة الجديدة وعلى دفع ما يتبادر الى الاذهان من
الاختلاف بينهما كما فعل علماءنا المتكلمون في صدر الاسلام لما شاعت
الحكمة اليونانية بين المسلمين وخافوا عليها ان يقعوا في شبهات الثلاث
والزنادقة *

ولند كن ههنا شيئاً يسيراً من مساعيه الجميلة التي كانت مستمرة متصلة
في نصر الاسلام المسلمين من سنة ٦ الى زمان رحلته التي وقعت في اوائل سنة
ميلادية *

منها انه لما اضطرّ مَن تار البغي والعدوان في اقطار الهند من قبل
الساكر الهندية سنة ١٠٠٠ ميلادية وكان مسلموا الهند اذ ذاك مظنة لخلاف
الدولة الانكليزية لما كانوا قبل استيلاء تلك الدولة في نوع من العجز والمكنة
والسلطان في ممالك الهند - بادرا الشير الى تاليف كتاب في بيان اسباب البغي
التي كان مرجع اكثرها الى غفلة اركان الدولة وسوء تدبيرهم في الامور السياسية
وكان الزمان زمان الاخين والبطش والانتقام بحيث يغير المرء من اخيه و
اقبه وابنيه وصاحبه وبنيه ويؤسرون ويحجّون ويقتلون ويصلبون
فلم يكتف هناك من كلمة الحق والتقى بنفسه الى التهلكة ليرى كل شعبه

تحتلج في صدور اعيان الدولة من قبل المسلمين ويبري ساحتهم من كل سوء ويظهر
ذيلهم عن كل رجس *

ومنها انه الف بعد ذلك كتابا اخر على خلاف ما شاع واشتهر بين
الملة الانكليزية من رأي بعض مدبري الملك ومشيري الدولة منهم في الهند
ان جماعة المحدثين من مسلمي الهند الموسومين بالوهايتية الذين لا يقولون بوجوب
تقليد احد من الائمة المجتهدين ليسوا من اطاعة الدولة في شئ ويسرون
ان الجهاد مع النصارى ولاية الهند واجب على المسلمين - فلما اشتهر ذلك الكتاب
من قضاة الرأي المذكور بين الهند والانكلترا ونظر فيه رجال الدولة واعيان
الملة وادباؤا بينه وبين ذلك الرأي لم يبق لهم شبهة في قصور علم صاحب
الرأي وقلة تدبره وضعف دأيه وانه لم يتعمق فيه الا الظن ولم يتسلك الا بالقيا
ورفع بناء من غير اساس - واطلقوا خلفا كثيرا من اولئك المحدثين واتباعهم
كانوا مأسورين مجبورين ولم يكن لهم ذنب ولا اثم الا تسمية الناس اياهم
باسم الوهابية *

ومنها انه لما شاع كتاب السيرة المحمدية الموسومة بلائفا وفهم
باللغة الانكليزية في اربع مجلدات قد صنفها احد من اكابر رجال الدولة و
لانها في الهند بحيث لم يصنف احد من المسلمين قبله كما دعووا مثل ذلك الكتاب
على مخالفة الاسلام وكان الشيخ حيدر متقلدا لبعض اعمال الدولة تحت امر
ذلك المصنف - ثم استلحق عن ساق الحق واخذ يتفحش عما يحتاج اليه من

عن ابن الجوزي

الكتب والاسفار في نضرة الاسلام والذب عن حق دينه فلم يظفر منه في الهند
الا بقدر يسير لا يسمن ولا يغني من جوع. لما قد خربت خزائن الكتب الاسلاف
كلها في فتنة العساكر الهندية. فعزم على الرحلة من الهند الى اوربا لاجل
ذلك واخذ معه ولديه كانا يعرفان اللغة الانكليزية وسار بها الى انكلترا
واقام نحو سنتين بلندن وصنف هناك كتابا مبسوطا سماه بالخطبات الانكليزية
في الكشف عن حقيقة الاسلام لصيانتها عن كل ما يفترون عليه ويطعنون
فيه ويرمونه.

ثم ترجم هذا الكتاب بلسان اهل انكلترا وطبعه واشاع وداول بين
القراي والامصار من البرطانية الكبرى وفي اكثر الممالك من اوربا ليتم حجة
الاسلام على من كان ينكرو عليه من دعاة المسيحية حتى ان بعض اهل الانصاف
من القسيسين المأموين على دعوة اهل الهند الى دينهم اعترف ان احد المسلمين
منذ بدء الاسلام الى الان لم يكتب كتابا جامعاً كما شافع حقيقة الاسلام
ومخايسنه قط في لسان اهل المغرب كما كتب هذا الرجل كتابه الخطبات الحميدة
ولولا له لما تتم عليهم حجة الاسلام.

وهمها انه لما صار مسلما الهند مشرفين على الموت الذي هو الازل
والهوان بين ابناء الزمان، لما تركوا مسالمة الدهر وهرافقته ولم يتعظا
بوعظه وتذكيره، ونزعوا ان تعلم اللغة الانكليزية والتكلم بها والممارسة
فيهما كفر، ولا يجوز للمسلمين ان يرضوا بتعليم اولادهم في المدارس الانكليزية
فهموا كثيرا من اعمال الدولة ومناصبها التي كانت شرط تقليدها معرفة

اللغة الانكليزية ، ولم يزالوا يتنزلون عن معارج العز والجاه درجة بعد
درجة حتى كاد ان ينتهوا الى غاية ذلهم وهوانهم ، ويعودوا غريباء خالطين
غامضين وهم في اوطانهم حملة الرقة النرجية والاخرة الاسلامية على
ان يصير امرهم ويجمع شملهم ويقوم عن جهنم ويسد افكارهم وثققت
اراءهم ويدلهم على ما يقتضيه الاحوال الحاضرة من تعلم لسان ولادة العهد
واكتساب العلوم المفيدة والمعارف الجديدة ، وترك التقليد المصالح الذنوب
والامور المعاشية والانسلاخ عن الرسوم القديمة التي رسخت في قلوبهم
كالحكام الشرعية ، وغير ذلك من الامور التي لا يمكن ان يبقى امة من الامم
العظيمة على عظمتها القديمة الا وان يلزمها نفسها ويتشبهوا بها ويعصوا
عليها بالنواجذ ، ويجهدوا فيها ، .

فلانزال الشيخ مع كبر سنه وعظم جنته وثقل جسمه يسير ويرتحل من
بلد الى بلد ومن ناحية الى ناحية ، فيعظم في كل مجلس دين كرمهم في كل عصر
ويلومهم ويعاتبهم ويرفقهم ويلطفهم ، وكان يطالبهم ان يبذلوا مواهبهم
ويجهدوا انفسهم في تهية اسباب التعليم وتيسيرها لافهم واعقابهم ،
وترويج العلوم الجديدة ومدولة اللغة الانكليزية بين المسلمين المتوطنين
في بلاد الهند الامنين في كنف الدولة البريطانية كما فعل سائر ابناء وطنهم
من الهنود والمجوس وغيرهم .

فلما انتهى الامر الى ذلك استطاع الشيخ عند ذلك سبيلا الى تشكيل مدرسته
كثيرة رفع بناءها في مجبوحة الهند بحيث لم ير مثالا عين الزمان ولا سيما في

مالك الهند - وبني حول المدرسة رباطاً متسعاً في غاية الحسن الملاحظة محتوياً
على بيوت متجاورة متناسبة البناء متساوية المقدار صالحة لان يسكنها
الكبراء واهل الثراء - واشترط على المتعلمين (رسوء كانوا من بلاد قريبة او
بعيدة) ان يقيموا بتلك البيوت ويلتزموها ماداموا مشتغلين باخذ العلم
لئلا يجتالطوا قرناء السوء ويكونوا من معاشر الاخذاء بهزل ويحصل المواجهة
بينهم بطول الصبغة ويصلح افكارهم بل امام المذاكرة وجمع فيها بين التعليم
ودين وديني - ليستكنوا من اضرار امر معادهم ومعاشرهم ويستغنوا عن ارس
الدولة التي خلت عن تعليم علوم الدين رأساً - وطلبه لنظم المدرسة وتعليم
العلوم فيها وتربية المتعلمين المقيمين بها - البارعين في انواع العلوم من نجباء
انكثرة المتحليين بالاخلاق الفاضلة والسير المرضية - واحضار ايضا العلماء
الاعلام من افاضل المسلمين لتعليم علوم الدين - وهياً لطلبة العلم كل
ما يحتاجون اليه من المسجد والحكم والمطبخ والمستراسم والمستشفى - و
الابا والاشجار والرياض والانهار والالوات المتنوعة لانواع الرياضات
الجسمانية - والاماكن المنتظفة للمكرات العلمية - وغير ذلك مما لا
يسعه للبيان *

ولاشك ان هذا المدرس اول مدرسة في الدنيا تشكلت لتعليم
المسلمين بمحض التعاون والتعاضد من ابناء الملة وتكفلت لتعليمهم وتربيتهم
وتحذير اخلاقهم وحفظ صحتهم وتنظيف لباسهم وتحسين كلامهم و
ان يرشد هم الى معنى التدين وحسن المعاشرة ويدلهم على ان القوم ما هو

والوحدانية القومية ما هي ويحيى فيهم الاخوة الاسلامية التي قد ماتت بموت
 القدماء من اهل الملة البيضاء ويغرس في قلوبهم منها بشجرة طيبة اصلها
 ثابت وفرعها في السماء ويؤلف بين اشقات الفرق الاسلامية التي يتباغضون
 بينهم ويتنافرون ويتنازعون ويتخاصمون يعرض بعضهم عن بعض ويسب بعضهم
 بعضاً ثم لتوكيد هذا المقصد رأى ان يداول بينهم جرنالاً متهذباً للاخلاق و
 العادات محرضاً على المكارم والمعالى متهذباً في بعض العلوم القديمة التي
 لا طائل تحتها كاشف عن المعارف الجديدة مرغّب فيها مشعراً بالاسلام
 بأصوله وفروعه لا ينافي أصول التمدن وفروعه ولا يمنع عن اتباع المبادئ
 المتقدمة في العلوم والصناعات وسائر الحيل التي بلغوا بها غاية العن و
 المنفعة والجاه وسبقوا كل أمة من اصناف الامم الى اقصى مراتب الحكمة
 والدولة والسلطان. وسمي هذا الجرنال بتعذيب الاخلاق.

فلا زال يصدر في كل شهر مرة او مرتين الى نحو عشرين سنة وكان من
 احسن الجرائد وضعاً وترتيباً وبلغها نظماً وبياناً وأجر لها قدر ما كان
 في لسان اهل الهند.

لم يسبقه جريدة ولا جرنال في هذا الشأن. فانتفع به المسلمون في
 هذه الاقطار فوق ما يرجح ويتوقع ان ينتفعون حتى ان وصلت افكارهم و
 تحولت اراءهم وتزلزل بؤيان العصبيّة التي كانت تحول بينهم وبين الحق
 المبين. غير ان المتكشفين من علماء هم والمقلدين من سفهاء هم المنتصبين
 الخاضعين في بحر الجحش يغشاه موج من فوقه موج من فوقه سحاب ليتلقوا

بالقبول بل انكروا عليه وكفروا من تصدقوا لادارتة ومن كان من اعوانه
وانصاره ولكن لم يقدر وان يمنعوا غيرهم من اصحاب الراي اهل الدهي
عن موافقة الشيخ ومظاهرتة فيما يرجع الى صلاح حالهم وما لهم في ذل
اموالهم ليساء المدرسة فوق فاستطيعون.

وصفها انه بعد تأسيس بنيان المدرسة الكلية لتعليم المسلمين
وتشديد مبانيها عقد مجلسا علميا باحثا عن امر تعليم المسلمين المتوطنين
في كل ناحية من نواحي الهند والله كيف يمكن وصولهم الى الكمالات المطلوبة
التي اقتضتها ضرورة الوقت ومع ذلك كيف يمكن لهم المحافظة على بقايا السلف
الصالحين من علومهم القديمة ولا سيما العلوم الدينية التي تكاد تندثر من سواها
وقد اثارها من بلاد الهند والسبيل الى بقاء اللغتين المحاطتين لدينهم
وعلمهم وحكمتهم وادبهم وتاريخهم وسيرهم في اخلاصهم واعتبارهم عن
العربية والفارسية اللتين قد جاء بهما المسلمون الاولون من فاحشي الهند
واعوانهم وانصارهم وكانت كل واحدة منهما منذ قد ظهر المسلمين في هذه
الاقطار متداولة بينهم فكل ما كان من تعليمهم وتعلمهم ومكاتبهم ودارسهم
وتصنيفهم وتاليفهم وانشاءهم وانشادهم ونظمهم ونثرهم انما كان باللغة
هذه من اللسانين وكانوا يكرمون العربية ويحبونها ويتبركون بها كما كانوا
مستانيين بالفارسية تراجمين فيها مقبلين عليها والذين كلاهما مشرفان
على الزوال قد اندفعوا عن مدارس الدولة ومكاتبها رأسا ولم يبق في بيوت المسلمين

منها الارمق - ومما الحيلة في تعليم نساء المسلمين من وراء الستور وهن مقصورات
 في البيوت مستويات عن المعلمين والنسوة اللائي يصلحن لتعليم النساء فلا يرجع
 منهن في ارض الهند الا ما شاء الله والمدارس التي تشكلت لتعليم نساء اهل
 الهند من تلقاء الدولة او من قبل دعاة المسيحيين فلا يامنها احد من اشرف
 المسلمين وايضا رأي الشيخ ان ينعقد ذلك المجلس على راس كل سنة في بلد
 بلاد الهند ويأتيه المسلمون حينئذ مبعوثين من كل ناحية ويعرض من يشاء
 من اعضاء المجلس ما بد الله من رأي او فكرة او حيلة او تدبير في امر التعليم
 او في كل ما يتعلق بصلاح الملة على من شهد منهم في ذلك المجلس فيمن شاء واقنع ومن شاء
 لم يوافق فان توافقت كلمتهم في امر او غلبت اراء الموافقين عزمو على
 امضائه وصموا فيه والا فله يأخذ اياه وتركوه كان لم يكن شيئا مذكورا
 واول فائدة يستفيد منها من ذلك المجلس انه يتسمر به دائرة الاتحاد
 بين المسلمين يوما فيوما - فانهم يأتون في كل سنة مرة من اماكن بعيدة
 وبلاد قاصية لاهر جامع فيه صلاح الملة فيجتمعون بعد ما كانوا متفرقين
 ويتعارفون بعد ما كانوا متناكرين ويقومون في مقام واحد الى نحو خمسة
 ايام واكثر لئلا يتكبروا من دوام المحاجة والمجادلة ويتفقوا في الاكل والشرع
 ويتساءلون ويتشاورون ويتحدثون ويتفكرون ثم ما عدت تلك الفوائد
 يخطب الخطباء من افاضل الناس يفيدون في خطباتهم ما يناسب ذلك
 المشهد من افادات جلييلة يهتز بها القلوب ويحرك بها النفوس الى معارج
 الكمال المطلوب *

وصهرها ان طائفة عظيمة من طوائف الهنود الذين سبقوا سائر
 ابناء الوطن فيما يقتضيه الاحوال الحاضرة من العلوم الجديدة والصناعة
 والسياسة والتمدين وفاقوا جميع الاقران والامثال في معرفة اللغة
 الانكليزية وتقلدوا الاعمال الجليلة والمناصب الرفيعة من قبل الدولة
 بحيث لم يتركوا احدا من اهل الوطن موضعاً للتقرب الى دولة العهد حصول
 العز والمكانة عند اركانها - شكّلوا مجلساً عيوماً سُمِّيَ **بنيشنل كائريز**
 ليطالبوا دولة العهد ما وعدت من انها لا تفرق بين احد من اهل الهند
 واهل اكلترة بشرط استحقاقهم في سائر الحقوق والمرافق ولا يبرِّح بعضهم على
 بعض في تقليد الاعمال الجليلة والمشاركة في وضع القوانين السياسية و
 غير ذلك وادارت تلك الطائفة ان يشاركوا معهم في تلك المطالبات جميع
 اهل الهند ليضطر الدولة الى استماع ما يقولون واجابة ما يسألون فلما مضى
 على تشكّل ذلك المجلس سننان وجعلت طوائف اهل الهند يستحسنونه
 ويميلون اليه ويرغبون فيه قليلاً قليلاً وياتيه الناس مبعوثين حين ينفتح
 المجلس من كل ناحية حتى ان كثيرًا من المسلمين اصباحهموا على مشاركتهم في
 هذا المجلس، تفتن الشيخ بانه ان ظفرت تلك الطائفة بمرادهم لن ينال
 المسلمين منهم الا شراً - فان الحقوق التي يدعون لسائر ابناء الوطن لا يمكن
 ان يحصل لقوم الا وان يكونوا اغنياء اعزّة عند اركان الدولة عارفين
 باللغة الانكليزية والعلوم الجديدة معرفة تامة مطلعين على القوانين
 السياسية تخبرين باصول الدول المتقدمة اللور وبادية ولا شك ان المسلمين

ليسوا من تلك المزاياء في شيء يُعْتَدُّ بِهِ فلا بد ان يستوعب الهندو جميع تلك
الحقوق ويشتركوا في الحكومة والقدرة والاختيار ولم يبق للمسلمين خلاص
في الغزاة والمكنة والحجاء ويصيروا اذلاء صاغرين خاضعين للهندو اكثر
فما كانت الهندو لهم في سالف الزمان وينتهز الهندو فرصة لان يبذلوا ما في
انفسهم من الضغينة والبغضاء القديمة التي قد بدت من اقوالهم وما تخفى
صدورهم الكبر - فابتدروا الشيخ عند ذلك الى تشكيل مجلس اخر على زعم مجلسهم
لتنبيه المسلمين على ان تلك المطالبة انما هي نافعة للهندو خاصة لا
للمسلمين ولرفع القضية الى اركان الدولة واعلامهم باننا معشر المسلمين كافرة
لانشاركم فيما يدعون وفيما يطالبون واننا براء منهم وما يقولون - فانته
الامر الى ان جرمت الدولة بان في اسعاف ما يقتضون تأمير لقوم خاص
على سائر الاقوام من اهل الهند - وانبته المسلمون بعد ما كانوا غافلين عن
تبعات تلك المطالبة وعواقبها - فاعتزلوا عنهم وتبرأوا عن مشاركتهم ولم
يُحْمَ حولها بعد ذلك من المسلمين الا نفر قليل ليسوا في احد شيء منهم +
وهنا انه لما كان مارسة العلم الجدية في الاكثر مُبْتَجَا للوهن في امر
الدين ومظنة للاتحاد والتدهر لما يئس ويستمع من احوال رجال العلم في اوربا
وكان الشيخ اول من حرص مسلمي الهند على تحصيلها ورغبهم فيها فخاف عليهم ان
يُجْتَنُوا منه ما اجتنى الملل المسيحية في اوربا ويتضرروا بالعلم فوق ما كانوا
يتضررون بالجهل +

وكان قلبه مطمئنا على ان الاسلام الخالص عن الشوائب الصافي عن الكدابر

لا یناقضه شیء من العلوم البقینیة وانما یناقض ما اشتبه بالاسلام ولیس من
الاسلام فی شیء، من اراء العلماء وقیاسات الفقهاء وخرافات القدماء من الفلاسفة
والحکماء والبدع والاهواء والاخبار الواهية المنقولة من كتب الیهود والسنن
الرائعة الماخوفة من الجورس المذموم وغیر ذلك فما اخذ بحذا فیر الاسلام وصامره
بمنزلة الاخلاط من المزاج.

وكانت الفیل من علماء الاسلام فی الهند كافة غافلين عما یقتضیه ضرورة الوقت
فكما كانوا ینهون عن تعلم اللغة الانكليزية وتحصيل العلوم الجریة كذلك كانوا
یتناهون عن نصرة الاسلام بوجه یناسب اذ واق المعترضین وینطبق علی اصول
مسلمة عند حکماء العصر كانوا لا یجوزون ان یسلکوا فی المرافعة عن دینهم طریقا
لم یسلکها الاولون بل كانوا لا یعرفون کیف السبیل الی الذب عن حوزة الاسلام
فی هذا الزمان، واین المفسر من تحولات الحکمة الجریة علی الملل والادیان وفیم
الخلاص من شبهات الطبیعیین القائلین بامتناع الخرق فی القوانین الطبیعیة.

فلما استیأس الشیخ من علماء الملة ان یتعهدوا امر الدین ویحافظوا علیه

وبدا فواعمه تصدک بنفسه المنفرة لهذا الخطب الجسیم وشرع فی تفسیر القرآن الکریم

علی اصل متقین ینطبق علی حکمتین القدیمة والجریة ومع ذلك یشهد به العقل
ولا یستنکره الشرع - وهو ان فعل الله وقوله تبارک وتعالی لا بد ان یكونا متواءمین

متلازمین بحیث لا یتخلف احدهما عن الآخر لئلا ینزله نسبة الکنب الی حضرت

تعالی عن ذلك علوا کبیرا، ولا شک ان ما کان وسیكون فی عالمی الخلق والامرنا هو

من فعله تعالی فلا یمکن ان یوجد فی کلامه المبین شیء یتخالف ما فی عالم الخلق او فی

عالم الامر من الاسماء والصفات والافعال والافانوار والقوى والكيفيات والجواهر والوقائع
ولما كان اصل اصول الاسلام هو القرآن الكريم الذي صل اليه كما انزل الله
على سوله من غير تحريف ولا تحريف ولا زيادة ولا نقصان ولم يكن الاحاديث والفتا
هذه المشابهة وكان في كتاب الله غنية لنا عن كل ما عداه كما قال عمر بن الخطاب
حسبنا كتاب الله اقصر الشيخ على تفسير القرآن ورأى ان في المدافعة عن القرآن فاعلم عن
الدين كله ولنذكر ههنا افق جامن تفسيره الذي حمل فيه بعض الفاظ القرآن الحكيم
على معاني مجازية لم يبلغها عامة علماء الاسلام على تلك المعاني قبل الشيخ قال الشيخ
في تفسير الايات التي وقعت في اوائل سورة البقرة في بيان نعماء الجنة اما حقيقة
الجنة التي علمنا ربنا في كما قال عز اسمه في سورة البقرة "فلا تعلم نفس ما نحن لهم
من قرّة اعين جزاء ما كانوا يعملون" واما حقيقتها التي اخبر بها المخبر الصادق عليه
الصلوة والسلام فهي كما اخرج الشيخان عن ابى هريرة رضي الله عنه قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم "قال الله تعالى اعدت لعبادى الصالحين ما لا عين رأت
ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر" فلا يخفى انه لو كان حقيقته ما على ما روي
هي الرياض والانهار والفواكه والثمار والجوارى والخلان وقصور من لؤلؤ وذهب
وفضه وانهار من لبن وتمر وعسل لكان محالاً لما نطق به القرآن وما صرح عن
النبي فان جميع تلك الاشياء ما تراه العين وتسمعه الاذان ويخطر على قلب بشر
ولا يقال ان ما في الجنة من الرياض والانهار وغيرها في اعلى واشرف من امثالها في
هذه الدنيا غاية العلو الشرف فلا يلزم ان ترى بالعيون وتسمع بالاذنان كما ترى و
تسمع امثالها في هذه الخلق الدنيا لانها ان لم تكن ترى وتسمع فما صنعها ان تخطا

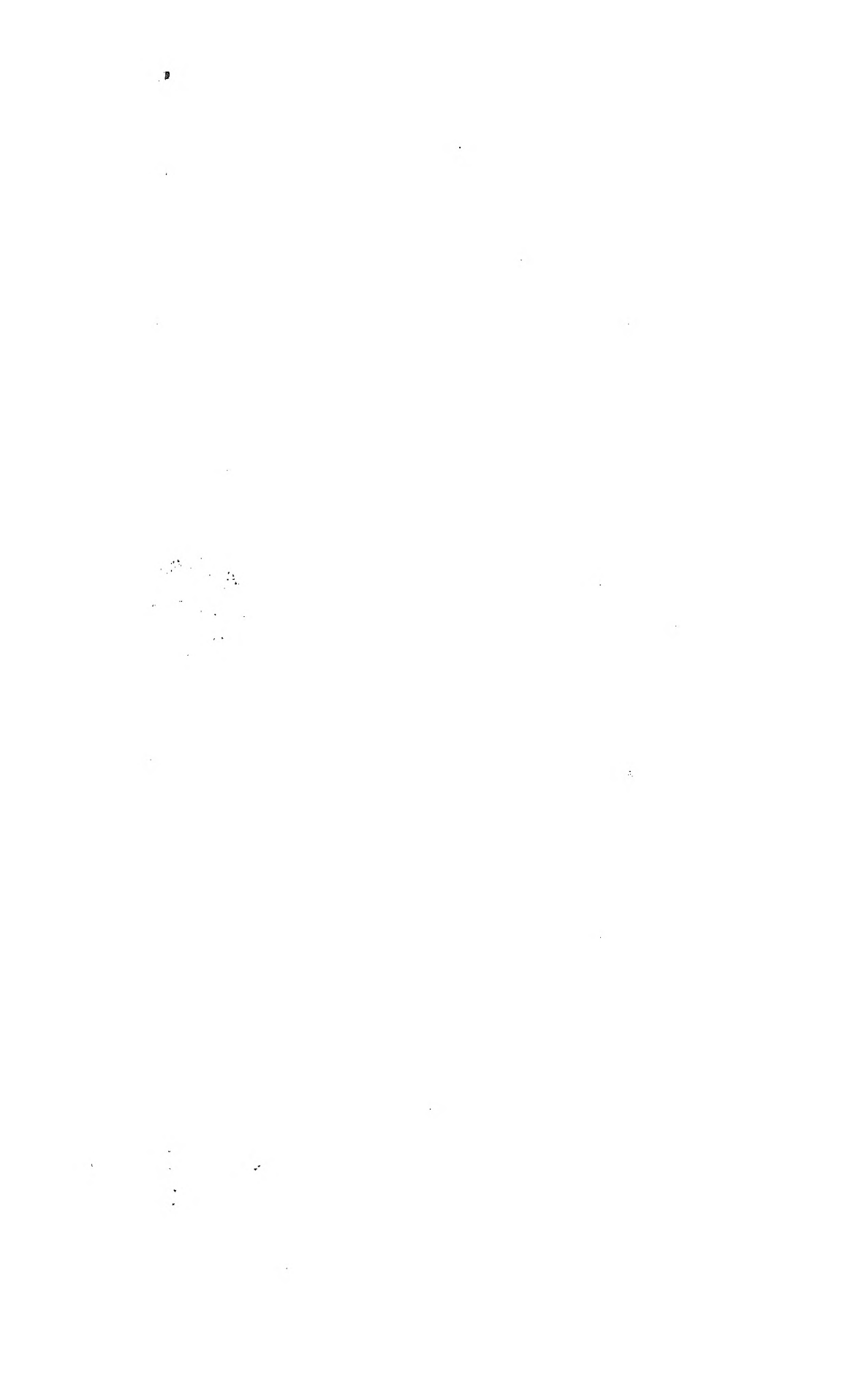
على قلب بشر. فان تلك النعماء التي امثالها موجهة في هذه الحيوة الدنيا. وان كانت
اعلى واشرف من امثالها الخسيسة الدنيوية غاية العلو والشرف فلا بد ان يكون
بينها وبين امثالها نوع من المماثلة والمشاركة والا فلا وجه لتسميتها بهذه الاسماء
فان سلمنا انها لا ترى بالعيون ولا تسمع بالأذان فلا نسلم انها لا تخطر على قلب بشر
ايضا. وقد علمت ان حقيقة الجنة من شأنها ان لا يخطر على قلب بشر. فاعلم ان
جميع تلك النعماء التي تنسب للجنة انما هي عبارات عن قرة عين تكون فيها وتتمت
لها لتكون اوقع في قلب الانسان واقرب اليه منه الناقص وامرأته الناقصة. حقيقة
الجنة وما هيتهما.

ثم اعلم ان الانسان كما خلقه ربه محمول على انه لا يدرك ولا يتصور الا ما ابصر بالعين
او مس باليد او ذاق باللسان او شم بالأنف او احس بالقوة السامعة وقرع العين
تكون في الجنة لا ابصر مثلها الانسان بالعين فقط ولا مس باليد ولا ذاق باللسان
ولا شم بالأنف ولا احس بالقوة السامعة فالنطق الانسانية ثابت ان يبلم الانسان
كنه تلك القنينة وحقيقتها. ثم لما خاطب به الانسان انما يخاطب بما هو جازع على
لسانه من اللفاظ والكلمات ولا يوجد في لغة من لغات الانسان لفظ يعبر عن
لا يدل ان بالحس فلا يمكن ان يعبر عن ذلك المعنى بعينه وان كان للعبير هو الله فان
على الممكنات لا على المحالات. ثم كل لغة من لغات الانسان التي يخاطب بها بعضهم
بعض لا يوجد فيها ايضا لفظ ولا كلمة يعبر بها عن كيفيات هذه الخصال الدنيوية
كالحموضة والحلاوة والوجع والالام والكلفة والراحة وانما يعبر عن علمها بما في
او نوع من التمثيل والتشبيه مع ان ذلك المرادف والتمثيل ايضا يحتاج الى تشبيه

أخر ذلك حجة. فما ظنك بحقائق الجنة التي عبر عنها بقرة اعين كيف يمكن التعبير عنها بعينها وتصويرها في ذهن الانسان وان كان المعبر هو الله.
الا انه لما كان الانسان مجبولا على استكشاف ما في آيات الماص به من النعم وما في انكاس المنى عنه من الضر وكان لا يرغب في الطاعة الا بعد اطلاع على نفعها ولا ينهت عن المعصية الا بعد تبين مضارها وجب على كل نبي مرسل بل على كل مجلد يصلح بعض المفاسد العامة ان يبين ذلك النفع ويدل على تلك المضار لو كان نوع من التمثيل والتشبيه.

ولما كان التعبير عن حقيقة تلك القرية للاعين بعينها متعذرا اكد لك عن حقيقة ما يقابلها من الالام الرحمانية احتياجا للتأديع الى بيان خراء الاعمال خيرا كان او شرا بكل راحة او كلفة لا يتصور راحة وكلفة فوقها في هذا العالم والمقصود من ذلك البيان انما هو تصوير تلك القرية للاعين وما يقابلها من الالام الرحمانية بوجه من التشبيه ولو كان ناقصا لاهله الراحة او الكلفة بعينها.

ولذلك فقد ذكر في التوراة بيان تلك القرية بكثرة الاولاد ونزول الامطار وسعة الرزق والعلمية على الاعلاء وامثالها وبيان ما يقابلها من الالام الرحمانية بموت الاولاد والقطوع والوباء والمصرية من الاعلاء وما أشبه ذلك الا ان هذه الامثال وان كانت اوقم في قلوب بني اسرائيل وانتذروا ولكنها لم تكن تجيب تعبيرها سائر الالام والمهلك. فجاء القرآن بامثال ابد منها في الانذار والتبشير اوقم في قلوب كافة الناس اوفى بحال كل فرع من افراد الناس شرفا كان او غربتا باديا كان او حاضرا وعالميا كان او جاهلا فان كل قوم سواء كانوا من البلاد الحارة والباردة يحسون بيوتهم خروفا وبساتين ناضرة ومياه جارية وفواكه طيبة يفرحون بها كل فرحة ويرغبون فيها كل رغبة ويستهنون بها ويميلون اليها. وايضا كان في الحزن والجمال على اطلاقه لذة عجيبة تجذب اليها النفوس تهتز القلوب وتعجب الحس والجمال اذا كان في الانسان ولا سيما في الجوارى والعلمان. فالتعبير عن قرية اعين تكون في الجنة بمثل هذه اللذات الفطرية وما يقابلها من الالام الرحمانية بامثال النار والحيم والضرير والرفوما المقصود منه ان يجزم بوجود كل نعمة لا يتصور فوقها نعمة في الجنة وبادراك كل نقمة لا يتصور فوقها نقمة في جهنم والا فالراحة التي تكون في الجنة والكلفة التي تكون في جهنم بالحقيقة كانت. فلاما ناله بينهما ديين هذه الامثال التي نطق بها القرآن في بالخير



اعلان

کیا جاتا ہے کہ جملہ حقوق تصنیف و تالیف کتاب ضمیمہ اردو منظر کلیا چکا
بجی حضرت مصنف محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب بلا اجازت جناب مصنف
صاحب مدوح اسکے کل یا جزو چھاپنے کے مجاز نہیں اگر چھاپے
تو نقصان اٹھائینگے۔ یہ کتاب براہ راست مصنف سے درخواست
کرنے پر دستیاب ہو سکتی ہو۔

المشہد
حافظ عبدالستار بیگ مالک تحفہ ہند پرستان کوچہ مدوح اللہ خان

صوبہ علی

اعلان

کیا جاتا ہے کہ جملہ حقوق تصنیف و تالیف کتاب فیروز گنج کلمیا کے
بھی حضرت مصنف محفوظ ہیں کوئی صاحب بلا اجازت جناب مصنف
صاحب مدوح اس کے کل یا جزو چھاپنے کے مجاز نہیں اگر چھاپے گا
تو نقصان اٹھائینگے۔ یہ کتاب براہ راست مصنف سے درخواست
کرنے پر دستیاب ہو سکتی ہے۔

المشترک

حافظ عبدالستار بیگ مالک تحفہ ہند پرپس کوچہ روح احمد خان

صوبہ ہند

CALL No. 191801 ACC. NO. 9800
 AUTHOR حاجی الطاف حسین
 TITLE نظم و شعر فارسی و عربی

191801 9800 112
 M حاجی الطاف حسین
نظم و شعر فارسی و عربی

Date	No.	Date	No.
29/12			

MAULANA AZAD LIBRARY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY



RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-book and 10 Paise per volume per day for general books kept over due.